شیطان کی سوانح عمری۔ اس کے مکر و فریب کی حکایات
انسان کیلئے درسِ عبرت۔ شیطان کے لئے تازیانہ

تازیانۂ شیطان

تالیف
حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ

نظرِ ثانی
معراج محمد بارق

قدیمی کتب خانہ
آرام باغ کراچی

إِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۔

شیطان تمہارا دشمن ہے، سو اس کو اپنا دشمن ہی سمجھو۔

شیطان کی سوانح عمری۔ اس کے مکر و فریب کی حکایات

انبیاء و اولیاء کے ساتھ اس کے کرتوت۔

اس کی مکاریوں اور چھپی چالوں کا بیان۔ اس کے جال میں پھنسنے والوں کا انجام

انسان کے لئے درس عبرت — شیطان کے لئے تازیانہ

تازیانۂ شیطان

تالیف

حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ

نظر ثانی

معراج محمد بارق

قدیمی کتب خانہ۔ مقابل آرام باغ۔ کراچی

نام کتاب ——— تازیانۂ شیطان

تصنیف ——— حضرت مولانا احمد سعید دہلوی ؒ

نظر ثانی ——— معراج محمد بارق

کتابت ——— بلقیس ناز

صفحات ——— ۱۶۸

سن طباعت ——— ۱۹۸۵ء

قدیمی کتب خانہ

آرام باغ کراچی

عرضِ ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیطان اور آدم و اولادِ آدم کے مابین روزِ اول سے دشمنی جاری ہے۔ ابلیس نے شروع دن ہی کہہ دیا تھا کہ میں آدم اور اس کی اولاد کو گمراہ کرکے چھوڑوں گا۔ وہ اپنے اس دعوے میں بہت حد تک کامیاب ثابت ہوا اور اس نے اپنے ہتھکنڈوں اور چالوں سے ایک کثیر مخلوق کو راہِ ہدایت سے بھٹکا دیا، البتہ خدا تعالیٰ کے نیک و مخلص بندے جن کو خدا نے توفیق دی وہ اس کے جال میں پھنسنے سے بچ گئے جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ (سورہ سبا۔۲۰)

اور شیطان نے ان کے بارے میں اپنا خیال سچا کر دکھایا کہ مومنوں کی ایک جماعت کے سوا وہ سب اس کے پیچھے چل پڑے۔

شیطان کا ایک بڑا حربہ اور اس کا آزمایا ہوا طریقہ یہ ہے کہ وہ ہر شخص کی نفسیات کے مطابق چالیں اختیار کرکے اس کو گمراہ کرتا ہے، علماء کو ایک طریقہ سے، زاہدوں اور صوفیوں کو دوسرے طریقہ سے، اور عوام کو کسی اور طریقہ سے، پھر ہر زمانہ میں اس کی چالیں بدلتی رہتی ہیں اور ہر دور میں وہ نئے نئے روپ بدل کر آتا ہے اور فرزندِ آدم اس کے پھندوں میں پھنستا رہتا ہے۔ پیر ہے آدم، جواں ہیں لات و منات۔

اس کی سب سے بڑی چال یہ ہے کہ وہ انسان کا دوست بن کر اور اس کا ہمدرد و خیر خواہ ظاہر کرکے اس کو گمراہی کے گڑھے میں گراتا ہے اور انسان کو اس کی دشمنی اور اپنی تباہی کا بعد میں پتہ چلتا ہے، بلکہ اکثر اوقات تو اس کا احساس بھی نہیں ہوتا اور شیطان اسی طرح اس کا غمگسار اور ہمدرد بنا رہتا ہے اور وہی بات کہتا ہے جو اس کے ماں باپ

آدم وحوا سے قسم کھا کر کہی تھی کہ اِنِّیْ لَکُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ (میں تو تمہارا خیر خواہ ہوں)۔

شیطان جیسے مکار دشمن کی فتنہ سامانیوں اور تباہ کاریوں سے بچنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اس کی اصل فطرت وسیاست سے واقفیت حاصل کی جائے، اس کے مخفی ہتھکنڈوں اور چھپی چالوں سے باخبر ہوا جائے، انسانی تاریخ میں اس نے جن لوگوں کو اپنے مکرو فریب سے بہکا کر تباہ کیا ہے اُن کا علم حاصل کیا جائے اور ان کے انجام سے عبرت لی جائے۔ اپنے دشمن کو صحیح طور پر پہچاننا اور چالبازیوں سے آگاہ ہونا ہی دراصل آدھا بچاؤ ہے۔

اس مختصر کتاب میں ہندوستان کے مشہور واعظ خوش بیان حضرت مولانا احمد سعید صاحبؒ نے دشمنِ انسان شیطان کی پوری سرگزشت بیان کی ہے۔ اُس کے مکائد ودسائس اور مخفی حیلوں اور چالوں کا پردہ چاک کیا ہے۔ اس کے دھوکوں اور ہتھکنڈوں سے بچنے کے طریقے بیان کئے ہیں۔ از آدم تا ایں دم جو لوگ اس کے جال میں پھنسے ان کا انجام بتایا ہے اور جن جن طریقوں سے شیطان نے انبیاء کرامؑ اور اولیاء اللہ کو بہکانے کی کوشش کی اور ان مخلصین کو خدائے تعالیٰ نے جس طرح اس لعین کے شر سے محفوظ رکھا وہ سب بیان کیا ہے تاکہ قارئین اپنے ازلی دشمن کی چالوں سے آگاہ ہو جائیں۔ اس کے علاوہ ابلیس مختلف انسانی گروہوں کو جس جس طریقہ سے دھوکے ڈال کر اپنے دام تزویر میں پھنساتا ہے اُن کی مثالیں دے دے کر واضح کیا ہے اور یہ سب ایسے عمدہ، دلنشین اور ناصحانہ پیرایہ میں بیان کیا ہے کہ ہر بات انسان کے دل میں بیٹھ جاتی ہے اور وہ شیطانی چالوں کے ہر پہلو سے واقف ہو جاتا ہے۔

مولانا مرحوم کی یہ کتاب تقریباً ۷۰ سال قبل غالباً ایک مرتبہ ان کی زندگی میں شائع ہوئی تھی، اس کے بعد سے اب تک لوگوں کی نظر سے اوجھل رہی۔ ہمیں اس کا ایک قدیم نسخہ ملا جس کو ہم نظرثانی کے بعد شائع کر رہے ہیں۔

اس پر نظرثانی کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ یا تو مولانا نے اس کو قلم برداشتہ لکھا تھا یا املا کرایا تھا۔ لہٰذا اس کی ترتیب میں بعض جگہ جھول تھے۔ اختصار کی غرض سے

آیاتِ قرآنی مکمل نہیں لکھی تھیں، بعض آیات کے ترجمے بھی نہیں تھے اور نہ حوالے تھے۔ بعض واقعات نامکمل اور ادھورے بیان ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ کتابت وطباعت کی اغلاط جابجا۔ ہم نے اس کی ترتیب کو درست کیا۔ اس کی املا اور کتابت کی اغلاط کو دور کیا۔ آیاتِ قرآنی کو مکمل کر کے لکھا اور ان کے حوالے درج کیے۔ جن آیات کا ترجمہ نہیں تھا اُن کا ترجمہ مشہور عام فہم تفسیر "کشف الرحمٰن" سے نقل کیا تاکہ جہاں تک ہوسکے آسان وسہل الفاظ ہی کتاب میں شامل ہوں۔ بعض واقعات وبیانات جو ادھورے تھے یا کاتب سے ان کی بعض عبارتیں حذف ہوگئی تھیں اُن کو اصل ماخذوں سے دیکھ کر مکمل کیا۔ اس کے علاوہ تمام صفحوں میں پیراگراف بنائے تاکہ کتاب پڑھنے اور سمجھنے میں آسانی ہو۔ اس طرح مولانا احمد سعید دہلویؒ کی یہ کتاب اپنی مکمل اور بہتر شکل میں قارئین کے سامنے آسکی۔

ناسپاسی ہوگی اگر اس موقع پر اپنے کرم فرما جناب سمیع الدین صاحب کا شکریہ ادا نہ کیا جائے جن کے پیہم اصرار پر راقم نے وقت نکال کر اس کتاب کی نظرِ ثانی کی اور اس کو جلد شائع کیا۔ ورنہ ممکن تھا کہ یہ نادر کتاب مزید کچھ عرصہ کے لئے قارئین کی نظروں سے اوجھل رہتی۔

حضرت مصنفؒ کے الفاظ میں دعا ہے کہ بھائی مسلمان اس کتاب سے فائدہ اٹھائیں اور مؤلف کو، راقم کو اور ان سب حضرات کو جنہوں نے اس کتاب کو دوبارہ منصۂ شہود پر لانے میں سعی فرمائی ہے دعائے خیر سے یاد کریں۔

معراج محمد
قدیمی کتب خانہ
کراچی

فہرست مضامین

تمہید

از قلم منشی محمد سعید الدین صاحب تمکین دہلوی

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں جو شیطان کے نام سے واقف نہ ہو۔ بچے سے لے کر بڈھے تک اس سے واقف ہیں۔ بچہ کو ذرا عقل و تمیز آئی اور اس کا نام اسکے گوش گزار ہوا۔ اس نے وہ شہرت پائی ہے کہ ملائکہ مقربین کو بھی حاصل نہیں، اسرافیل، عزرائیل، میکائیل کی بابت اگر کسی جاہل گنوار سے پوچھا جائے تو وہ اپنی لاعلمی ظاہر کرے گا اور اگر اسی سے شیطان کو دریافت کیا جائے تو وہ سنتے ہی لاحول پڑھ دے گا۔

عوام کو جس قدر اس کے نام سے واقفیت ہے اسی قدر اس کے کارہائے نمایاں اور ہتھکنڈوں سے ناواقفیت ہے۔ بچے سے لے کر بڈھے تک اس کی کارسازیوں سے بے خبر ہیں اور جو واقف ہیں وہ بھی وقتاً فوقتاً اس کا شکار ہوتے رہتے ہیں پھر بھی نہیں سمجھتے۔

اسلام نے اس کی بیخ کنی کی ابتدا ہی سے تدابیر اختیار کی ہیں بچوں کو جب ذرا ہوشیار ہوں اور سمجھنے کی قابلیت پیدا ہو اس کے دام تزویر سے بچانے کی کوشش کی ہے۔ قرآن پاک میں ایک چھوٹی سی سورت اسی شیطان کے متعلق ہے جو سب بچوں کو پڑھائی جاتی ہے مگر صرف طوطے کی طرح۔ افسوس کہ مکتبوں میں اس کے سمجھانے کی طرف مطلق التفات نہیں کی جاتی۔ اگر ابتدا ہی سے اس کے معانی بچوں کے ذہن نشین کرائے جائیں تو آئندہ گمراہی کا بہت کچھ سدباب ہو سکتا ہے۔ سورت مبارک یہ ہے:

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ (اے پیغمبر آپ) کہہ دیجئے میں آدمیوں کے پروردگار کی پناہ لیتا

ہوں مَلِکِ النَّاس میں اِلٰہِ النَّاس (اور وہ نہ صرف آدمیوں کا پروردگار ہے بلکہ اُن کا بادشاہ
اور معبود بھی ہے۔ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاس میں (اور کس بات سے پناہ لیتا ہوں) خنّاس
(شیطان) کے وسوسوں کی بُرائی سے۔ (اس کے بعد بتایا جاتا ہے کہ خنّاس کون ہے اور وہ
کیا چیز ہے) الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاس میں خنّاس وہ ہے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے
ڈالتا ہے۔ پھر آگے اور زیادہ تشریح کی جاتی ہے اور بتایا جاتا ہے) مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاس
وہ خنّاس جنوں میں سے بھی ہے اور آدمیوں میں سے بھی ؎

اِس سورۂ شریف میں خدائے تعالیٰ کا خطاب حضورِ انورؐ سے ہے مگر تعلیم تمام اُمّت کو
ہے۔ بتایا گیا ہے کہ خنّاس یعنی شیطان لوگوں کے دلوں میں بُرے وسوسے ڈالتا ہے
اور وہ جنّات میں سے بھی ہے اور انسانوں میں سے بھی ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ بعض
بدخیالات انسان کے دل میں عالمِ جنّات کی خبیث ارواحوں کی جانب سے بھی اِلقا
ہوتے ہیں۔ ان سے بچنے کے لئے خدا سے پناہ مانگنی اور لاحول ولا قوۃ اِلّا باللہ العلی
العظیم پڑھنا چاہیئے ورطبیعت کو ان سے ہٹانا چاہیئے۔

بعض خیالاتِ بد ایک انسان سے دوسرے انسان کے دل میں آتے ہیں۔ مثلاً
کسی نے کسی کو بُرا کام کرتے دیکھا اور اس کو بھی اس بُرے کام کے کرنے کی ترغیب
ہوئی۔ ایسا بُرا کام کرنے والا انسان دوسرے ناکردہ گناہ انسان کا شیطان ہے۔ اِس
کی بہت سی صورتیں ہو جاتی ہیں۔ انسان کی تحریر سے، تقریر سے، افعال سے، حرکات
سے، سکنات سے، اشارات سے، دوسرے اشخاص کی طبیعتیں بُرے نتائج اخذ کرتی
ہیں اور ایسے لوگ جو دوسروں کو اپنے کردار سے بد نتائج اخذ کرنے کا موقع دیتے ہیں
درحقیقت شیطان ہیں۔ اِسی لئے بعض علماء کہتے ہیں کہ جس سے طبیعتِ انسانی بدخیالی
اخذ کرے وہی شیطان ہے گویا بدخیال خواہ کسی صورت سے دل میں آئے مجسّم شیطان
ہے کیونکہ خیال بھی ایک لطیف مادّی جسم رکھتا ہے وہ دماغ کے مادّہ سے پیدا ہوا ہے اِس
لئے اُس کو ایک مجسّم ہستی مانا ہے اور عوام کو سمجھانے کے لئے تمام جسمی لوازم اس کے متعلق
بیان کئے گئے ہیں۔ خیالاتِ بد سے دل کو پاک کرنا درحقیقت شیطان کی جڑ کاٹنی ہے۔

علمِ اخلاق کا دارومدار اسی پر ہے۔

یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ یہ خیالات اکثر نیکی کے پیرائے میں بھی ظاہر ہوتے ہیں اور انسان کو پریشان وگمراہ کر دیتے ہیں۔ مثلاً آدمی کوئی نیک کام کرنا چاہتا ہے مگر یہ خیال دور اندیشی کے لباس میں ظاہر ہوکر اور طرح طرح کی وجوہات سجھا کر اس نیک کام سے باز رکھتا ہے۔ بروقت اس کو سمجھنا انسان کے لئے ذرا مشکل کام ہوتا ہے اور اکثر تو اس مقام پر دھوکا کھا جاتے ہیں۔

میرے شفیق مکرم مولانا احمد سعید صاحب نے انہی مراتب کو سمجھانے کے لیے یہ کتاب تالیف کی ہے۔ شیطان کی مکاریاں فسوں سازیاں تخلیقِ آدم سے تا ایندم نہایت خوبی اور فصاحت سے بیان کی ہیں اور جابجا تمثیلی حکایات سے اس کو واضح کیا ہے آنحضرتؐ اور صحابہ کرامؓ کے اقوال سے بیان کو ایسی دلچسپی دی ہے کہ خاص کیفیت پیدا ہوگئی ہے۔ تمام پیغمبروں کے ساتھ شیطان کا مکر اور اس کے نتائج اس طرح بیان کئے ہیں کہ انسان ان سے درسِ عبرت لے سکتا ہے اور اپنی حالت کی اصلاح کرسکتا ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب تمام انسانوں اور خصوصاً مسلمانوں کے لئے ایک بیش بہا ذخیرہ ثابت ہوگی۔

اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا

سعید الدین عفی عنہ

۴ ار ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیطان سے پناہ مانگنے کا بیان

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

(میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان رجم کئے گئے سے)

رجم کے معنی نعمت سے دوری اور لعنت کے ہیں اور رجیم وہ جو نعمت سے دور اور ملعون و مردود ہو۔

ذکرِ الٰہی سے غافل ہونا شیطان کے پھندے میں پھنسنا ہے۔ پس جب ایسا موقع آئے تو یہ پڑھنا چاہئے: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

انسان کا شیطان انسان ہے یعنی صحبتِ بد۔ جب بدصحبتی سے غفلت طاری ہو اور بیہودہ باتوں میں لگ جائے تو فوراً اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھے اور وہاں سے اٹھ جائے۔ چنانچہ قرآن شریف میں حکم آیا ہے:

وَاِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْھُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖ ؕ وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝

اور جب تو ایسے لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیتوں کے بارے میں بیہودہ بکواس کر رہے ہوں تو ان لوگوں سے الگ ہو جاؤ۔ یہاں تک کہ وہ کسی دوسری بات میں لگ جائیں اور اگر شیطان تجھ کو غافل کر دے تو یاد آنے کے بعد بدعمل لوگوں کے ساتھ مت بیٹھ۔

بلکہ تنہائی میں اور دیگر موقعوں پر بھی اگر شیطان دل میں وسوسے ڈالے تو اللہ کی پناہ مانگنے کا حکم ہے۔ چنانچہ اس بات کا قرآن شریف ناطق ہے:

وَاِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ سَمِیْعٌ

اور اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں۔ بلاشبہ وہ خوب سننے والا خوب

عَلِیْمٌ ○ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا	جاننے والا ہے۔ یقیناً جو لوگ خدا ترس (متقی) ہیں ان کو
مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ	کوئی خطرہ (وسوسہ) شیطان کی طرف سے آتا ہے تو
تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ○	وہ فوراً متنبہ ہو جاتے ہیں، اور اسی دم ان کی آنکھیں کھل
(الاعراف: ۲۰۰ - ۲۰۱)	جاتی ہیں۔

آدمی ہر امر میں خواہ دینی ہو یا دنیوی، بالکل محتاج ہے۔ وہ نہ کوئی نیکی کرسکتا ہے اور نہ بدی سے بچنے کی اس میں طاقت ہے۔ بدی سے بچنا اور نیکی کی طرف راغب ہونا محض تائید یزدی پر موقوف ہے۔

اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ	اے محمد! آپ صرف اس کو ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت پر چلے
وَخَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ فَبَشِّرْهُ	اور در پردہ رحمٰن سے ڈرتا ہے۔ پس ایسے شخص کو مغفرت
بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِیْمٍ ○ (یٰس: ۱۱)	اور اجر کریم کی خوشخبری سنا دیجئے۔
مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَ	جس کو اللہ راہ دکھائے وہی ہے راہ یافتہ اور جس کو وہ
مَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِیًّا	بے راہ رکھے تو آپ اس کا کوئی ایسا مددگار نہ پائیں گے جو
مُّرْشِدًا۔ (الکہف: ۱۷)	اس کی رہنمائی کرسکے۔

نیکیاں بے شمار ہیں اور بڑے کام بھی بے انتہا ہیں۔ پس انسان کو لازم ہے کہ جس وقت کوئی بڑا کام کرے تو پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ زبان سے کہے اور دل سے تصدیق کرے۔ تلاوتِ قرآن بھی بڑا کام ہے۔ لہٰذا اس سے قبل اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھے۔ بلکہ ارشادِ خداوندی ہے:۔

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ	جب آپ قرآن شریف پڑھنا چاہیں تو شیطان مردود
بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (النحل: ۹۸)	کے شر سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں۔

کیونکہ جب بندہ کلام الٰہی پڑھتا ہے تو گویا اللہ سے ہمکلام ہوتا ہے، اس وقت شیطان کے وسوسوں سے اللہ کی پناہ مانگ لے تاکہ اس کی پناہ میں ہو کر شیطانی وسوسوں سے بچ جائے۔

جب حضرت مریمؑ پیدا ہوئیں تو اُن کی والدہ حنہ نے کہا:۔

رَبِّ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَ اِنِّيْٓ (اے پروردگار) میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں اس کو
اُعِيْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّيَّتَهَا مِنَ اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔
الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (آل عمران ۳۶)

حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "کوئی بچہ ایسا نہیں کہ جب وہ پیدا ہو تو شیطان اپنی دو انگلیاں اس کے پہلو میں نہ چبھوئے مگر حضرت مریم اور ان کا لڑکا حضرت عیسیٰ شیطان کے اس کچوکے سے محفوظ ہے۔" حدیث کا مطلب یہ ہے کہ شیطان ہر پیدا شدہ بچہ کی پسلی میں اپنی دو انگلیں چبھوتا ہے، اس پر بچہ روتا ہے۔ لیکن حضرت حنہ نے چونکہ اپنی بچی کو اور آئندہ ہونے والی اولاد کو خدا کی پناہ میں دے دیا تھا، اسلئے شیطان اُن کو مس نہیں کر سکا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو جب زلیخا نے نفسانی خواہش پر مجبور کیا، تو انہوں نے کہا:۔

مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کی۔ تحقیق میرے رب نے اچھا
مَثْوَايَ (یوسف: ۲۳) کیا میرا اچھا ٹھکانہ۔

خداوند برتر نے ان کو اس مکروہ حالت سے نجات دی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو گائے ذبح کرنے کا حکم دیا تو اُن کی قوم نے کہا: اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا (کیا آپ ہم سے مذاق کرتے ہیں؟) حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں جاہلوں
الْجٰهِلِيْنَ (البقرہ: ٦٧) میں سے ہوؤں۔

اس استعاذہ کی وجہ سے اللہ نے ان کو دو خوبیاں عطا کیں۔ اوّل ان سے تہمت دور کی اور دوسرے مقتول کو زندہ کر دیا۔

حضرت نوح علیہ السلام نے استعاذہ کیا ہے:

اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَيْسَ میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں تجھ سے اس چیز کا سوال

بِہٖ عِلۡمٌ (ہود : ۴۷) کروں (مانگوں) کہ جس شے کا مجھے علم نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس استعاذہ کی وجہ سے ان کو دو نعمتیں عطا کیں۔ ایک سلامتی دوسرے برکات۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

یٰنُوۡحُ اہۡبِطۡ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَکٰتٍ عَلَیۡکَ (ہود : ۴۸) اے نوح ہماری سلامتی اور ہماری برکتیں لے کر (پہاڑ سے) نیچے اتر۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کئی جگہ کلام مجید میں استعاذہ کا حکم ہوا ہے جیسے فرمایا:

وَقُلۡ رَّبِّ اَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ ہَمَزٰتِ الشَّیٰطِیۡنِ ۝ وَاَعُوۡذُ بِکَ رَبِّ اَنۡ یَّحۡضُرُوۡنِ ۝ (المؤمنون) کہہ اے میرے رب میں تیری پناہ مانگتا ہوں شیطانوں کے وسوسوں سے اور اے میرے رب اس بات سے بھی میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں۔

اور فرمایا: قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ (کہہ پناہ مانگتا ہوں میں صبح کے رب کی) اور فرمایا: قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ (کہہ پناہ مانگتا ہوں میں لوگوں کے رب کی)۔

تعوذ کے الفاظ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک تعوذ کی یہ عبارت معین ہے: اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ (پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کی شیطان رجیم سے)۔

امام احمد فرماتے ہیں کہ اس طرح کہنا بہتر ہے: اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ (پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کی شیطان رجیم سے بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے)۔

رجیم کا مطلب موجودہ زمانہ کی اصطلاح میں رجیم اس وقت کی اصطلاح میں اُس کو کہتے ہیں کہ جس باغی کا وارنٹ حکومت نکال دے۔ پس شیطان اللہ تعالیٰ کا وارنٹی ہے اور جو اس کے ساتھی ہوں وہ بھی باغی کہلاتے ہیں۔

مجازی حکومت کے پنجہ سے باغی کسی ذریعہ سے بچ سکتا ہے مثلاً جو وارنٹ لے کر آیا ہے اس کو کچھ دے دلا کر بچ سکتا ہے۔ وہ یہ کہہ دے گا کہ وہ وارنٹی نہیں ملا۔

مگر اللہ تعالیٰ کے وارنٹ نکالنے والے یعنی فرشتے وہ پکڑ کر نہیں چھوڑیں گے۔ دیگر یہ کہ مجازی حکومت میں گرفتار ہو جائے تو اس کی ضمانت ہو جاتی ہے اور وہ ضمانت پر رہا ہو سکتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ کے یہاں بغیر اُس کے حکم کے کوئی ضمانتی نہیں ہو گا۔ وہاں ضمانت اور سفارش بھی کام نہیں آئے گی:

لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ۭ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ○ (سبا: ۲۳)

اور خدا کے سامنے کسی کی سفارش (کسی کے لئے) کام نہیں آتی، مگر اس کے لیے جس کی نسبت شفیع کو وہ اجازت دے دے یہاں تک کہ (نزول قرآن کے بعد) جب ان (فرشتوں) کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو وہ آپس میں پوچھنے لگتے ہیں کہ تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا۔ وہ کہتے ہیں کہ فلاں حق بات کا حکم فرمایا۔ وہ عالی رتبہ بہت بڑا ہے۔

اور مجازی حکومت میں یہ بھی احتمال ہے کہ حاکم کو کچھ دے کر رہا ہو سکتا ہے، مگر احکم الحاکمین کے ہاں رشوت نہیں کہ اس کا وارنٹ بحال ہو سکے۔

اور مجازی حکومت کی قید ایک روز ختم ہو جائے گی یعنی مرنے کے بعد، مگر وہاں کے قیدی کی کوئی میعاد ہی نہیں۔ وہ ابدالآباد تک قائم رہے گی۔

پس اے سعید! جو ایسا حاکم ہے اور اس سے رہائی ممکن نہیں تو اس کی خلاف مرضی نہ کرنا چاہیے۔

شیطان سے پناہ مانگنے کے مسنون طریقے اور دعائیں

ابوالتیاح کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمن بن خنبش ؓ سے کہا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی ہے۔ وہ بولے ہاں۔ میں نے کہا، بھلا یہ تو بتاؤ کہ جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے شیاطین نے مکر کیا تھا تو آپ نے کیا کیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ (اس رات) شیاطین جنگل کے میدانوں سے

اور پہاڑوں کی گھاٹیوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ٹوٹ پڑے تھے اور ان میں ایک شیطان اپنے ہاتھ میں آگ کا شعلہ لئے ہوئے تھا کہ آپ کے چہرۂ مبارک کو جلا دے۔ اتنے میں آپ کے پاس حضرت جبرائیل آئے اور کہا یا رسول اللہ کہیئے۔ فرمایا کیا کہوں۔ کہا یہ دعا پڑھئے:

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ

میں اللہ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں ہر اس چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی پھیلائی اور ٹھیک ٹھاک بنائی ہے اور ہر اس (مخلوق) کے شر سے جو آسمان سے اترتی ہے اور ہر اس چیز کے شر سے جو آسمانوں میں چڑھ جاتی ہے اور رات اور دن کے فتنوں (بلاؤں) کے شر سے اور رات کو پیش آنے والے ہر حادثہ کی برائی سے سوائے اس پیش آنے والے (واقعہ) کے جو خیر و برکت لائے اے رحم کرنے والے (مجھ پر رحم فرما)

راوی نے بیان کیا کہ اس دعا کے پڑھنے سے شیاطین کی آگ بجھ گئی اور خدا نے ان کو شکست دی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ایک کے پاس شیطان آتا ہے اور پوچھتا ہے کہ تم کو کس نے پیدا کیا وہ کہتا ہے کہ خدا نے پھر پوچھتا ہے کہ خدا کو کس نے بنایا۔ جب تم میں سے کسی کے دل میں یہ خیال آئے تو یوں کہنا چاہیئے: اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ۔ (میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسولوں پر)۔ اس کہنے سے یہ خیال جاتا رہے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرزند آدم کو شیطان بھی چھوتا ہے اور فرشتہ بھی۔ جب شیطان چھوتا ہے تو انسان برائی میں پڑ جاتا ہے اور حق کو جھٹلاتا ہے اور جب فرشتہ چھوتا ہے تو نیکی کی طرف جھکتا ہے اور

حق بات کی تصدیق کرتا ہے۔ جب تمہارے دل میں خیالِ نیک آئے تو سمجھو خدا کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر کرو۔ اور جب بُری بات جی میں آئے تو کہ شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ شیطان تم کو محتاجی کا وعدہ دیتا ہے اور بُری باتیں بتاتا ہے۔ (بقرہ ۲۶۸)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہ کے لئے تعویذ فرماتے تھے اور اس طرح کہتے تھے:

اُعِیْذُکُمَا بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطٰنٍ وَّھَامَّۃٍ وَّمِنْ شَرِّ کُلِّ عَیْنٍ لَامَّۃٍ۔ میں تم دونوں کو اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ میں دیتا ہوں ہر شیطان اور ہر زہریلے کاٹنے والے اور ہر لگنے والی نظر بد کے شر سے۔ (صحیحین)

پھر فرماتے تھے کہ اسی طرح میرے باپ ابراہیم علیہ السلام بھی اسمٰعیل واسحٰق کے لئے پناہ مانگا کرتے تھے یہ حدیث صحیحین میں ہے۔

ذکر الٰہی کرنے سے شیطان دور رہتا ہے

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول کریم نے کہ شیطان اپنی سونڈ کو فرزند آدم کے دل پر رکھے ہوئے ہے۔ اگر وہ خدا تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اُس وقت سونڈ پیچھے ہٹا لیتا ہے اور اگر خدا کو بھول جاتا ہے تو اُس کے دل کو نگل جاتا ہے۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

ابن مسعودؓ راوی ہیں کہ فرمایا رسول کریم نے کہ شیطان کا گزر ایک جماعت پر ہوا جو یاد خدا کر رہی تھی اُس نے اُن کو فتنہ میں ڈالنا چاہا مگر فتنہ پردازی نہ کر سکا۔ پھر ایک اور جماعت میں آیا جو دنیا کی باتیں کر رہے تھے اُن کو بہکایا۔ یہاں تک کہ ان میں کشت وخون ہونے لگا۔ خدا کا ذکر کرنے والے لوگ ان میں بیچ بچاؤ کرنے کے لئے اٹھے اور اس طور سے ان میں بھی تفرقہ پڑ گیا۔

جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ فرمایا رسول کریم نے کہ شیطان اس بات سے نا اُمید ہو گیا ہے کہ نمازی لوگ اُس کی پرستش کریں لیکن وہ اُن کے درمیان لڑائی جھگڑا ڈالنے میں اُن

پڑھ کر پھونک دینا: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

حضرت ثابت سے روایت ہے کہ مطرف نے کہا میں نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ فرزند آدم اللہ عزوجل اور ابلیس کے درمیان پڑا ہے اگر خدا چاہتا ہے کہ اس کو بچا لے تو اس کو محفوظ رکھ لیتا ہے اور اگر چھوڑ دیتا ہے تو شیطان اس کو لے جاتا ہے۔

تشبیہ عرض کیا جاتا ہے ابلیس کی مثال متقی اور دنیا دار کے ساتھ ایسی ہے جیسے کہ ایک آدمی بیٹھا ہو اور اس کے سامنے کھانا ہو اس پر کتے کا گزر ہوا اور اس آدمی نے کتے کو دھتکار دیا تو وہ ہٹ چل دیا۔ پھر دوسرے شخص پر گزرا اور اس کے آگے کھانا اور گوشت ہے۔ جب وہ اس کو دھتکارتا ہے تو وہ بھاگتا نہیں۔ پہلی مثال متقی کی ہے کہ اس کے پاس شیطان آتا ہے تو اس کے دور کرنے کو فقط ذکر خدا کافی ہے اور دوسری مثال دنیا دار آدمی کی ہے کہ اس سے شیطان دور نہیں ہوتا کیونکہ وہ ہر ایک کا طلبگار رہتا ہے

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ اکثر اوقات شیطان ہوشمند و عاقل آدمی پر ہجوم و حملہ کرتا ہے وہ خواہش نفسانی کو دلہن کی صورت میں اس کی نظروں میں جلوہ گر کرتا ہے۔ وہ شخص اس کو دیکھ کر شیطان کی قید میں پھنس جاتا ہے اور اس کے پاس آدمی کو تباہ کرنے کے لیے زنجیر حیل و فنون ہے زنجیر خواہش نفسانی۔ جب تک ایمان کی زرہ مومن پر رہتی ہے اس کا تیر کارگر نہیں ہوتا۔

شیطان سے امن میں ہونے کی دعائیں | جو شخص اس دعا کو ماہ محرم کی ابتدائی تاریخوں میں پڑھتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ اس شخص نے باقی عمر میں مجھ سے امن حاصل کیا اور خدا تعالیٰ اس بندے کی حفاظت کے لیے دو فرشتے مقرر کرتا ہے جو اس بندے کی شیطان اور شیطانوں سے حفاظت کرتے رہتے ہیں۔ دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْاَبَدِیُّ الْقَدِیْمُ الْاَوَّلُ وَعَلٰی فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ وَکَرِیْمِ جُوْدِکَ الْمُعَوَّلُ وَھٰذَا عَامٌ جَدِیْدٌ قَدْ اَقْبَلَ اَسْئَلُکَ الْعِصْمَۃَ فِیْهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ وَاَوْلِیَائِهٖ وَالْعَوْنَ عَلٰی ھٰذِهِ النَّفْسِ الْاَمَّارَۃِ بِالسُّوْٓءِ وَالْاِشْتِغَالَ بِمَا یُقَرِّبُنِیْٓ اِلَیْکَ زُلْفٰی یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔

جو اس دعا کو ماہ ذی الحجہ یا شروع ماہ محرم میں پڑھتا ہے تو شیطان اس سے مایوس

ہو کر کہتا ہے میرے ایک سال کی محنت اس شخص نے ایک ہی گھڑی میں برباد کر دی۔ وہ دعا یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَعْمَلْتُ فِی السَّنَةِ مِمَّا لَا تَرْضٰی عَنْهُ وَلَمْ اَتُبْ مِنْهُ وَحَلُمْتَ فِيْهَا عَلَیَّ بِفَضْلِكَ بَعْدَ قُدْرَتِكَ عَلٰی عُقُوْبَتِیْ۔ وَ دَعَوْتَنِیْ اِلَی التَّوْبَةِ مِنْ بَعْدِ جُرْأَتِیْ عَلٰی مَعْصِيَتِكَ فَاِنِّیْ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَغْفِرْ فِيْهَا مَا تَرْضَاهُ وَوَعَدْتَنِیْ عَلَيْهِ الثَّوَابَ فَاَسْئَلُكَ اَنْ تَتَقَبَّلَهُ مِنِّیْ وَلَا تَقْطَعْ رَجَائِیْ مِنْكَ يَا كَرِيْمُ۔

فضائل بسم اللہ میں ہے۔ جو شخص بسم اللہ شریف پڑھتا ہے تو شیطان اس طرح پگھلتا ہے جیسے آگ سے سیسہ پگھلتا ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بنی آدم پیشاب کے لئے یا پاخانہ کے لئے یا عورت سے صحبت کے لئے برہنہ ہوتے ہیں تو شیطان اور جن اس کے ان سب کاموں میں خلل ڈالتے ہیں اور ستاتے ہیں۔ اور جب وہ برہنہ ہونے سے قبل بسم اللہ پڑھتا ہے تو شیطان اور جن کے آگے ایک آڑ ہو جاتی ہے اور پھر اُن کے بدن کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔

اعوذ باللہ کہنا عاجزی کا اظہار ہے جو انسان کا شیوہ ہے۔ | عاجزی کرنا انسان کا شیوہ ہے اور اعوذ باللہ کہنا عاجزی کا اظہار ہے۔ آدم علیہ السلام سے لغزش ہوگئی تو استغفار کر کے اپنی لغزش کو معاف کرا لیا اور شیطان نے عبادت کر کے اپنے کو زمرۂ فرشتوں میں پہنچایا۔ پھر غرور آگیا اور عدول حکمی کر بیٹھا۔ جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے:

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ۝ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

(ص - ۷۱ - ۷۴)

جب کہ آپ کے رب نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ میں گارے مٹی سے ایک انسان بنانے والا ہوں۔ پس جب میں اس کو پورا بنا چکوں، اور اس میں اپنی طرف سے جان ڈال دوں تو سب اس کے آگے سجدہ میں گر پڑنا۔ پس جب اللہ نے اس کو بنالیا تو سارے فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا۔ مگر ابلیس نے نہیں کیا کہ وہ غرور میں آگیا اور کافروں میں ہو گیا عدول حکمی کر کے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے شیطان تجھ کو کس چیز نے غرور میں ڈالا جبکہ

یہ دونوں دعائیں ہم نے رسالہ فضائل جمعہ سے نقل کی ہیں اور اپنی کتاب تحفۂ رمضان کے حصہ دوم میں بھی درج کی ہیں ۱۲

سورہ صٓ میں ہے!

قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۖ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ ۝ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ ۖ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ۝ قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ۝ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ۝ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۝ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ أَقُولُ ۝ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ۝

(سورۂ صٓ: ۷۵ ـ ۸۵)

حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابلیس جس چیز کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اس کو سجدہ کرنے سے تجھ کو کون سی چیز مانع ہوئی۔ کیا غرور میں آگیا یا واقع میں ایسے بڑے درجے والوں میں سے ہی نہیں ہے۔ کہنے لگا میں آدم سے بہتر ہوں کیونکہ تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو خاک سے پیدا کیا ہے۔ ارشاد ہوا کہ اچھا تو یہاں سے نکل کیونکہ تو اس حرکت سے مردود ہوگیا اور بے شک تجھ پر لعنت رہے گی قیامت کے دن تک۔ کہا اے رب مجھ کو مہلت دے۔ ارشاد ہوا کہ جب تو مہلت مانگتا ہے تو جا تجھ کو وقت معین تک مہلت دی گئی۔ کہنے لگا جب مجھ کو مہلت مل گئی تو مجھ کو تیری عزت کی قسم میں ان سب کو گمراہ کروں گا۔ بجز آپ کے اُن بندوں کے جو مخلص بندے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ میں سچ کہتا ہوں کہ تجھ سے اور جو تیرا ساتھ دے ان سب سے دوزخ کو بھر دوں گا۔

❁ ❁ ❁

دعائے مغفرت کے لئے شیطان کی التجا حضرت موسیٰؑ سے جب حضرت موسیٰؑ کا زمانہ آیا کہتے ہیں کہ شیطان مردود آپ کے پاس آیا۔ کہنے لگا آپ کو اللہ سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہے میرے لئے بھی شفاعت فرمایئے جیسا کہ اس حکایت سے واضح ہوتا ہے۔

حکایت ایک دن ابلیس نے حضرت موسیٰؑ سے التجا کی اور کہا اے موسیٰ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالت کے واسطے پسند کیا اور آپ سے ہمکلام ہوا اور میں گناہگار ہوں اور چاہتا ہوں کہ توبہ کروں۔ میرے لئے شفاعت فرمایئے تاکہ توبہ میری حق تعالیٰ قبول فرمائے۔ حضرت موسیٰؑ دعا میں مشغول ہوئے۔ جناب الٰہی سے حکم ہوا کہ ہم نے اس کی توبہ بسبب تیری

شفاعت کے قبول فرمائی۔ مگر یہ کہ وہ آدم کی قبر کی طرف سجدہ کرے تاکہ عفو تقصیر ہو۔ حضرت موسیٰؑ نے یہ بات ابلیس سے کہی۔ اس نے جواب میں کہا کہ جب آدم زندہ تھا تو میں نے اس کو سجدہ نہیں کیا۔ اب مردہ کو کیونکر سجدہ کروں۔

حضرت موسیٰؑ کو ابلیس کی نصیحت

پھر ابلیس نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ میرے اوپر تمہارا حق ثابت ہو گیا کہ تم نے میری شفاعت کی۔ میں بھی تم کو ایک بات تمہارے فائدے کی بتلاتا ہوں کہ اپنی اُمت کو سمجھا دیں کہ میری شرارت سے تین حالتوں میں بہت خبردار ہوں۔ ان تین حالتوں میں آدمیوں کو خراب کرتا ہوں۔

اولؔ حالت غصہ کی۔ اس وقت آدمی کے اندر بجائے خون کے دوڑتا ہوں اور آنکھ کان زبان اور ہاتھ اور پاؤں آدمی کے اُس کے اختیار سے باہر نکالتا ہوں اور جو چاہتا ہوں اس سے کراتا ہوں۔

دوسرؔی حالت۔ حالت جہاد کی کافروں کے ساتھ ہیں کہ اُس وقت میں خیال گھربار اور عورت و فرزند کا دل میں ڈالتا ہوں اور اس کو ایسے خیالات یاد دلا کر لڑائی کے میدان سے بھگاتا ہوں۔

تیسؔرے وقت خلوت نامحرم عورت کے ساتھ کہ اس وقت میں کشش اپنی رنگ برنگ کا ظاہر کرتا ہوں۔ اور دونوں کے دلوں میں طرح طرح کے فریب ڈالتا ہوں کہ ارادہ گناہ کا کریں۔

شیطان آدمی میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔

حضرت ام المومنین صفیہؓ نے فرمایا کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے۔ میں رات کو آپؐ کی زیارت کے لئے گئی اور آپؐ سے باتیں کر کے واپس آنے لگی۔ آپؐ میرے ساتھ مجھ کو گھر پہنچانے کے لئے ہو لئے اتنے میں دو آدمی انصار کے نمودار ہوئے انہوں نے جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو تیزی سے آگے بڑھے۔ آپؐ نے ان سے فرمایا "ٹھہرو ٹھہرو۔ میرے ساتھ تو یہ صفیہ ہے"۔ وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ یہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ "شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔ میں اس بات سے ڈرا کہ کہیں تمہارے دلوں میں خیال فاسد یا کوئی بات نہ ڈال دے"

اس سے یہ بات نکلی کہ انسان کو ہر ایسے مکروہ امر سے بچنا مستحب ہے کہ جس سے بدگمانیاں پیدا ہوں اور دلوں میں بُرے خیالات گزریں اور چاہیے کہ عیب سے اپنی براءت ظاہر کرکے لوگوں کے ظن و طعن سے بچنے کی کوشش کرے۔ اسی بارے میں امام شافعیؒ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا خوف ہوا کہ کہیں ان دونوں انصاریوں کے دل میں کوئی خیال ناقص نہ آئے جس کی وجہ سے وہ کافر ہو جائیں اور یہ آپ کا فرمانا ان کی بہتری کے لئے تھا۔ کچھ اپنے نفع کے واسطے نہیں تھا۔

ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہے

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے اٹھ کر باہر تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ مجھ کو رشک ہوا پھر آپ میرے پاس آئے تو مجھ کو سوچ میں پایا۔ فرمایا اے عائشہؓ تجھ کو کیا ہو۔ کیا تجھے رشک ہوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ بھلا مجھ جیسی عورت کو آپ جیسے کے بارے میں کیونکر رشک نہ ہو۔ آپؐ نے فرمایا کہ تجھ پر تیرا شیطان غالب آیا ہے۔ میں نے عرض کیا .... یا رسول اللہ کیا میرے ساتھ شیطان ہے۔ فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا اور کیا ہر آدمی کے ساتھ شیطان ہے۔ فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے ساتھ؟ فرمایا ہاں میرے ساتھ بھی۔ مگر پروردگار عزوجل نے مجھے اس پر غالب کر دیا ہے۔ اور وہ میرا تابعدار ہو گیا ہے۔ یہ فرمایا وہ مجھے صرف نیک کام بتاتا ہے۔

انسان کا ایک شیطان نفس ہے اور نفس کشی جہاد اکبر ہے

ایک شیطان انسان کا نفس ہے جس کو نفس امارہ کہتے ہیں پس اس کی پیروی نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ وہ تجھ کو دوزخ میں جھکا دے گا۔ نفس کشی کو جہاد اکبر اس واسطے کہتے ہیں کہ جہاد میں کفار روبرو ہوتے ہیں اور وہ نظر نہیں آتا۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد سے فتح مند ہو کر تشریف لائے اور بعض صحابہ کو جماعت اور ریاضت میں مشغول دیکھ کر فرمایا کہ کیا کر رہے ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم چھوٹے جہاد سے فارغ ہو کر بڑے جہاد میں مشغول ہیں۔ کفار سے جنگ کرنی اس لئے چھوٹا جہاد ہے کہ اس میں مقابل آنکھوں کے سامنے نظر آتا ہے اور اس کو مار ڈالنا آسان ہے اور ریاضت نفس کشی اس لئے جہاد اکبر ہے اس میں نفس اور اس کا مصاحب یعنی شیطان دونوں

غیر محسوس ہیں اور چھپے ہوئے دشمن پر حملہ کرنا اور اسے مار ڈالنا نہایت مشکل ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ تعلیم دیتا ہے کہ ہم سے آپ اس طرح دعا کیجئے:

وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ (المومنون: ۹۷-۹۸)	(حکم ربی ہے حضور کو) آپ یوں دعا کیجئے کہ میرے رب میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں شیطانوں کے وسوسوں سے اور میرے رب میں پناہ مانگتا ہوں آپ کی اس سے کہ شیاطین میرے پاس بھی آئیں۔

اور فرمایا:

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ (الاعراف ۲۰۰)	اگر آپ کو شیطان کی طرف سے وسوسے آنے لگیں تو اللہ کی پناہ مانگ لیجئے۔ (اور کہنا نفس کا نہ مانئے)۔

شیخ سعدی نے کہا ہے سہ مکن نفس امارہ پیروی ہ کہ ناگہ چو فرماں رسد جاں دہی۔ (نفس امارہ کی پیروی نہ کرنا کہ کسی وقت بھی موت کا فرمان آسکتا ہے)۔

بازاروں میں شیطان ہوتے ہیں | نقل ہے کہ حضرت جنید بغدادی سے کہ میں نے ایک مرتبہ خواب دیکھا شیطان بعین بازار میں ننگا پھرتا ہے۔ میں نے کہا کہ اے بے حیا حقیقت میں بے حیائی تجھ پر ختم ہے کہ بازار میں ہزاروں آدمیوں کے سامنے ننگا پھرتا ہے نہ کچھ حیا نہ کچھ شرم کہا اے حضرت آدمیوں سے بلاشک حیا کرتا ہوں مگر بازاری کہ محض نادان اور قسم حیوان سے ہیں، البتہ ان سے شرم نہیں کرتا۔ ایک اشارے میں ان کو جو ناچ کہے نچاؤں اور جو کھیل کہے کھلاؤں اور مثل لوٹن کبوتر لٹاؤں بلکہ ہو کو آپ کے اپنے پرا جنیما ہے کہ آپ ان کو آدمی جانتے ہیں۔ حضرت جنیدؒ نے کہا آدمی کہاں ہیں اور کیسے ہوتے ہیں۔ کہا آدمی ایسے ہوتے ہیں جیسے مسجد شونیز میں تین آدمی ہیں جو عبادت میں غرق ہیں جن کے مارے میری کمر جھک گئی اور ہمت تھک گئی کہ میں ہزار طرح سے ان کو بہکاتا ہوں اور صدہا طرح کے شوشے چھوڑتا ہوں مگر وہ نظر اٹھا کے بھی نہیں دیکھتے کہ کون کتنا جھک مارتا ہے۔ پھر ناگاہ خواب میں چونکا۔ آدھی رات کو مسجد شونیز میں پہنچا۔ دیکھا کہ تین آدمی خودی سے گزرے ہوئے ہیں اور جوش و خروش محبت میں دریائے اُبل رہے ہیں۔ یاد الٰہی میں مدہوش ہیں اور دنیا و مافیہا سے بے ہوش ہیں۔

میرے پیر کی آہٹ سے ایک صاحب نے سر اٹھا کر کہا کہ اے جنید تم سب باتیں اس ملعون کی سچ نہ جاننا یہ دشمن ہے ہمارا اور تمہارا کہ کلام الٰہی اس کی تصدیق کرتا ہے اور اس نے قسم کھائی ہے کہ سب کو بہکاؤں گا۔

قَالَ رَبِّ بِمَآ أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ	بولا اے رب جیسا کہ تو نے مجھ کو راہ سے کھویا ہے میں تیرے
فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا	بندوں کو دنیا کی بہار دکھا کر ان سب کو راہ سے کھوؤں گا۔
عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۝	مگر تیرے خالص بندے محفوظ رہیں گے۔

(الحجر: ۳۹–۴۰)

آنحضرت نے فرمایا ہے کہ بدترین جگہ دنیا میں بازار ہے اس واسطے بلا ضرورت بازار جانے کا حکم نہیں کہ وہاں شیطان بیٹھے ہوتے ہیں کہ بُرے آدمیوں کو بُرائی کی طرف بلاتے ہیں اور اچھوں کو برائی کی طرف اُبھارتے ہیں اور کامل ایمان اور صاحب عرفان سے اُن کے پَر جلتے ہیں اور بازار بیشک فتنہ کا گھر ہے اور بازاری ہر طرف سر گرم فریب دہی بیٹھے ہیں اور معاملات حق آگاہی سے چنداں سروکار نہیں۔ بلکہ وہ نادان بدتر از حیوان ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ (الاعراف ۱۷۹) اس قسم کے لوگ جانور جیسے ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے ہیں۔

اخلاص کے بغیر نیک کام بھی کیا جائے تو شیطان غالب آجاتا ہے جو کام انسان اخلاص سے کرتا ہے اللہ کے ہاں وہ قبول ہوتا ہے اور جو کام لالچ یا کسی اور دنیوی غرض سے کرتا ہے وہ قبول نہیں ہوتا خواہ وہ بظاہر کتنا ہی نیک کام ہو۔"

ایک عابد کا شیطان سے مقابلہ نقل ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا اس نے سُن پایا کہ فلاں جگہ ایک درخت ہے کہ لوگ اس کی پرستش کرتے ہیں۔ عابد غصہ میں آیا اور تبر کاندھے پر رکھی اور چلا۔ تاکہ اس درخت کو کاٹ ڈالے۔ اثنائے راہ میں شیطان ایک بوڑھے کی صورت میں ملا اور پوچھا تو کہاں جا رہا ہے۔ اُس نے کہا کہ فلاں درخت کو کاٹنے جاتا ہوں۔ ابلیس بولا تو جا خدا کی عبادت کر کہ وہ تیرے واسطے اس کام سے بہتر ہے۔ عابد بولا میں ہرگز نہ جاؤں گا۔ یہی میری عبادت ہے۔ ابلیس نے کہا تجھے جانے نہ دوں گا اور

عابد سے لڑنے لگا۔ عابد ابلیس کو زمین پر پٹک کر اس کی چھاتی پر سوار ہوا۔ تب ابلیس بولا میں ایک بات کہتا ہوں۔ عابد نے توقف کیا تب ابلیس نے کہا اے عابد خدا کے ہزاروں پیغمبر ہوئے ہیں۔ اگر خدا کو اس درخت کو اکھیڑنا منظور ہوتا تو ان پیغمبروں کو حکم دیتا اور تجھ کو بھی حکم نہیں دیا۔ یہ کام مت کر۔ عابد نے کہا ضرور کروں گا۔ تب ابلیس نے کہا تجھے جانے نہ دوں گا۔ پھر دونوں لڑنے لگے۔ دوسری دفعہ بھی عابد نے ابلیس کو پچھاڑا۔ ابلیس نے کہا چھوڑ دے۔ میں اور ایک بات کہتا ہوں اگر پسند نہ آئے تو اس وقت جو تیرا جی چاہے وہ کر۔ عابد نے ہاتھ کھینچ لیا۔ ابلیس نے کہا اے عابد تو درویش ہے اور لوگوں سے تیری معاش ملتی ہے۔ اور اگر تیرے پاس پیسے ہوں اور تو اس کو اپنے کام میں خرچ کرے اور دوسرے عابدوں کو کچھ نان و نفقہ دے تو درخت کاٹنے سے کہیں بہتر ہے۔ کیونکہ جو بت پرست ہیں وہ دوسرا درخت لگا لیں گے اور ان کو کچھ نقصان نہ ہوگا۔ اس خیال سے باز آ۔ اور میں ہر صبح تیرے بچھونے کے نیچے دو دینار رکھا کروں گا۔ عابد نے خیال کیا کہ ابلیس سچ کہتا ہے کہ ان دینارلا سے ایک دینار اپنے کام میں اور دوسرا اور حاجتمندوں کے لیے رکھوں گا۔ یہ کام درخت اکھیڑنے سے بہتر ہوگا۔ کیونکہ مجھے حکم نہیں ہوا۔ اور میں پیغمبر نہیں ہوں جو مجھ پر یہ کام واجب ہوگا۔ غرض اسی خیال سے وہ اپنے گھر آیا۔ دوسرے تیسرے دن اس کو دینار ملے۔ پھر بولا خوب ہوا جو میں نے درخت کو نہ کاٹا۔ چوتھے دن جو کچھ نہ پایا تو غصے میں اگر تبر اٹھا کر چلا ابلیس نے سامنے آ کر پوچھا تو کہاں جاتا ہے۔ کہا درخت کو کاٹنے جاتا ہوں۔ بولا جھوٹ بولتا ہے۔ واللہ تو درخت کو نہیں کاٹ سکے گا۔ دونوں لڑنے لگے۔ ابلیس نے عابد کو زمین پر پچھاڑا اور وہ اب اس کے سامنے چڑیا جیسا تھا۔ ابلیس نے کہا چلا جا نہیں تو ابھی تیرا سر کاٹ ڈالوں گا۔ عابد غریب نے کہا مجھے چھوڑ دے تاکہ چلا جاؤں۔ بھلا اتنا بتا دے کہ کس لیے پہلے دو بار میں تجھ پر غالب ہوا تھا اور اب تو مجھ پر غالب ہوا۔ ابلیس نے کہا کہ اول تو خدا واسطے غصے میں آیا تھا۔ تب خدا نے مجھ کو تیرا مغلوب کیا اور جو کوئی کہ کام اخلاص سے خدا کے واسطے کرتا ہے اس پر ہمارا زور نہیں چلتا اور اس دفعہ تم نے دینار کے واسطے غصہ کیا اور جو شخص ہوا و ہوس کا تابع ہوا وہ ہم پر غلبہ نہ کر سکے گا۔

فضول خرچ شیطان کے بھائی ہیں | اور شیطان کا بھائی ہے جو فضول خرچ کرے ، چنانچہ ارشاد ہوتی ہے :

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ۝ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ ۖ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا (بنی اسرائیل ۔ ۲۶ ۔ ۲۷)

بے موقعہ مال مت اڑانا ۔ کیونکہ بے شک بے موقعہ مال اڑانے والے شیطانوں کے بھائی بند ہیں وہ شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکر ہے ۔

شیطان پر تارے ٹوٹے جاتے ہیں | شیطان جب سے راندۂ درگاہ الٰہی ہوا ہے جب سے وہ آسمان پر جاتا ہے تو اس پر تارے ٹوٹے جاتے ہیں چنانچہ اس پر قرآن ناطق ہے :

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ ۝ وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ ۝ إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُبِينٌ ۝

(الحجر ۱۶ ۔ ۱۸)

بے شک ہم نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے پیدا کئے اور دیکھنے والوں کے لئے اس کو آراستہ کیا اور اس کو ہر شیطان مردود سے محفوظ فرمایا ۔ ہاں مگر کوئی بات فرشتوں کی چوری چھپے سن بھاگے تو اس کے پیچھے ایک روشن شعلہ ہولیتا ہے ۔

شیطان دھوکہ دے کر الگ ہو جاتا ہے | شیطان دشمن انسان سے پناہ مانگتا ہے پہلے وہ انسان کو ورغلا کر راہ حق سے دور کرتا ہے اور جب انسان اس کے قابو میں آکر راہ حق سے بہک جاتا ہے تو یہ الگ ہو جاتا ہے جیسا کہ سورۃ الحشر میں وارد ہے :

كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ

(الحشر : ۱۶)

منافق کی مثال شیطان کی مانند ہے کہ اول تو انسان کہتا ہے کہ تو کافر ہو جا پھر جب وہ کافر ہو جاتا ہے تو اس وقت صاف کہہ دیتا ہے کہ میرا تجھ سے کچھ واسطہ نہیں ، میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں ۔

اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے شیطان کے صریح دھوکے سے لوگوں کو مطلع کر دیا ہے ۔ ارشاد ہے کہ وہ گمراہ کرتا ہے اور جب انسان اس کا مرتکب ہو جاتا ہے تو کہتا ہے کہ اللہ میں تو اس سے بری ہوں ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

کہ یہاں برصیصا عابد کی طرف اشارہ ہے جس کا قصہ ہم نہایت اختصار سے لکھتے ہیں:

برصیصا عابد کی حکایت

برصیصا اپنے عبادت خانے میں شب و روز عبادت الٰہی میں مصروف تھا۔ شیطان اس کے پاس گیا اور اُس عبادت خانے کے نیچے جا کر اس نے ایسی نیت باندھی کہ برصیصا بھی دیکھ کر متعجب ہو گیا۔ یعنی شب و روز عبادت ہی میں رہا، نہ حاجتِ انسانی اسے ہوئی اور خوش اعتقادی سے اُس نے شیطان کو کہا کہ اگر تکلیف نہ ہو تو آپ یہاں ہی تشریف لے آئیے۔ جب وہ گیا تو اس نے اپنا کام شروع کر دیا اور کہنے لگا کہ اے عابد میں تجھے ایک منتر جنات کے دور کرنے کا بتاتا ہوں۔ پھر شیطان نے برصیصا کو یک دعا سکھا دی اور خود وہاں سے چلا آیا۔ غرض یہ ہے کہ شیطان اُسے دم تزویر میں لے گیا اور پھر وہ یک بادشاہ کی لڑکی کے پاس آیا اور اس پر اپنا اثر کر کے اسے بیمار کر ڈالا۔ پھر وہ اس کے بھائیوں کے پاس آیا اور ان کے دل میں ڈالا کہ اس کا علاج برصیصا عابد کے پاس ہے اور ان کو برصیصا عابد کا پتہ بتایا۔ وہ برصیصا کو بلا کر لائے کہ شہزادی پر سے جنات کا اثر دور کرے۔ شیطان نے یہ کیا۔ جب بھی برصیصا وہاں پہنچتا تو خود یہ وہاں سے بھاگ جاتا اور شہزادی پر سے اثر دور ہو جاتا۔ شیطان اسی طرح کرتا رہا۔ آخر کو یہ بات ٹھہری کہ شہزادی کو عابد کے عبادت خانے میں چھوڑ دیا جائے۔ جب شہزادی کے بھائی یہاں لے کر آئے تو اب اس نے برصیصا کو بہکانا شروع کیا۔ یہاں تک کہ برصیصا سے زنا سرزد ہوا اور زنا سے حمل رہ گیا اور حمل کے بعد شیطان نے اُس کے مارنے کا مشورہ دے کر شہزادی کو قتل کر دیا اور قتل کرانے کے بعد اُس کے بھائیوں کو خبر دی۔ انہوں نے برصیصا کو پھانسی پر چڑھوا دیا۔ جب پھانسی کا وقت ہوا تو شیطان نے کہا اگر تو مجھے سجدہ کرے تو میں ابھی آزاد کرا دوں۔ جب برصیصا نے اس کو سجدہ کیا تو شیطان اس کو چھوڑ کر چلا گیا اور اپنا سجدہ کرا کر پھانسی کی سزا دلوا دی اور برصیصا کا ایمان ضائع ہوا۔ کافر ہو کر مرا۔ پھر شیطان نے کہا کہ میں تجھ سے بری ہوں اور شیطان آخرت میں بھی یہی کہے گا۔

—— ✣ ——

جنگ بدر میں شیطان نے کافروں سے دغا کی

منقول ہے کہ جنگ بدر میں بھی شیطان ایک کافر کی صورت میں ہو کر آیا اور کافروں کو ابھارتا اور لڑاتا رہا۔ کہنے لگا آج بدر کے دن ان مخالف مسلمان لوگوں میں سے کوئی بھی تم پر غالب آنے والا نہیں ہے اور میں تمہارا حامی اور مددگار ہوں۔ اس طرح خوب ان کی ہمت بندھائی۔ پھر جب لڑائی ہونے لگی اور اس کو فرشتے نظر آئے (جو مسلمانوں کی مدد کو آئے تھے) تو الٹا بھاگا اور کہنے لگا میں تم سے بری الذمہ ہوں، میں تمہارے ساتھ نہیں۔ کیونکہ میں ان چیزوں کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو نظر نہیں آتیں۔ میں خدا سے ڈرتا ہوں، وہ ڈرا کہ کہیں دنیا ہی میں فرشتوں کے ہاتھوں گزند پہنچ جائے۔ خداوند تعالیٰ نے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ہے:

وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَّكُمْ فَلَمَّا تَرَاءَتِ الْفِئَتَانِ نَكَصَ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكُمْ إِنِّي أَرَىٰ مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ○

(الانفال ۴۸)

اور اے پیغمبر اس وقت کو یاد دلایئے جب کہ شیطان نے ان کافروں کو ان کے اعمال خوشنما کر کے دکھائے اور ان سے کہا کہ آج لوگوں میں کوئی بھی تم پر غالب نہیں آسکتا اور میں تمہارا حامی اور پناہ دینے والا ہوں۔ پھر جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے سامنے ہوئیں تو وہ شیطان اپنی ایڑیوں کے بل الٹا بھاگا اور کہنے لگا میں تم سے بری الذمہ ہوں۔ میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے بے شک میں خدا سے ڈرتا ہوں، اور اللہ تعالیٰ بڑی سخت سزا دینے والا ہے۔

کافر اور منافقین شیطانی جتھے ہیں

قرآن شریف میں کافروں اور منافقین کا ایسا ذکر فرمایا ہے کہ وہ شیطان کے قابو میں آ گئے ہیں اور وہ شیطانی جتھے ہیں، چنانچہ سورۂ مجادلہ میں فرمایا

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا فَيَحْلِفُونَ لَهُ كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْكَاذِبُونَ ○ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَاهُمْ ذِكْرَ

جس دن جمع کرے گا ان سب کو وہ قسمیں کھائیں گے اس کے آگے جیسے کھاتے ہیں تمہارے آگے اور خیال کرتے ہیں کہ وہ کچھ بھلی راہ پر ہیں۔ سنتے ہو وہی اصلی جھوٹے ہیں۔ ان پر شیطان نے قابو کر لیا ہے، پھر بھلا دی ان کو اللہ

اُولٰٓئِکَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ۝[۳] — یہی لوگ شیطان کے گروہ ہیں۔ خبردار! تحقیق شیطان کے گروہ ہی زیاں پانے والے ہیں۔

اللہ غصہ ہوا کافروں پر خصوصاً یہود پر اور اُن کے رفیق منافقوں پر اور ان کو شیطانی جتھا فرمایا۔ مسند امام احمد تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں جو روایتیں ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ عبداللہ بن اُبی جو منافقوں کا مشہور سردار ہے اس کے علاوہ منافقوں میں ایک شخص عبداللہ بن نبتل بڑا فسادی تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر بیٹھا کرتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں بُرائی کے طور پر اپنے دوست یہودیوں سے بیان کیا کرتا۔ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ تھوڑی دیر میں ایک شخص کنجی آنکھوں والا بڑا فسادی آنے والا ہے۔ جب وہ آئے تو تم میں سے کوئی اُس سے بات نہ کرنا۔ اسنے میں عبداللہ بن نبتل آیا، آپ نے فرمایا۔ تو اور چند شخص مل کر مجھے بُرا کیوں کہا کرتے ہو۔ عبداللہ بن نبتل نے انکار کیا اور جن لوگوں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لیا تھا ان کو بھی ملایا اور سب نے مل کر بہت سی جھوٹی قسمیں کھائیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اور فرمایا کہ جس طرح منافق لوگوں نے اپنی جان اپنا مال مسلمانوں کے ہاتھوں سے بچانے کے لیے اپنی جھوٹی قسموں کو ڈھال بنایا ہے اسی طرح قیامت کے دن اللہ کے روبرو بھی جھوٹی قسمیں کھائیں گے کہ دنیا میں ہم لوگ دل سے مسلمان تھے لیکن وہاں ان کی جھوٹی قسمیں اللہ عالم الغیب کے روبرو کچھ کام نہ آئیں گی۔ پھر فرمایا کہ ایسے لوگ شیطانی جتھے کے لوگ ہیں اور یہ شیطانی جتھے کے لوگ آخر کو بہت خراب ہوں گے اور اللہ کے رسول اور رسول اللہ کے ساتھیوں کو انجام کار غلبہ ہوگا اور ان منافقوں کی بدخواہی کچھ کارگر نہ ہوگی۔

مکائدِ شیطانی کی بابت قرآن مجید کی چند آیات

خداوند تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں جا بجا شیطانی ہتھکنڈوں سے ہمیں باخبر کیا ہے۔ بتایا ہے کہ شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے، اس کو دشمن ہی سمجھو، وہ ہر وقت اپنا جال پھیلاتا

[۳] سورۃ المجادلہ ۱۸ — ۱۹

رہتا ہے۔ اس کے مکر سے بچتے رہو۔ جن لوگوں نے اس کی پیروی کی ان کا انجام برا ہیں بتایا اور بار بار اس کی اتباع سے منع فرمایا ہے۔ ناظرین کی رہنمائی کے لئے قرآن مجید کی چند آیات جن میں اس کا بیان ہے، ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ ۖ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ (البقرة ۳۶)

پھر شیطان نے آدم و حوا کو اس درخت کی وجہ سے لغزش دے دی، اس لئے ان کو اس عیش سے برطرف کر کے جس میں وہ تھے اور ہم نے کہا کہ نیچے اترو تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے اور تم کو زمین میں چندے ٹھہرنا ہے اور ایک مدت معین تک کام چلانا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ (البقرہ ۲۰۸)

اے مسلمانو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو اور (فاسد خیالات میں پڑ کر) شیطان کے قدم بقدم مت چلو واقعی وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ (البقرہ ۱۶۸)

اے لوگو جو چیزیں زمین میں موجود ہیں ان میں سے شرعی حلال پاک چیزوں کو کھاؤ اور پیو اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو فی الواقع وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ (آل عمران)

اور میں نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا ہے اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو (جب کبھی اولاد ہو) آپ کی پناہ میں دیتی ہوں شیطان مردود سے۔

إِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ[1]

اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہ یہ شیطان ہے کہ اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے۔ پس تم ان سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو۔

وَمَنْ يَكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهُ قَرِينًا فَسَاءَ قَرِينًا (النساء ۳۸)

اور شیطان جس کا مصاحب ہو اس کا وہ بڑا مصاحب ہے شیطان سے بڑھ کر کوئی برا رفیق نہیں ہو سکتا۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپ پر نازل کی گئی اور اس پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئی۔ وہ اپنے مقدمے شیطان کے پاس لے جانا چاہتے ہیں، حالانکہ ان کو یہ حکم ہوا ہے کہ

---

[1] آل عمران ۱۷۵

أُمِرُوا أَن يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا (النساء ۶۰)

اس کو نہ مانیں اور شیطان ان کو بہکا کر دور لے جانا چاہتا ہے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا (النساء ۷۶)

جو لوگ کافر ہیں وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں تو تم شیطان کے ساتھیوں سے جنگ کرو اور واقع میں شیطان کی راہ بڑی بودی ہے۔

کید شیطان کو اللہ نے ضعیف فرمایا ہے اور عورتوں کے مکر کو عظیم فرمایا ہے۔

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔

إِن يَدْعُونَ مِن دُونِهِ إِلَّا إِنَاثًا وَإِن يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَّرِيدًا ۝ لَّعَنَهُ اللَّهُ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا (النساء: ۹۸)

یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر صرف چند زنانی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو کہ حکم (رب) سے باہر ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دور ڈال رکھا ہے، اور جس نے یوں کہا تھا کہ میں ضرور تیرے بندوں سے اپنا مقرر حصہ لوں گا اور میں ان کو گمراہ کروں گا۔

قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ مِّن ذَٰلِكَ مَثُوبَةً عِندَ اللَّهِ مَن لَّعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ (المائدة: ۶۰)

آپ کہیے کہ میں تم کو ایسا طریقہ بتلاؤں جو اس سے بھی خدا کے یہاں پاداش ملنے میں زیادہ بُرا ہے وہ ان اشخاص کا طریقہ ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے دور کر دیا اور ان پر غضب فرمایا اور ان کو بندر اور سور بنا دیا ہو اور انہوں نے شیطان کی پرستش کی ہو ایسے اشخاص مکان (ٹھکانے) کے اعتبار سے بھی بہت برے ہیں اور راہ راست سے بھی بہت دور ہیں۔

وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوا لَهُ بَنِينَ وَبَنَاتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَصِفُونَ (الانعام ۱۰۰)

ان لوگوں نے شیاطین کو اللہ کا شریک قرار دے رکھا ہے حالانکہ ان لوگوں کو اللہ نے پیدا کیا ہے اور ان لوگوں نے اللہ کے حق میں بیٹے بیٹیاں بلا سند تراش رکھی ہیں۔ وہ پاک اور برتر ہے ان باتوں سے جن کو یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭاِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭاِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (الاعراف ۲۷)

اے اولادِ آدم شیطان تم کو کسی خرابی میں نہ ڈال دے جیسا کہ اُس نے تمہارے دادا دادی کو جنّت سے باہر کر دیا ایسی حالت سے کہ اُن کا لباس بھی اُن سے اُتروا دیا کہ ان کے پردے کے بدن بھی دکھائی دینے لگے اور اُس کا لشکر تم کو ایسے طور پر دیکھتا ہے کہ تم اُن کو نہیں دیکھتے ہم شیطانوں کو اُنہیں لوگوں کا رفیق ہونے دیتے ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭاِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰۗىِٕفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝ وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ۝

اور اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں بلاشبہ وہ خوب سننے والا ہے یقیناً جو لوگ خدا ترس ہیں جب ان کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آتا ہے تو وہ یاد میں خدا کی لگ جاتے ہیں یکایک اُن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور جو شیطان کے تابع ہیں وہ اُن کو گمراہی میں کھینچے چلے جاتے ہیں وہ باز نہیں آتے۔[1]

اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰي قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۝

(الانفال ۱۱)

اُس وقت کو یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ تم پر اونگھ طاری کر رہا تھا اپنی طرف سے چین دینے کے لئے اور اُس کے قبل تم پر آسمان سے پانی برسا رہا تھا کہ اس پانی کے ذریعے سے تم کو پاک کر دے اور تم سے شیطانی وسوسہ کو دفع کر دے اور تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور تمہارے پاؤں جما دے اُس وقت کو یاد کرو۔

وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّىْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَاۗءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰي عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّىْ بَرِيْۗءٌ مِّنْكُمْ اِنِّىْٓ

اور اُس وقت کا اُن سے ذکر کیجئے جب کہ شیطان نے ان کفار کو ان کے اعمال خوشنما کر کے دکھلائے اور کہا لوگوں میں آج تم پر غالب آنے والا نہیں اور میں تمہارا حامی ہوں پھر دونوں جماعتیں کفار اور مسلمین کی ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں تو وہ الٹے پاؤں بھاگا اور یہ کہا کہ میرا تم سے کوئی

[1] (الاعراف ۲۰۰ - ۲۰۲)

أَرَىٰ مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ ۚ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ٥
(الانفال : ۴۸)

واسطے نہیں ہیں اُن چیزوں کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو نظر نہیں آتیں (مراد فرشتوں سے ہے) میں خدا سے ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔

يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا ۖ إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ٥ (یوسف ۵)

یعقوب نے کہا کہ بیٹا اپنے خواب کو اپنے بھائیوں کے روبرو بیان مت کرنا یہ سمجھ کر وہ تمہاری ایذا رسانی کے لئے کوئی تدبیر کریں گے بلاشبہ شیطان آدمی کا صریح دشمن ہے۔

وَقَدْ أَحْسَنَ بِي إِذْ أَخْرَجَنِي مِنَ السِّجْنِ وَجَاءَ بِكُم مِّنَ الْبَدْوِ مِن بَعْدِ أَن نَّزَغَ الشَّيْطَانُ بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِي ۚ [1]

اُس وقت احسان فرمایا جس وقت مجھ کو قید سے نکالا اور بعد اس کے کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان میں فساد ڈلوا دیا تھا تم سب کو باہر سے یہاں لے آیا۔

وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدتُّكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ۖ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا أَن دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ۖ فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنفُسَكُم ۖ مَّا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنتُم بِمُصْرِخِيَّ ۖ إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِن قَبْلُ ۗ إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ٥ (ابراہیم ۲۲)

جب قیامت میں تمام مقدمات فیصل ہو چکیں گے تو شیطان جواب میں کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے سچے وعدے کئے تھے اور میں نے بھی وعدے کئے تھے۔ میں نے وعدے تم سے خلاف کئے تھے اور میرا تم پر کچھ زور نہ چلتا تھا بجز اس کے کہ میں نے تم کو بلایا تھا تم نے باختیار خود میرا کہنا مان لیا تم مجھ پر ساری ملامت مت کرو۔ زیادہ ملامت اپنے آپ کو کرو۔ نہ میں تمہارا مددگار ہو سکتا ہوں اور نہ تم میرے مددگار ہو سکتے ہو۔ میں تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں کہ تم اس سے قبل دنیا میں مجھ کو خدا کا شریک قرار دیتے تھے یقیناً ظالموں کے لئے دردناک عذاب مقرر ہے۔

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ ٥ وَحَفِظْنَاهَا مِن كُلِّ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ ٥ إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُّبِينٌ ٥ (الحجر ۱۸)

اور بے شک ہم نے آسمان میں برج بنائے اور انہیں دیکھنے والوں کے لئے آراستہ کیا ہے اور انہیں ہر شیطان مردود سے محفوظ رکھا ہے مگر جو چوری سے سُنے تو ایک چمکتا ہوا شعلہ اُس کے پیچھے لگتا ہے۔

---

[1] (یوسف ۱۰۰)

اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ۔[1]
تم اللہ کی عبادت کرو اور شیطان کی پرستش سے بچو۔

فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (النحل ۶۳)
پس شیطان نے اُن کے (بُرے) کاموں کو زینت دے دی پس آج وہی ان کا دوست ہے اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ٥ (بنی اسرائیل)
کیونکہ بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا ناشکرا ہے۔

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ اِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ٥ (بنی اسرائیل ۵۳)
میرے بندوں سے کہہ دو کہ وہ ایسی بات کہا کریں جو بہتر ہو شیطان ان کے درمیان فساد ڈالتا ہے بے شک شیطان انسان کا صریح دشمن ہے۔

اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا (بنی اسرائیل ۶۵)
(اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) ہم نے شیطان سے کہہ دیا بیشک میرے مخلص بندوں پر تجھے قابو نہ ہوگا اور تمہارا پروردگار (ان کا) کارساز بس ہے۔

يٰاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ اِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ٥ يٰاَبَتِ اِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا (مریم ۴۵)
اے میرے باپ تم شیطان کی پرستش نہ کرو بے شک شیطان (ہمارے پروردگار) رحمٰن کا نافرمان ہے اے میرے باپ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تمہیں رحمٰن کی طرف سے عذاب پہنچ جائے پھر تم شیطان کے ساتھی ہو جاؤ۔

فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ٥ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ٥ (مریم ۶۹)
پس (اے نبی) قسم ہے تمہارے پروردگار کی فرداً بالفرداً ہم انہیں اور شیاطین کو (مرنے کے بعد) اٹھائیں گے۔ پھر فرداً بالفرداً ہم انہیں گھٹنوں کے بل جہنم میں داخل کریں گے پھر بلاشبہ ہم ہر گروہ میں سے اِن لوگوں کو نکالیں گے جو رحمٰن سے زیادہ سرکشی کرنے والے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّا اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ٥ فَلَا تَعْجَلْ
اے نبی کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ہم نے شیطانوں کو کافروں پہ چھوڑ رکھا ہے کہ وہ انہیں خوب بہکاتے ہیں۔ پس تم ان پہ

---

[1] (النحل ۳۶)

عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا

(مریم ۸۴)

عذاب آنے کی جلدی نہ کرو سوائے اس کے نہیں کہ ہم ان کے لئے گنتی کی مدت پوری کر رہے ہیں۔

وَقُل رَّبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ ○ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَن يَحْضُرُونِ ○ (المؤمنون ۹۸)

اور کہو اے میرے پروردگار شیطان کے وسوسے ڈالنے سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں اور اے میرے رب اس بات سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں۔

یہ دعا کا طریقہ رب العزت نے آنحضرت کو خطاب کر کے سب مومنین کو خطاب کیا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ وَمَن يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ ۚ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَىٰ مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ أَبَدًا وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (النور ۲۱)

اے ایمان والو، شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو اور جو کوئی شیطان کے قدموں کی پیروی کرے گا تو وہ بے حیائی اور برے کاموں میں مبتلا ہو جائے گا کیونکہ شیطان بے شک بے حیائی اور برے کاموں کا حکم دیتا ہے اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی شخص کبھی پاک نہ ہوتا۔ لیکن اللہ پاک کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ سننے والا دانا ہے۔

إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۚ إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ ○ (الفاطر ۶)

بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تم اسے دشمن سمجھو شیطان اپنے پیروؤں کو اپنی طرف اسی لئے بلاتا ہے کہ وہ دوزخی ہو جائیں۔

أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَن لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ○

کیا میں نے تمہیں حکم نہ بھیجا تھا کہ اے آدم کے بیٹو شیطان کی پرستش نہ کرو۔ بے شک وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

وَحِفْظًا مِّن كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ ○ لَّا يَسَّمَّعُونَ إِلَى الْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ

(الصافات ۷)

اور ستاروں کو ہر سرکش شیطان سے (آدمیوں کی) حفاظت کے لئے بھی بنایا ہے اب شیطان عالم بالا کی طرف کان بھی نہیں رکھ سکتے۔

وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

اے نبی اگر شیطان کی طرف سے تمہیں کچھ وسوسہ آئے تو تم اللہ کی طرف پناہ مانگو بے شک وہی سننے والا ہے دانا۔

([illegible] ۱۰) (حٰم السجدہ ۳۶)

وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطَانُ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ (الزخرف ۶۲)

اور کہیں تمہیں شیطان میرے اتباع سے باز رکھے بے شک شیطان تمہارا صریح دشمن ہے۔

إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ (مجادلہ ۰)

سوائے اس کے نہیں کہ (رسول کے خلاف) مشورہ کرنا شیطان کی طرف سے ہے تاکہ ایمان والوں کو رنجیدہ کرے حالانکہ وہ بے حکم خدا ان کو کچھ نقصان دینے والا نہیں اور مسلمانوں کو چاہئے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں۔

اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَاهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ (المجادلہ ۱۹)

شیطان ان پر غالب آگیا ہے پس اس نے اللہ کی یاد ان کو بھلا دی ہے۔ یہی لوگ شیطان کے گروہ ہیں۔ آگاہ ہو بے شک شیطان کے گروہ زیاں کار ہیں۔ یعنی ٹوٹا پانے والے۔

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِّلشَّيَاطِينِ ۖ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ (الملک ۵)

بے شک ہم نے قریب کے آسمان کو چراغوں یعنی ستاروں سے آراستہ کیا ہے اور ان چراغوں کو ہم نے شیطان کی سنگساری کا ذریعہ بنایا ہے اور ہم نے ان کے لئے دوزخ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

شیطان کی سوانحعمری

اور اس کے کرتوت آدمؑ کے ساتھ

کتاب قصص الانبیاء میں ہے، حق سبحانہ تعالیٰ نے دو صورتیں دوزخ کے نذر پیدا کیں، ایک بشکل شیر، دوسری بشکل گرگ (بھیڑیا)۔ یہ دونوں صورتیں قدرت الٰہی سے دوزخ سجین میں جا کر باہم جفت ہوگئیں، اس سے عزازیل پیدا ہوا اور اس نے ہزار سال تک وہاں خداوند برتر کو سجدہ کیا۔ ازاں بعد پھر ہر طبقہ زمین پر ہزار سال تک عبادت کر کے زمین دنیا پر آیا۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے اس کو دو بازو زبرجد سبز کے عنایت

کہ جب وہاں سے اُڑ کر آسمان اوّل پر آیا۔ وہاں ہزار سال تک خدائے تعالیٰ کو سجدہ کیا
نام اس کا خاشع ہوا اور وہاں سے دوسرے آسمان پر گیا۔ پھر ہزار سال خدائے تعالیٰ کو سجدہ
کیا وہاں کے رہنے والوں نے نام اس کا عابد رکھا۔ پھر تیسرے آسمان پر جاکر ہزار سال
رب العالمین کی عبادت کی، وہاں نام صالح ہوا اور چوتھے آسمان پر بھی ہزار سال عبادت
کی۔ وہاں اُس کو پکارا گیا ولی۔ پھر پانچویں آسمان پر ہزار سال سجدہ کیا، وہاں نام اس کا عزازیل
رکھا گیا۔ بعد اُس کے چھٹے آسمان پر گیا وہاں بھی ہزار سال عبادت کی پھر ساتویں آسمان پر
پہنچا، وہاں بھی ہزار سال تک خدائے تعالیٰ کو سجدہ کیا۔ حاصل ایک کف دست برابر
جگہ زمین و آسمان پر باقی نہ رہی کہ اُس نے وہاں سجدہ نہ کیا ہو۔ بعد اُس کے عرش معلّی
پر جاکر چھ ہزار برس حق تعالیٰ کی پرستش کرکے ایک مقام پر سر سجدہ سے اٹھا کر جناب
باری تعالیٰ میں عرض کی کہ خدایا مجھے لوح محفوظ اپنے فضل و کرم سے دکھا دے کہ قدرت تیری
دیکھوں اور عبادت تیری زیادہ کروں۔ جناب احدیت کا حکم ہوا اسرافیل علیہ السلام
کو کہ دکھلا دے۔ جب وہ لوح محفوظ پر گیا تو اس کی نظر اُس نوشتہ پر جا پڑی کہ اُس میں
لکھا تھا کہ ایک بندہ خدا چھ لاکھ برس تک اپنے خداوند کی عبادت کرے گا اور ایک سجدہ
خدا کے حکم سے نہ کرے گا، خدا تعالیٰ چھ لاکھ برس کی عبادت اُس کی مٹا کر سب مخلوقات
میں نام اس کا ابلیس مردود و مرجوم رکھے گا۔ عزازیل اُس کو پڑھ کر وہیں چھ لاکھ برس
تک گریاں و زار رہا۔ جناب باری میں سے آواز آئی کہ اے عزازیل جو بندہ میری عبادت نہ
کرے اور حکم بجا نہ لائے اس کی کیا سزا ہے۔ عزازیل نے کہا خداوندا جو شخص اپنے خدا کا حکم
نہ مانے سزا اس کی لعنت ہے۔ فرمایا اے عزازیل تو اس کو لکھ رکھ۔ اور عبداللہ بن عباسؓ نے
روایت کی ہے کہ عزازیل کے مردود ہونے سے بارہ ہزار برس پہلے یہ امر واقع ہو چکا تھا۔
حاصل یہ کہ عزازیل نے اس پر لعنت خود کی جو اطاعت نہ کرے اللہ کی۔

اس کے بعد عزازیل بہشت میں کئی ہزار سال خزینہ دار بہشت کا رہا اور ایک دن
اسمانوں کا ان دنوں کے ہزار سال کے برابر ہے۔ پھر بہشت میں ایک منبر نور کا رکھوا کر
ہزار برس تک درس و تدریس میں بیٹھ مشغول رہا۔ جبرائیل و میکائیل و اسرافیل

عزرائیل اور جمیع ملائک اس کے منبر کے نیچے بیٹھ کر وعظ و نصائح سنا کرتے تھے۔ ایک روز فرشتے آپس میں باتیں کرتے تھے کہ اگر ہم لوگوں سے کوئی گناہ صادر ہوا تو عزازیل کو شفیع کریں گے اور ان سے سفارش کرائیں گے، تاکہ اللہ تعالیٰ ہمارا گناہ معاف کرے۔ ایک روز فرشتوں کی نظر لوحِ محفوظ کے اس نوشتے پر جا پڑی، اسے دیکھ کر سب رونے اور سر پیٹنے لگے۔ شیطان بولا کہ آج تم لوگوں کو کیا ہوا ہے جو روتے ہو اور سر کو دے دے مارتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ لوحِ محفوظ پر لکھا ہے کہ ہم میں سے ایک فرشتہ معزول و مردود ہوگا۔ اس بات کو سن کر عزازیل کہنے لگا کہ میں اللہ سے دعا مانگتا ہوں کہ اسے وہ مجھے نصیب کرے۔ سب فرشتے اس بات کو سن کر خوش ہو رہے۔

ایک دن عزازیل نے جنابِ احدیت میں عرض کی کہ الٰہی جنوں نے روئے زمین پر بڑی کشت و خون برپا کر رکھا ہے۔ مجھ کو ان پر سپہ سالار کر کے بھیج تو جا کر ان کو مار ڈالوں۔ جنابِ احدیت نے قبول فرمایا تو عزازیل چار ہزار فرشتوں کو لے کر زمین پر آیا۔ کسی کو قتل اور کسی کو کوہِ قاف میں ڈال کر روئے زمین کو مفسدوں سے پاک کیا، بعدہٗ درگاہِ الٰہی سے خطاب آیا کہ اے ملائکہ میں زمین پر ایک خلیفہ بناؤں گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (البقرہ ۳۰)

اور جب کہا فرشتوں سے تیرے رب نے مجھ کو بنانا ہے زمین میں ایک نائب بولے کیا تو رکھے گا اس میں جو شخص کہ فساد کرے اور خونریزی کرے اور ہم ذکر کرتے ہیں تیرا اور خوبیاں بیان کرتے ہیں اور یاد کرتے ہیں تیری پاک ذات کو۔ کہا رب العزت نے مجھ کو معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔

تب جبرئیل امین کو رب العالمین کا حکم ہوا کہ ایک مشتِ خاک زمین پر سے لاؤ۔ بحکمِ الٰہی جبرئیل علیہ السلام آسمان کی بلندی سے فوراً زمین پر آئے کہ اب جہاں خانۂ کعبہ ہے وہاں سے ایک مشتِ خاک لیں اس وقت زمین نے اُن کو قسم دی کہ اے جبرئیل برائے خدا مجھے خلعت مت دو، اس سے خلیفہ پیدا ہوگا اور اس کی اولاد بہت عاصی و گنہگار اور مستوجبِ عذاب ہوگی۔ میں مسکین کہ خاک پا ہوں۔ طاقت تحملِ عذابِ خدا کی نہیں رکھتی ہوں۔ اس

بات کو سن کر جبرائیل خاک لانے سے باز آئے۔ غرض کہ اسی طرح جبرائیل پھر گئے
اور میکائیل اور اسرافیل نے بھی اس کام کو انجام نہ پہنچایا تب عزرائیل کو حکم بھیجا
اُن کو بھی زمین نے منع کیا۔ انہوں نے نہ مانا اور کہا کہ جس کی تو قسم دیتی ہے میں اسی کے حکم
سے آیا ہوں میں اُس کی نافرمانی نہ کروں گا۔ تجھ کو لے ہی جاؤں گا۔ پس عزرائیل ہاتھ نکال
کر ایک مٹھی خاک اسی سرزمین سے لے کر عالم بالا کو لے گئے اور عرض کی خداوند تو دانا و بینا
ہے۔ میں نے یہ حاضر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عزرائیل میں خاک سے زمین پر ایک
خلیفہ پیدا کروں گا اور اس کی جان قبض کرنے کے لئے تجھی کو مقرر کروں گا۔ عزرائیل نے حضرت
کی یارب تیرے بندے مجھے دشمن جانیں گے اور ناشائستہ کہیں گے۔ جناب باری نے فرمایا،
اے عزرائیل تو غم مت کر میں خالق مخلوقات کا ہوں ہر ایک کی موت کا سبب گردانوں گا اور
ہر شخص اپنے اپنے مرض میں گرفتار رہے گا تجھ کو دشمن نہ جانے گا۔ کسی کو درد میں مبتلا کروں گا
اور کسی کو تپ میں اور کسی کو پانی میں غرق کروں گا۔ بعدہٗ حکم الٰہی سے فرشتوں نے وہ مشت
خاک زمین طائف اور مکہ معظمہ کے رکھ دی۔ پس باران رحمت کا برسا دو برس میں وہ خاک
گل ہوئی اور چوتھے برس میں صلابہ ہوئی اور چھٹے برس فخار ہوئی اور آٹھویں سال میں آدم
کی صورت بنی تو ایک دن ابلیس ستر ہزار فرشتوں کو لے کر آدم کے پتلے کے پاس آیا تو دیکھا
قالب آدم خاک پر پڑا ہوا ہے۔ اس نے بچشم حقارت اس کی طرف نظر کی اور ایک دن فرشتوں
نے عزازیل سے کہا کہ اس خاک سے خلیفہ خدا کا پیدا ہوگا۔ وہ بولا سچ ہے مگر اللہ تعالیٰ
اس صورت کو میرا فرمانبردار کر دے گا تو میں ہلاک کر دوں گا۔ اور اگر مجھے اس کا
فرمانبردار کرے گا تو میں اس کی فرمانبرداری نہ کروں گا۔

عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک دن ابلیس علیہ اللعنۃ آدم علیہ السلام
کے قلب میں داخل ہو کر ناف تک پہنچا اور بہ سبب گرمی آتش کے وہاں سے نکل
آیا اور اس کے سبب حسد و بغض و دشمنی ان سے زیادہ ہوئی اور اُن کے قلب
پر تھوک کر چلا گیا اور حق تعالیٰ کے حکم سے جبرئیل علیہ السلام نے لعاب دہن
ابلیس علیہ اللعنۃ کا کالبد آدم سے دور کیا اور اس سے کتا بنایا اور گل باقی سے

درخت خرما بھی بچور کر پیدا کیا۔

عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ جان پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قندیل میں
عرش معلی پر تسبیح پڑھتی تھی تو وہ عرق مصطفیٰ کا دبدبہ تھا کہ اس جگہ میں گر پڑا جیسا ان سے ترتیب
منورہ میں ختم الانبیاء ہے وہ حکم الٰہی سے جبرئیل نے اس خاک کو مشک و عنبر سے معطر کر کے آدم علیہ السلام
کی پیشانی پر مل دیا تب آدم علیہ السلام کا بدن اس کے ملنے سے روشن ظاہر ہوا۔ اس کے جب چالیس دن
گزرے خلقت روح آدم علیہ السلام کی ہوئی اس وقت رب جلیل کی طرف سے فرمان آیا کہ اے جبرئیل، میکائیل
اسرافیل، عزرائیل روح کی جان اس کے قالب میں پہنچاؤ۔ جبرئیل نے کہا حکم ہے تو ہر فرشتہ آدم کی جان ایک
طبق نور میں رکھ کر اور طبق پوش نور سے ڈھانک کر لے گئے آدم علیہ السلام کے سر پر رکھ، پھر وہ طبق پوش
اس کے اوپر سے اٹھایا۔ تمام ملک ساتوں آسمان کے دیکھنے کو آئے کہ جان آدم کی قالب میں کیونکر
جاتی ہے۔ اس کو دیکھیں اور یہ آیت نازل ہوئی یٰٓاَیَّتُہَا الرُّوْحُ اُدْخُلِیْ فِیْ ھٰذَا الْجَسَدِ (اے جان تم
اس قالب کے اندر جا) تب سات مرتبہ ان کی جان پاک نے ان کے کالبد کے اطراف میں گشت کیا کر
اندر نہ جا سکی عرض کی یا خالق میں نورانی جسم رکھتی ہوں اور یہ قالب اندھیرا کثیف ہے میں کیونکر
جاؤں۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی اُدْخُلِیْ ... کَرْھًا (اے جان آدم داخل ہو تن میں نفرت سے زور
آتی ہے بیشک، اس وقت جان پاک آدم کی ناک کی راہ سے داخل ہوا چاروں طرف دماغ میں پھر
گئی۔ تب تم آنکھیں کھولیں اور زبان ہوئے۔ پھر وہاں سے حلق میں آئی وہاں سے سینے میں اور سینے سے
ناف تک پہنچی۔ جب وہ گوشت پوست ہڈی رگ اور آنت ہو گئی تو آدم نے اللہ تعالیٰ
کی قدرت سے ہاتھ کو زمین پر ٹیک کر اٹھنے کا قصد کیا اس پر فرشتے بول اٹھے کہ یہ بندہ
شتاب کار ہوگا۔ ابھی تک آدھا تن اس کا گل ہے مگر یہ چاہتا ہے کہ اٹھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے وَکَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا[1] (انسان بہت جلد باز واقع ہوا ہے) اور
آدم کی جان جوڑوں اور بندوں میں مانند ہوا کے رگوں میں اور گوشت پوست میں سمائے
ہوئے پھرتی تھی۔ حق تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیجا کہ دماغ آدم علیہ السلام کو سنبھال لیں ابھی تک
ان کی طبیعت اور ایسا ہو کہ ان کی جان گوشت اور پوست اور رگوں میں ذرا قرار پکڑے اور حکم

[1] سورۂ بنی اسرائیل - ۱۱

ہوئی تو فی الفور چھینک آئی۔ آدم بالہام خدا تعالیٰ کے کلمہ الحمد للہ زبان پر لائے جواب اس کا رب العالمین سے یرحمک اللہ ارشاد ہو۔ اسی لئے اس کا جواب یرحمک اللہ مسلمانوں پر واجب ہے۔ پھر آدم نے مزین ہو کر ایک تخت پر جلوہ کیا اور نور اُن کی پیشانی کا عرش تک چمکتا رہا۔ وہ نور محمدی تھا۔

ابلیس کا آدم کو سجدہ کرنے سے انکار جناب رب العالمین کا حکم ہوا کہ جمیع ملائک آدم کو سجدہ کریں اور وہ سجدہ تعظیم کا تھا نہ کہ عبادت کا قولہ تعالیٰ:

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ	جب کہا ہم نے فرشتوں سے کہ سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ کیا
فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ	سب نے مگر ابلیس نے نہ کیا وہ تکبر کیا اور تھا وہ منکروں میں سے۔
وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ـ (البقرۃ ۳۴)	

فرشتوں نے جب سر اٹھایا تو ابلیس کو کھڑا پایا پھر سب فرشتے دوبارہ سجدہ میں گئے حکم باری تعالیٰ ہوا:

يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا	اے ابلیس تو نے کیوں انکار کیا اس کو سجدہ کرنے سے جس کو
خَلَقْتُ بِيَدَيَّ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ	میں نے بنایا اپنی قدرت کاملہ سے، یہ تو نے غرور کیا یا تو بڑے
مِنَ الْعَالِيْنَ (صٓ ۷۵)	درجہ میں ہے۔

ابلیس نے کہا قولہ تعالیٰ:-

قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ	کہا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے نار سے بنایا اور آدم
وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ (صٓ ۷۶)	کو مٹی سے

دوسری بات یہ کہ میں نے سجدہ کیا تجھ کو پھر دوسرے کو کیوں کروں۔ حکم ربی ہوا۔

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ وَّاِنَّ	تو نکل جا یہاں سے کہ مردود ہوا اور تجھ کو میری پھٹکار ہے
عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ (صٓ ۷۷، ۷۸)	یعنی لعنت ہے قیامت تک۔

آدم سے ابلیس کی دشمنی کا آغاز غضب الٰہی سے اُس کی صورت بدل گئی اور آنکھیں اُس کی سینے پر آ گئیں۔ جو دیکھتا اُس کو جان لیتا کہ یہ راندہ درگاہ ہے۔ اُس وقت شیطان مردود نے زبان اپنی کھولی اور کہا اے پروردگار تو نے مجھے مردود کیا آدم کے لئے۔

یہ شامت میری تھی۔ حق تعالیٰ نے ارشاد کیا اے بلیس تو اپنے نوشتہ کی طرف دیکھ۔ دیکھا تو لکھا تھا جو بندہ خدا کا حکم نہ مانے اُس کی سزا لعنت ہے۔ اپنے نوشتہ کو پڑھ کر وہ خجل واپس ہوا۔

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ (ص ۷۹) شیطان بولا اے رب مجھ کو ڈھیل دے جس دن تک مُردے زندہ ہوں۔

اور دوسری غرض یہ ہے کہ آدمیوں کے گوشت پوست اور رگوں میں مجھے دوڑنے دے اور اُن کے دیدوں (نظر) سے مجھے محجوب رکھ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَالَ فَاِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ[1] تجھ کو ڈھیل ہے اُس وقت کے دن تک جو معلوم ہے۔

جب مراد اس کی حاصل ہوئی تو آدمی کی کمین گاہ میں جا بیٹھا اور تاک میں رہا پھر شیطان نے کہا قولہ تعالیٰ:

قَالَ فَبِعِزَّتِکَ لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ اِلَّا عِبَادَکَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ (ص ۸۳) ابلیس نے کہا قسم ہے تیری عزت کی میں گمراہ کروں گا ان سب کو البتہ جو بندے ہیں تیرے چُنے ہوئے ان کو نہ کروں گا

پس حق تعالیٰ نے فرمایا:

قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْکَ وَمِمَّنْ تَبِعَکَ مِنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ[2] ٹھیک بات یہ ہے اور ٹھیک ہی میں کہتا ہوں کہ تجھ سے بھر دوں گا دوزخ اور ان سب سے جو تیری راہ کے پیرو ہوں۔

حوا کی پیدائش بعدہ جناب باری کے حکم سے تختِ آدم کو فرشتوں نے جنت الفردوس میں لا رکھا اور سب نعمتیں جو حق تعالیٰ نے اُن کو عنایت کی تھیں ان کے ساتھ تھیں ان کو قرار و تسلی نہ تھی۔ کیونکہ آرام و تسلی ہر کسی کو اپنے ہم جنس سے ہوتی ہے اس عالم تنہائی میں کوئی ہم جلیس اُن کا نہ تھا اور خالق کی مرضی یہی تھی کہ اُن کا جفت دوسرا پیدا کرے کیوں کہ بے جفت و بے مثل و بے مانند و بے حاجت سوائے خدا کے کوئی نہیں جب وہ بے قرار ہوئے تو حق تعالیٰ نے اُن کو خواب راحت میں ڈالا وہ ایسے سوئے کہ نہ نیند کی نہ بیدار ہوئے بس اونگھ میں ہو گئے۔ اس صورت میں خالق نے جبرئیل سے ایک پسلی بائیں پہلو سے اُن کے نکلوائی اور اُس سے اُن کو درد و وام نہ پہنچی۔ اگر پہنچتا تو ہرگز عورتوں کی محبت مردوں

[1] (ص ۸۱) [2] (ص ۸۴-۸۵)

کے دل میں نہ ہوئی تا اس پسلی سے حوا کو بنایا۔ خوبصورتی و نیک روئی و ملاحت و حسن و جمال اور جو کچھ کہ خوبیاں جہان کی عورتوں میں تھیں تمام تر حق تعالیٰ نے ان کو بخشیں اور زیرکی و شرم اور مہر و شفقت کمال اُن کو دی اور حُلّہ زریں بہشت کے لا کر اُن کو پہنائے اور تاج زریں ان کے سر پر رکھ کر تختِ زریں پر بٹھلایا۔ بعد اُس کے آدم کو نیند سے بیدار کر کے حوا کے ساتھ جلوہ دیا۔ آدم علیہ السلام نے حوا کو اس طرح دیکھ کر بے اختیار چاہا کہ اُن پر دست انداز ہوں حضرت رب العزت سے آواز آئی۔ اے آدم خبردار اسے مت چھو، بے نکاح اس کی صحبت حرام ہے۔ آدم نے اُن سے نکاح کرنے کی خواستگاری کی، بعدہ حق تعالیٰ نے آدم کا نکاح حوا کے ساتھ کر دیا اور فرمایا سب پردے اور حجاب جتنے ہیں لگائے جائیں اور طبق زرد مروارید اور جواہرات نثار کے اور ساتوں آسمانوں کے فرشتے درختِ طوبیٰ کے نیچے آ حاضر ہوئے بعدہٗ حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے وہ پردے سب اٹھوائے اور ثنا اپنی اُن کو سنائی جس کا ترجمہ یہ ہے:

حق سبحانہٗ تعالیٰ نے نکاح میں آدم و حوا علیہما السلام کے یہ ثنا پڑھی اور کہا "حمد میری ثنا ہے اور بزرگی میری چادر ہے اور عظمت میری ازار ہے اور مخلوقات کل میری غلام اور لونڈیاں ہیں اور انبیاء میرے رسول اور اولیاء ہیں اور محمد میرا حبیب اور رسول ہے اور میں نے کل شی کو پیدا کیا تاکہ گواہی دے میری وحدانیت پر، اور گواہ رہیں میرے سب فرشتے اور آسمان کے سب بسنے والے اور عرش کے اٹھانے والے بہ تحقیق میں نے نکاح باندھ دیا آدم و حوا کا اپنی بدیع فطرت اور رفیع قدرت کے ساتھ اور آدم کا صادق گواہ حوا کے نکاح میں میری تسبیح و تنزیہ اور تہلیل و تقدیس ہے، نہیں کوئی معبود سوائے خدا کے یا ساتھ خدا کے واحد ہے، نہیں کوئی اُس کا شریک۔ اے آدم تم اور تمہاری عورت جنت میں جا رہو اور کھاؤ وہاں سے سب میوے محظوظ ہو کر اور نہ جاؤ اس درخت کے پاس کہ پھر تم بے انصاف ہوگے اور تم پر میرا سلام ہو اور رحمت اور برکت"

بعدہٗ آدم نے خود ثنا کی:

سُبْحَانَ الَّذِي الْحَمْدُ بِيَدِهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا... میں تسبیح پڑھتا ہوں اور حمد کرتا ہوں واسطے اللہ کے اور

اَللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور اللہ بہت بڑا ہے اور نہیں ہے توانائی اور قدرت کسی کو سوائے اللہ کے ایسا اللہ تعالیٰ جو بڑا بزرگ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب نکاح آدم کی خطبہ خوانی سے فراغت کی تو سب فرشتے خوشیاں کرنے لگے اور مبارکبادیاں دینے لگے اور زر و جواہر نثار کئے۔ جب آدم علیہ السلام نے حوا کے ساتھ قصد مباشرت کا کیا تو آواز آئی اے آدم خبردار جب تک دے نہ دیں مہر حوا کو ادا نہ کرو گے وہ تم پر حلال نہ ہوگی۔ آدم نے کہا الٰہی میں کہاں سے ادا کروں فرمایا دس دفعہ درود شریف حضرت محمدؐ پر پڑھو، آدم یہ نام برگزیدہ سنتے ہی دیدار کے مشتاق ہوئے اللہ کا حکم ہوا کہ ہے ناخن دست پر دیکھ۔ جب آدم نے دیکھا صورت محمد مصطفیٰ کی معلوم ہوئی تو مہر فرزندی اور شفقت پدری دل میں زیادہ ہوئی۔ آدم نے شوق سے حضرت پر دس دفعہ درود پڑھا اور اُن کی رسالت پر ایمان لائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم یہ دس دفعہ درود جو تم نے پڑھا بڑا رتبہ رکھتا ہے کہ اس کی برکت سے سب نعمتیں بخشیں اور حوا کو تجھ پر حلال کیا بعدہٗ حق تعالیٰ نے فرمایا:

یٰٓاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ وَکُلَا مِنْھَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝[1] اے آدم تو جنت میں جا اور تیری بیوی بھی اور دونوں کھاؤ اس میں سے اطمینان سے جب اور جہاں چاہو اور نزدیک مت جاؤ اس درخت کے پھر تم بے انصاف ہو گے۔

آدم کو جنت میں گندم کھانے کی ممانعت مروی ہے کہ جب آدم نے اس درخت کی طرف نظر کی تو اس کو نہایت خوش وضع اور خوبصورت پایا۔ حق تعالیٰ سے ارشاد ہوا کہ اس کو میں نے تجھے بخشا مگر اس سے میوہ مت کھا۔ آدم نے عرض کیا جب تو نے مجھے بخشا تو کھانے کو کیوں منع فرمایا حکم ہوا کہ تو مہمان ہے اور مہمان اپنے گھر کا کھانا نہیں کھاتا ہے۔ بعدہ ایک طرف سے آواز آئی اے آدم گندم مت کھا اور ایک جانب سے آواز آئی کہ گندم تو آدم کے پاس جا اور ایک جانب سے آواز آئی آدم صبر کر اور ایک جانب سے آواز آئی اے صبر تو آدم کے پاس مت جا اور ایک جانب سے صدا آئی اے ابلیس تو حوا کو ملا اور خواہش دلا۔ پس

---

[1] (البقرہ ۳۵)

قضا نے کہا کہ الٰہی اس کا کیا سبب ہے۔ حکم ہوا کہ اس میں کچھ بھید ہے، ان کو اس باغ سے
باغ دنیا میں بھیجوں گا تاکہ میری قدرت ظاہر ہو اور مرتبہ زیادہ ہو۔ اور کہا گیا اے مومنو! تم
معصیت سے باز رہو اور اے شیطان تو دنیا کو جلوہ دے۔ اے دنیا تو دل میں شیریں رہ اور
اے بندو تم دنیا سے دور ہو تاکہ جفا کو وفا کے ساتھ بدل دوں کہ رحمت اور مغفرت میری زیادہ
ہے، اے آدم ہوشیار ہو شیطان کے مکر و فریب سے کہ وہ تیرا دشمن صاف ہے۔ قولہ تعالیٰ:

فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ (طٰہٰ ۱۱۷)
پھر کہہ دیا ہم نے اے آدم یہ دشمن ہے تیرا اور تیری بیوی کا کہیں نکلوا نہ دے تم کو بہشت سے۔

آدم نے جب دیکھا کہ بہشت کے سب دروازے بند ہیں تو یہ سوچ کر مطمئن ہوئے
کہ شیطان دنیا میں ہے اور میں بہشت میں اور مجھ سے اس سے کیا لاگ ہے جو مجھے بہشت
کے اس درخت کا میوہ کھلا کر جس کے پاس جانے سے خدا نے مجھے منع کیا ہے گنہگار کرے۔
میں اس کے مکر و فریب سے بے پروا ہوں۔

آدمؑ کو گندم کھلانے کے لئے ابلیس کے کر

ایک روز ابلیس لعین نے آدم کے پاس بہشت
میں جانے کا قصد کیا اور وہ تین اسم اعظم خدا کے جانتا تھا، انہیں پڑھ کر سات طبق آسمان
کے طے کر کے بہشت کے دروازے پر پہنچا۔ بہشت کے دروازے بند دیکھ کر تصور و خیال
کرتا رہا کہ کس حیلہ سے بہشت میں جانا چاہئے۔ اتفاقاً ایک طاؤس بہشت کے کنگروں پر
بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے دیکھا کہ وہ اسم اعظم پڑھتا ہے۔ طاؤس نے پوچھا کہ تو کون ہے
اس نے جواب دیا کہ میں فرشتہ ہوں۔ فرشتہ سمجھ کر طاؤس بولا تم یہاں کیوں بیٹھے ہو۔ شیطان
نے کہا میں جنت کو دیکھتا ہوں اور اندر جانا چاہتا ہوں۔ طاؤس نے کہا اب مجھے خدا کا حکم نہیں
کہ کسی کو جنت میں لے جاؤں جب تک کہ آدم بہشت میں ہیں۔ شیطان بولا مجھے بہشت
میں لے جا۔ ایک ایسی دعا تجھے سکھا دوں گا کہ جو شخص اس دعا کو پڑھے اور عمل کرے تین چیزیں
اس کو حاصل ہوں گی یعنی وہ بوڑھا نہ ہوگا اور نہ مرے گا اور جنت میں ہمیشہ رہے گا۔ ابلیس
نے دعا کو پڑھا اور یہ دونوں کنگوروں سے بہشت کے دروازے پر آئے اور طاؤس نے یہ ماجرا
سانپ کو سنا دیا۔ سانپ اس بات کو سنتے ہی خوف سے بہشت کے دروازے بند کر کے اپنے

سر کو باہر نکال کر ان سے پوچھنے لگا کہ تو کون ہے کہاں سے آیا ہے جو یہاں بیٹھا ہوا ہے اسم اعظم پڑھتا ہے وہ بولا میں حق تعالیٰ کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں۔ سانپ نے کہا کہ وہ دعا مجھے سکھا۔ شیطان نے کہا کہ بشرطیکہ تو مجھے بہشت میں لے جائے۔ سانپ بولا کہ مجھے خدا کا حکم نہیں ہے کہ کسی کو بہشت میں لے جاؤں بجب تک کہ آدم بہشت میں ہیں۔ ابلیس نے کہا کہ میں اپنا قدم بہشت میں نہ رکھوں گا تیرے منہ کے اندر رہوں گا۔ اس سے باہر نہ نکلوں گا۔ سانپ نے اپنا منہ کھولا۔ ابلیس لعین اُس کے منہ میں جا گھسا اور وہ اس کو بہشت میں لے گیا اور بہشت کے دروازے بند کر دیئے۔ بعدہٗ شیطان نے کہا تو مجھ کو اس درخت کے پاس لے جا جس کے کھانے سے اللہ نے آدم کو منع کیا ہے۔ سانپ اُس درخت کے پاس پہنچا۔ شیطان ملعون مکر و فریب سے اُس کے مُنہ میں رونے لگا جو پہلے نفاق سے رد یا وہ شیطان لعین تھا اور اس کی آواز سُن کر بہشت کی حوریں اور غلمان سب مجتمع ہوئے اور کہنے لگے ہم سب نے یہ آواز سانپ کے منہ سے کبھی نہیں سنی تھی اور سانپ سے حوا پوچھنے لگیں کہ تو کس لئے روتا ہے۔ شیطان نے کہا اس لئے روتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم کو بہشت سے نکالے گا۔ تم کو اس درخت کے میوے کھانے سے منع کیا ہے مگر جو اس درخت کے میوہ کھائے گا وہ بہشت میں رہے گا نکالا نہیں جائے گا۔ قولہ تعالیٰ:

قَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَىٰ شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلَىٰ (طٰہٰ ۱۲۰) — کہا شیطان نے اے آدم میں بتا دوں تجھ کو وہ درخت کہ جس سے زندگی جاوید ہو اور وہ بادشاہی جو پُرانی نہ ہو

اور بولا قسم خدا کی میں سچ کہتا ہوں تمہاری بُرائی نہیں چاہتا ہوں بلکہ خیر خواہی کرتا ہوں قولہ تعالیٰ:

وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ (الاعراف ۲۲) — شیطان نے اُن کے پاس قسم کھائی کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں پس اُن کو فریب سے کھینچ ہی لیا۔

جس نے سب سے پہلے جھوٹی قسم کھائی ابلیس لعین تھا۔ پس حوا نے اُس کے قسم کھانے سے یقین کر لیا کہ یہ سچ کہتا ہے اُس سے فریب کھا کر اُس درخت سے تین دانے گندم کے لئے ایک تو آپ کھایا اور دو دانے آدم کے لئے لائیں جب اُس کی بوئے شیریں

آدم کو بھی تو آدمؑ نے تخت سے کہا مجھے دور لے جا کے رکھ کہ اس کے کھانے سے اللہ نے منع فرمایا ہے۔ تخت نے اُن کو بارہ سال کی راہ میں وہاں سے لے جا کر رکھا۔ آپ تخت سے نیچے اُترے، وہاں بھی گندم جا موجود ہوا۔ غرض کہ جہاں کہیں آدم جا بیٹھتے گندم بھی وہاں جا موجود ہوتا۔ اسی طرح تخت نے اُن کو ہزار دس برس کی راہ جا کر رکھا وہاں بھی گندم جا پہنچا۔ بعدہٗ گندم کہنے لگا اے آدم جو کچھ خدا نے مقدر کیا ہے وہ پہنچے گا۔ اگر تم لاکھوں برس کی راہ میں جا رہو گے پھر اس سے کہاں گریز ہے۔

حاصل کلام حوا آدمؑ کے لئے دو دانے گندم کے لے گئیں تو وہ بولے یہ کیا چیز ہے؟ بولیں یہ درخت ممنوعہ کا پھل ہے۔ اس سے ایک دانہ میں نے کھایا۔ دو دانے تمہارے لئے لائی ہوں۔ آدمؑ نے کہا اس میں کیا لذت ہے بولیں حلاوت و شیرینی ہے۔ آدمؑ نے کہا نہیں کھاؤں گا کہ اللہ تعالیٰ سے اور مجھ سے عہد ہے کہ اس درخت سے میوہ نہ کھانا۔

قولہ تعالیٰ:

وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ	اور ہم نے اس سے پہلے آدمؑ سے عہد لیا تھا مگر وہ بھول
وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا (طٰہٰ ۱۱۵)	گیا اور ہم نے اس میں ہمت و استقلال نہ پایا۔

حوا جب مایوس ہوئیں آدمؑ کو دانے کھلانے سے پہلے ایک پیالہ شراب بہشت سے لا کر پلایا۔ بے ہوش ہو کر آدمؑ اُن سے دو دانے گندم کے لے کر کھا گئے اور عہد شکنی کی۔ ہنوز وہ دانے حلق کے نیچے نہیں اُترے تھے کہ تاج بہشتی اُن کے سر سے اُڑ گیا و تخت سے گر پڑے اور دونوں ننگے ہو گئے۔ جیسا کہ باری تعالیٰ نے فرمایا:

فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا	پھر جب انہوں نے اس درخت (کے پھل) کو کھایا تو ان کی
وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ	شرمگاہیں ان پر ظاہر ہو گئیں اور وہ لگے جوڑنے بہشت کے پتے
(الاعراف ۲۲)	اپنے (بدن) پر۔

وہ جس درخت کے پاس پتے لینے کے لئے جاتے تو وہ نہیں دیتا تھا۔ جب انجیر کے پاس گئے تو اس نے سر جھکا دیا اور کہا تم مجھ سے پتے لو اور ستر کو اپنے ڈھانکو آخر اس سے لے کر ڈھانکا اور درخت عود سے بھی لے کر ستر اپنا چھپایا۔ بعدہٗ جناب باری

سے آواز آئی اے انجیر کے درخت تو نے ان کے ساتھ سلوک کیا۔ میں نے تجھ سے خرابی و خشکی دُور کر کے یہ لذت دی کہ اگر کوئی ستر دفعہ تجھ کو چابے وہ نئی لذت تجھ سے اٹھائے اور درختِ عود کو خطاب ہوا اے عود سب کے پاس میں نے تجھے عزیز کیا کہ آگ پر دَم رکھ تجھ سے خوشبو لیں۔ بعدہٗ بہشت کے باشندے آواز دینے لگے کہ آدم و حوا دونوں خدا کی درگاہ میں عاصی ہوئے اور وہ دیوانوں کی طرح بہشت میں بھٹکتے پھرتے تھے۔ اللہ کی درگاہ سے تین دفعہ اُن کی پکار ہوئی۔ جواب اُس کا کچھ نہ دیا۔ جبرئیل اُن کے پاس آئے اور بولے اے آدم تجھے تیرا رب بُلاتا ہے۔ آدم نے کہا لبیک یا رب ہم حاضر ہیں اور تجھ سے شرمندہ ہیں:

وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (الاعراف ۲۲)

اور پکارا اُن کو اُن کے رب نے میں نے منع نہ کیا تھا تم کو اس درخت سے اور کہا تھا تم کو کہ شیطان تمہارا دشمن صاف ہے۔

اس پر حوا و آدم دونوں روتے ہوئے کہنے لگے، قولہ تعالیٰ:

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (الاعراف ۲۳)

کہا اے رب ہمارے ہم نے خراب کیا اپنی جان کو اور اگر نہ بخشے تو ہم کو اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم نامراد ہو جائیں

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَّلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ [1]

کہا تم اترو ایک دوسرے کے دشمن ہوئے اور تم کو زمین پر ٹھہرنا ہے اور کام چلانا ہے ایک وقت تک۔

ازاں بعد فرمانِ رب العالمین جبرئیل کو ہوا کہ آدم اور حوا اور سانپ اور مور شیطان ان سب کو بہشت سے نکال کر دنیا میں ڈال دو۔ جبرئیل آدمؑ کے پاس آئے اور اُن سے فرمانِ خداوندی بیان کیا وہ اس بات کو سُن کر گھبرا گئے اور بہشت کی جدائی سے زار زار رونے لگے۔ آخر ایک ٹکڑا لکڑی کا مسواک کے واسطے وہاں سے لیا اور وہ لکڑی پشت بہ پشت ان کے خاندان میں چلی آئی یہاں تک کہ وہ حضرت موسیٰ کے ہاتھ کا عصا بنی۔

پس حواؑ، آدمؑ، سانپؑ اور طاؤسؑ اور شیطانؑ ان پانچوں کو بہشت سے نکال

[1] (الاعراف ۲۴)

کر اول آدم کو سراندیپ[1] میں کہ ہندوستان کا ایک جزیرہ ہے ڈالا اور حوا کو خراسان میں میں اور طاؤس کو سیستان اور سانپ کو اصفہان میں اور شیطان کو کوہ دماوند میں ڈالا۔ اس وقت سانپ کے چار ہاتھ اور پاؤں مثل شتر کے تھے۔ اس ماجرے کے واقع ہونے کے باعث اللہ تعالیٰ نے اس سے لے لیے تاکہ وہ پیٹ کے بل چلے اور خاک پھانکے اور چاٹے اور آدم کو جب سراندیپ میں ڈالا وہ اپنے گناہ پر چالیس برس تک روتے رہے اور ان کے آبِ چشم سے نہریں جاری ہوئیں اور نہروں کے کناروں پر درخت خرما اور لونگ اور جائفل پیدا ہوئے اور حوا کے آنسوؤں سے مہندی اور سرمہ اور وسمہ پیدا ہوا اور جو قطرات ان کے آنسوؤں کے دریا میں گرے اُن سے مروارید پیدا ہوئے۔ تاکہ ان کی لڑکیوں کے زیورات بنیں۔ ایک روز جبرئیل علیہ السلام آدم کے پاس آئے اور کہا کہ اے آدم اپنی موت سے قبل حج کر لو۔ وہ موت کی خبر سنتے ہی ڈرے اور اٹھ کھڑے ہوئے اور حج کا قصد کیا۔ جس جگہ پر بھی اُن کا قدم جا گرا، وہاں گاؤں اور بستی آباد ہوئی اور جہاں کہیں انہوں نے منزل کی ان کے قدم کی برکت سے وہاں شہر بسا اور جب وہ مکے کے نزدیک پہنچے تو سب فرشتے وہاں حضرت کے پاس آئے اور کہا یا آدم دو ہزار برس ہوئے کہ ہم اس گھر کا طواف کرتے ہیں اور اُس وقت اس کعبہ کا نام بیت المعمور تھا۔

آدم و حوا کی دوبارہ ملاقات اور آدم علیہ السلام میدان عرفات میں جبلِ رحمت پر آرام کے واسطے جب بیٹھے تو حوا کو دیکھا کہ جدہ کی طرف سے آتی ہیں۔ انہوں نے اٹھ کر انہیں گودی میں اٹھا لیا اور دونوں زار زار رونے لگے۔ چنانچہ اُن کے رونے سے آسمان کے فرشتے بھی روئے۔ دونوں نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور خدا تعالیٰ نے اُن کی آنکھوں سے حجاب اٹھا لیا۔ انہوں نے عرش کی طرف نظر کی۔ قولہ تعالیٰ:

فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ	پھر سیکھ لیں آدم نے اپنے رب سے کئی باتیں پھر متوجہ
هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (البقرہ ۳۷)	ہوا اُس پر وہ برحق وہی ہے معاف کرنے والا مہربان۔

اور آدم نے ساق عرش پر یہ کلمہ دیکھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ آدم نے

[1] جس کو لنکا کہتے ہیں۔ ۱۱

کہا یارب اس محمد کی برکت سے جو تیرے نام کے ساتھ ہے ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری توبہ قبول کر۔ فوراً ہی جبرئیل علیہ السلام اُن کے پاس آئے اور کہا حق تعالیٰ نے تجھ پر سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر تو بہشت میں اس کا نام شفیع کے طور پر لاتا تو ہرگز میں تجھ کو دنیا میں نہ بھیجتا۔

پشتِ آدم سے ان کی ذریت کا ظہور پس آدم نے جب حج سے فراغت پائی تو حکم آیا اے جبرئیل آدمؑ کو وادیٔ نعمان میں (جو ایک میدان ہے) لے جا کر اپنے پروں کو ان کی پشت پر مل دے۔ جب جبرئیل نے ملا تب ذریت بے شمار ان کی پشت سے نکلیں۔ اس طرح پر کہ تمام عالم ان کی اولاد سے بھر گیا۔ پس آدم بولے یہ سب کون ہیں جبرائیل نے فرمایا یہ سب تمہارے فرزند ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اتنی مخلوق کی گنجائش زمین پر کیونکر ہوگی اگرچہ جسم ہر ایک کا چیونٹی سے بیشتر نہیں ہے اس پر بھی زمین ان سے بھر گئی۔ آواز آئی کہ اے آدم ان کی تدبیر میں نے آگے سے کر رکھی ہے آدمؑ نے کہا یارب العالمین کیا تدبیر ہے حق تعالیٰ نے فرمایا۔ بعض کو ان کے آباؤں کے اصلاب میں اور بعضوں کو امہات کے ارحام میں کسی کو روئے زمین پر اور کسی کو زیرِ زمین رکھوں گا۔ پھر آدم نے کہا خداوندا میرے فرزندوں کے کئی فرقے ہیں فرمایا کوئی مومن ہے کوئی کافر ہے کوئی تونگر ہے کوئی فقیر۔ کوئی خوشحال ہے کوئی غمناک پھر عرض کیا یہ سب مساوی ہوتے تو کیا خوب ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم میں اس سے خوش ہوں جو میرا شکر کرے۔ اس لئے خوشحال کو غمناک اور تونگر کو درویش اور مطیع کو عاصی نہ کیا تاکہ شکر کریں۔ پس اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ آدم کی ذریات کھڑی ہوں صف باندھ کر مشرق سے مغرب تک وہ سب کی سب اسی وقت کھڑی ہو گئیں جو لوگ کہ آدم کے داہنی طرف کھڑے تھے وہ سب کے سب مومن تھے اُن کے آگے صفِ اولیٰ میں انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے تھے اور جو لوگ ان کے بائیں طرف کھڑے تھے وہ سب کافر تھے اور ان کی صفِ اول میں جبار اور متکبر تھے۔

عہدِ الست بعدہٗ امرِ الٰہی ہوا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟) قَالُوْا بَلٰی (بولے سب ہاں ہے تو ہمارا پروردگار ہے) بعد اس کے حق تعالیٰ نے کہا۔ تم اپنے رب کو سجدہ

کر۔ پس جو لوگ آدم کے داہنی طرف کھڑے تھے وہ سب کے سب سجدے میں گئے اور جو لوگ بائیں طرف تھے ان سبھوں نے سجدہ نہ کیا پھر دوسری دفعہ حق تعالیٰ نے ارشاد کیا اُسْجُدُوْا (تم اپنے رب کو سجدہ کرو) تو جو لوگ دائیں طرف تھے ان میں سے کسی نے سجدہ کیا اور کسی نے نہ کیا اور جو کہ بائیں طرف تھے اُن میں سے بھی بعض نے نہ کیا۔ یہ حقیقت دیکھ کر حضرت آدم نے جناب باری میں عرض کیا کہ جو کچھ میں نے عجیب و غریب دیکھا اس سے تو مجھے آگاہ کر کہ جو لوگ میرے داہنی طرف کھڑے تھے پہلے حکم میں سب نے سجدہ کیا اور ثانی حکم میں ان میں سے بعض نے نہ کیا اور جو قوم کہ بائیں طرف ہے اول حکم میں انہوں نے سجدہ نہ کیا ثانی میں بعض نے کیا اور بعض نے نہ کیا اس میں کیا سرِ الٰہی تھا۔ ندا آئی "اے آدم جس قوم نے کہ اول و آخر میں سجدہ کیا وہ مومن پیدا ہوں گے اور مومن مریں گے اور جنہوں نے اول و آخر سجدہ نہ کیا وہ کافر پیدا ہوں گے اور کافر مریں گے اور جنہوں نے اول میں سجدہ کیا ثانی میں سجدہ نہ کیا وہ مومن پیدا ہوں گے اور کافر مریں گے نعوذ باللہ من ذلک اور جس نے ثانی حکم میں سجدہ کیا اور اول میں نہ کیا سو وہ کافر پیدا ہو گا اور مومن مرے گا"۔ حق تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم!

قَالَ هٰؤُلَاءِ فِي الْجَنَّةِ وَلَا أُبَالِيْ وَهٰؤُلَاءِ فِي النَّارِ وَلَا أُبَالِيْ	جو لوگ تیری داہنی طرف ہیں وہ سب بہشتی ہیں اس سے مجھے کچھ پروا نہیں اور جو کہ بائیں طرف کھڑے ہیں سو دوزخی ہیں مجھے کچھ باک نہیں۔

"اے آدم! نہ ان کی اطاعت سے مجھے کچھ فائدہ ہے اور نہ ان کی معصیت سے کچھ ضرر"

پھر ایک فرشتے کو حکم کیا کہ عہد نامہ یعنی عہد کا جو حکم فرمایا ہے اس کے سوا اور دین قبول نہیں"۔ انہوں نے لکھ کر اپنے منہ میں رکھا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حکم سے وہ فرشتہ پتھر ہو گیا۔ وہی فرشتہ خانہ کعبہ کے رکن میں رکھا گیا ہے اب اس کو حجر الاسود کہتے ہیں اور سب حاجی اس کو بوسہ دیتے ہیں پھر روز قیامت میں وہی پتھر فرشتہ ہو گا جس صورت پر پہلے تھا اور ہر ایک کا عہد نامہ کھولا جائے گا۔ جو شخص اپنے عہد نامہ پر قائم ہو گا اُس کو جنت ملے گی اور جو برخلاف ہے وہ دوزخی ہو گا۔

انبیاء سے عہد میثاق اور حق تعالیٰ نے پیغمبروں کے ساتھ روز میثاق میں فرمایا:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰي ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ (آل عمران ۸۱-۸۲)	جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے اقرار لیا کہ جو کچھ میں نے تم کو کتاب اور حکمت دی ہے پھر آئے تمہارے پاس کوئی رسول سچ بتانے تمہارے پاس آنے والے کو تو اُس پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے۔ حق نے فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس شرط پر میرا ذمہ لیا۔ سب بولے ہاں ہم نے اقرار کیا فرمایا تم شاہد رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ شاہد ہوں۔ پھر جو کوئی پھر جائے اس کے بعد تو وہی لوگ ہیں بے حکم۔

اور فرمایا تم سب ایک دوسرے کی رسالت پر گواہ رہو میں بھی تمہارا گواہ ہوں پھر فرمایا اے آدم تم شیث پر گواہ رہو اے شیث تم ادریس پر گواہ رہو۔ اے ادریس تم نوح پر۔ اے نوح تم ابراہیم پر اے ابراہیم تم اسمٰعیل پر اے اسمٰعیل تم اسحٰق پر گواہ رہو اسی طرح عیسیٰ تک اور فرمایا اے پیغمبرو تم سب رسالت پیغمبر آخر الزماں پر گواہ رہنا اور اپنی قوم کو وصیت کرنا کہ ان کی رسالت پر ایمان لائیں اور نصرت دیں یعنی نبیوں کے مقدمین بنی اسرائیل سے۔

دنیا میں ابلیس کی کارروائی کا آغاز
اور بت پرستی کا رواج

قصص الانبیاء سے واضح ہوتا ہے کہ شیث علیہ السلام کی اولاد میں اللہ کی محبت اور عظمت ایسی پیدا ہوئی کہ ان کے برابر سارے عالم میں کوئی دوسرا خاندان نہ تھا اور مہلائیل نام ان کے قائم مقام رہے وہ ایسے خوبصورت تھے کہ تمام جہان میں اُن کے برابر کوئی حسین نہ تھا۔ مغرب اور مشرق سے خلائق اُن کو دیکھنے آتی اور بہت آتی۔ آخر وہ بھی اپنے دین پر گزر گئے اور اُن کا بیٹا یرد نام سب سے بزرگ تھا اُن کے پاس زیارت کو خلائق اطراف سے آتی اور تحفہ تحائف بہت سے لاتی۔ جب اُن سے ملاقات نہ ہوتی تو مایوس ہو کر چلی جاتی۔

اولاد شیث کو ابلیس کا بہکانا ایک روز ابلیس لعین نے بصورتِ انسانی بن کر کہا کہ بھائیو تم لوگوں سے یرد بیزار ہے کیونکہ خلائق تحفے تحائف لے کر دور سے تمہارے والد مرحوم کے

دیدار کو آتی ہے لیکن نہ پاکر محروم ہو جاتی ہے۔ اب سب نے کہا کہ کیا کرنا چاہیئے۔ شیطان نے کہا تم کو ایک صورت اپنے والد کی شکل سے مشابہ بنانا چاہیے تاکہ خلائق اُس صورت کی زیارت کرے اور محروم نہ جائے تو اُس کے باعث تمہاری عزت و حرمت بڑھ جائے اگر ایسا نہ کروگے تو سارے عالم میں تم حقیر اور ناچیز ہو جاؤ گے۔ ابلیس نے جب یہ باتیں جتلائیں تب سبھوں نے اپنی رضامندی دے دی۔ ابلیس لعین نے حضرت مہلائیل کی صورت بنا کر ایک برقعہ اس کے چہرے پر ڈالا تمام خلق اللہ اطراف عالم سے آکر اس صورت بے جان کی زیارت کر کے چلی جاتی۔ ایک دو قرن یونہی گزرے۔ علم و عالم جب ان لوگوں میں سے کم ہوتے گئے اور گمراہی پھیلتی گئی تو شیطان مردود نے ان لوگوں کو بت پرستی میں ڈالا بعدہٗ دوسری ایک قوم بزرگ کو جا کر مغالطہ اور فریب دے کر کہا کہ تمہارے باپ دادا نے صورت مہلائیل کو پوجا۔ تمہیں بھی لازم ہے کہ اس صورت کی پرستش کرو کہ مہلائیل کی روح تم سے خوش ہے اور تم کو زیادہ دولت حاصل ہو۔ پس وہ لوگ بھی اس صورت کو پوجنے لگے رفتہ رفتہ تمام عالم میں بت پرستی پھیل گئی۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔

اولادِ ادریس کو ابلیس کا ورغلانا

شیث علیہ السلام کے بعد ادریس علیہ السلام پیغمبر ہوئے انہوں نے اسلام کو زندہ کیا یہاں تک کہ وہ بھی انتقال کر کے جنت میں داخل ہوئے چنانچہ قرآن شریف اس بات کا ناطق ہے وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا[1] (اور اٹھا لیا ہم نے اس کو اونچے مقام پر)، پس ادریس بہشت میں جا رہے اور ان کے سب فرزند فراق کی وجہ سے شب و روز گریہ و زاری میں تھے۔ ایک روز ابلیس اُن کے پاس آیا اور کہا تم مت رویا کرو میں تمہارے باپ کی سی ایک صورت بنا دیتا ہوں۔ تم اُس کو شب و روز دیکھا کرو اور اس سے سب درد تمہارے دل کا جاتا رہے گا اور تم سب خوش رہو گے۔ ابلیس علیہ اللعنۃ نے ایک ایسی صورت بنا دی کہ ان کی شکل میں اور اُس میں کچھ فرق نہ تھا۔ صرف اتنا ہی فرق تھا کہ یہ صورت بات نہ کرتی تھی اور آہستہ آہستہ یہ لوگ اُس صورت کی پوجا کرنے لگے۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بت پرستی مشرق سے مغرب تک تمام عالم میں پھیل گئی چار سو برس تک یہ حالت جاری رہی

---

[1] سورۃ مریم : ۵۷

حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم | بعدہٗ خداتعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو ان پر پیغمبر کرکے بھیجا تاکہ اُن کو ہدایت کی راہ بتائیں۔ وہ ایک مدت تک رات دن تلقین و ہدایت کرتے رہے مگر اُن کی قوم نے ان کی باتوں کو نہ سنا۔ اور شیطان کے بہکانے میں آکر بتوں کی پوجا کرتے رہے، اُن کے کئی بت تھے جن میں سے پانچ بڑے بتوں کے نام قرآن مجید میں بھی آئے ہیں یعنی وَدّ، سُوَاع، یغُوث، یعوق اور نسر۔ بالآخر جب حضرت نوحؑ ان سے مایوس ہوگئے تو ان کے لئے بددعا فرمائی اور ایک طوفان عظیم آیا جس میں وہ پوری قوم ڈوب گئی سوائے چند مومنین کے جو حضرت نوحؑ کے ساتھ کشتی میں سوار ہوگئے۔

سالم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے تو اس میں ایک انجان بڈھے کو دیکھا۔ حضرت نوح نے اس سے کہا تو یہاں کیوں آیا۔ اس نے جواب دیا کہ میں تمہارے یاروں کے دلوں پر قابو کرنے کو آیا ہوں تاکہ اُن کے دل میرے ساتھ ہوں اور جسم تمہارے ساتھ۔ حضرت نوحؑ نے فرمایا اے خدا کے دشمن نکل جا۔ ابلیس بولا کہ پانچ چیزیں ہیں جن سے میں ہلاک کرتا ہوں۔ ان میں سے تین تم کو بتاؤں گا اور دو تم سے نہ کہوں گا۔ حضرت نوح کو وحی ہوئی کہ اس سے کہو تین کی حاجت نہیں دوؔ بیان کر۔ ابلیس نے کہا انہیں دو سے میں آدمیوں کو ہلاک کرتا ہوں اور ان کو کوئی جھوٹ نہیں کہہ سکتا۔ ایک حسد کہ اُسی کی وجہ سے میں ملعون ہوا۔ دوسری حرص کہ آدم کے لئے تمام جنت مباح کردی گئی تھی مگر حرص کی مدد سے میں نے ان سے اپنا کام نکالا۔ اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔

ہود علیہ السلام اور قوم ثمود | حضرت نوحؑ کے بعد ہودؑ پیغمبر ہوئے اور ہود علیہ السلام کی امت نے بھی ہودؑ کی نہ مانی اور ان پر ایمان نہ لائے اور وہ آندھی اور ہوا سے ہلاک ہوئی مگر تھوڑے سے مشرف باسلام ہوئے۔ اُن کے لئے کہ آپ والی ملک جرہم کے پاس گئے اور کہا کہ عذاب الٰہی تو نے دیکھا اُس نے کہا ہاں آپ نے کہا کہہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ھُوْدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وہ ملعون بولا کہ جب تک تو اس قوم کو زندہ نہ کرے گا میں تجھ پر ایمان نہ لاؤں گا۔ وہ مردود یہ کہہ رہا تھا اُس وقت اس کے قدم کے نیچے ہوا نے آکر اس پلید کو دور کیا اور سخت عذاب نے آکر اس کو ہلاک کیا۔ ہودؑ نے چار سو برس کے بعد دنیائے فانی سے رحلت فرمائی اور سب

مومن ان کے لئے روئے اور ان کو دفن کیا۔

قوم ثمود کے ساتھ شیطان کا فریب ان کے پیچھے مومن سو برس تک اسلام پر قائم رہا اور اولاد مومنین بھی اپنے دین پاک پر مدت تک قائم رہی اور ایک عالم ان سے آباد ہوا اور دین و ایمان کی رہ خلق کو بتائی۔ ایک روز شیطان مردود اُن کے پاس آیا اور کہا کہ تم کس کو پوجتے ہو انہوں نے کہا کہ زمین و آسمان کے خدا کو پوجتے ہیں۔ ابلیس نے کہا کہ تم خدا کو دیکھتے ہو؟ انہوں نے کہا نہیں۔ شیطان نے کہا کہ تم اس پتھر سے ایک بت بنا کر پوجا کرو تاکہ روز قیامت میں وہ تمہارے لئے شفیع ہو۔ اُن لوگوں نے ایک بت بنا کر میدان میں رکھ دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ (اور کیسا کیا تیرے رب نے ثمود سے جنہوں نے تراشے پتھر وادی (قری)[1] میں)۔ اور اس بت کے چاروں طرف چھید کر کے اُس میں نقرہ یعنی چاندی پلادی اور تخت عظیم الشان بچھا کر ایک سونے کی کرسی رکھ کر اس بت کو اُس پر رکھ دیا۔ اس کے بعد ابلیس نے کہا تم اس کو سجدہ کرو۔ سبھوں نے سجدہ کیا اور کافر ہوئے اور ایک گنبد عظیم الشان بنا کر اُسے معبد خانہ قرار دیا نعوذ باللہ منہا اس کے بعد خدا تعالیٰ نے ایک پچھر بھیجا۔ اس نے گنبد میں چھید کر کے بت کے پاس جا کر خرطوم یعنی اپنی سونڈ اس کے سر میں پھنسا اور پھر کرسی سمیت اُس کو اٹھا لے جا کر دریائے محیط میں ڈال دیا۔ کافر یہ حال دیکھ کر متعجب ہوئے اور کہنے لگے اب کس کو ہم پوجیں گے۔

اس کے بعد خدا تعالیٰ نے صالح علیہ السلام کو اُس قوم پر بھیجا۔ انہوں نے تبلیغ رسالت کا کام انجام دیا اور نوبت نبوت رسالت حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل تک پہنچی ان کے متعلق کید شیطانی کا بیان آگے آتا ہے۔ ان کے بعد حضرت موسیٰ مرتبۂ رسالت و تکلم سے سرفراز ہوئے ان کا قصہ غایت شہرت سے محتاج بیان نہیں۔

بلعم بن باعور کو شیطان کا بہکانا حضرت موسیٰ کے بعد حضرت یوشع پیغمبر ہوئے۔ ان کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ ملک شام جباروں کے قبضہ سے نکال کر تم مصر میں جا رہو۔ آپ نے شہر ایلیا میں جا کر مخالفین اسلام کو قتل کیا اور شہر بلقا میں آئے یہ بڑا شہر پایۂ تخت بادشاہ

[1] وادی القریٰ ان کی بستی کا نام ہے۔ وہاں پہاڑ کھود کر انہوں نے گھر بنائے تھے اور بت تراشے تھے۔ (سورۃ الفجر: ۹)

کا تھا۔ سپاہ و رعیت بہت تھی۔ حضرت یوشع کو دیکھ کر خود بادشاہ با لشکر جرار مقابلہ کو آیا۔
ہر چند کہ شجاعت دکھائی کارگر نہ ہوئی۔ یوشع علیہ السلام نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ آخر کار زور کی
ہزیمت پائی اور بلعم باعور کے پاس جا کر اس سے دعا کے طالب ہوئے۔ یہ ایک نیک عالم
عابد شخص تھا اور مستجاب الدعوات بھی تھا۔ کافروں نے اس سے کہا کہ آپ مقبول خدا ہیں
ہمارے لئے دعا کریں کہ ہم دشمنوں پر فتح پائیں۔ اس نے کہا یوشع پیغمبر خدا ہیں اور سپاہ و لشکر
خدا کا فرستادہ ہم کو کیا مجال کہ ہم ان پر بد دعا کریں تم سب دین موسوی قبول کرو وہ نبی برحق
ہے۔ انہوں نے کہا ہم ہرگز دین موسوی اختیار نہ کریں گے اگر تم ہمارے لئے دعا نہ کرو گے تو
تم کو دار پر کھینچیں گے۔ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ بلعم بن باعور اس بات کو بھی
کے دل میں کچھ ڈر اگر دعا نہ کی۔ اس کی بیوی بہت خوبصورت تھی اور وہ اس پر عاشق اور فریفتہ
تھا۔ اس بادشاہ نے اس عورت کو بہت روپے دے کر راضی کیا کہ اپنے شوہر سے سفارش
کرے کہ وہ بنی اسرائیل کے لئے بد دعا کرے۔ وہ تو کمزور ایمان اور گمراہ تھی روپے کے لالچ
سے اپنے شوہر سے سفارش کی کہ تم ہماری خاطر بادشاہ کے لئے دعا کرو اور بنی اسرائیل پر بد دعا
کرو۔ پس بلعم باعور نے اپنی عورت کی خاطر اور اس بادشاہ کے خوف سے اور خدا سے ڈر کر
آخر حیلہ کیا اور فعل ناشائستہ بتایا کہ تم اپنی اچھی عورتیں جو دس بیس برس کی ہوں لشکر یوشع کی لشکرگاہ
میں بھیج دو۔ غالب ہے کہ وہ فعل ناشائستہ کریں گے۔ اس سے وہ ہزیمت پائیں گے اور تم
فتح [illegible] بادشاہ نے ایسا ہی کیا مگر وہ ثابت قدم رہے۔ پھر بلعم کی عورت اڑ گئی کہ اگر تم
بد دعا نہ کرو گے تو مجھے طلاق دے دو۔ ناچار جب بلعم نے چاہا کہ بد دعا کرے اسی وقت دو سانپ
حجرے میں سے نکل آئے اور اس پر حملہ کیا اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس بات کو جانے دے
مجھے شرم آتی ہے کہ خدا کو کیا جواب دوں گا۔ پیغمبر کی علمداری ہونا اس شہر میں بہتر ہے۔ اس کی
عورت بولی جب تک تم ان کے لئے بد دعا نہ کرو گے میں تم سے نہ بولوں گی۔ پھر اس نے چاہا کہ
خلوت میں بد دعا کرے مگر دو سانپ اس کو کاٹنے آئے۔ پھر اس نے کہا کہ تو خدا سے ڈرتی نہیں کہ
کیوں کر بد دعا کروں۔ عورت نے کہا یہ تم نے مکر کیا ہے تم میری بات نہیں سنتے تو طلاق دے
دو۔ بلعم ناچار ہو کر گھر سے نکلا اور اپنے گدھے پر سوار ہوا اور جنگل کی طرف چلا۔ راہ میں گدھا

چلنے سے رک گیا ہر چند مار مگر آگے نہ بڑھا۔ گدھے نے کہا یہاں سے واپس ہو بددعا نہ کر ورنہ آگ میں جائے گا۔ گدھے سے یہ بات سن کر وہ ڈرا اور راہ سے پھرا۔ اتنے میں ابلیس آدمی کی صورت بنا کر راہ میں اُس سے ملا اور کہا اے بلعم تو کیوں نیک راہ سے پھر تا ہے۔ وہ بولا یہ گدھا مجھے منع کرتا ہے کہ اس امر سے باز آ اور میں بھی جانتا ہوں کہ یہ بُرا کام ہے شیطان نے اُس سے کہا کہ جس نے تم کو راہ سے پھیرا وہ شیطان تھا۔ کیونکہ کبھی گدھے نے بھی کسی سے بات کہی ہے۔ مناسب یہ ہے کہ تو دعا کر بادشاہ کے حق میں اور بددعا کر بنی اسرائیل کے حق میں۔ بلعم باعور نے ان باتوں کو سُن کر پہاڑ کی طرف عزم کیا جہاں کہ بس کا چلہ تھا۔ وہ پاپیادہ وہاں گیا اور بددعا کی اور اُس کی بددعا سے بنی اسرائیل نے شکست پائی۔ یوشع نے سر زمین پر رکھ کر عرض کی یا الٰہی تو اس کا مرتبہ اور بزرگی چھین لے۔ اللہ نے اسم اعظم مع لباس تقویٰ بلعم سے چھین لیا۔ آپ نے سر سجدہ سے اٹھایا اور بنی اسرائیل کو اس کی خبر دی۔ حاصل کلام بغولے شیطانی وکید نفسانی سے بلعم بن باعور تباہ ہوا اسی بدبخت کا ذکر قرآن مجید میں ان الفاظ میں آیا ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ

(الاعراف ۵ ع ۱۷۶)

اور اے پیغمبر ان کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنا دیجئے جس کو ہم نے اپنی آیات عطا فرمائی تھیں مگر وہ ان کو چھوڑ نکلا پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا اور وہ گمراہوں میں شامل ہو گیا اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان احکام و آیات کے باعث بلند مرتبہ کر دیتے مگر وہ خود پستی کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے ہو لیا۔ سو اس کی مثال کتے جیسی ہو گئی کہ اگر تو اس کو ڈانٹے تو بھی ہانپے یا اس کو چھوڑ دے تب بھی ہانپے۔

موسیٰ کے زمانہ میں گائے کا قصہ | جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں اس گائے والے قصہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک شخص بنی اسرائیل میں مرد صالح نیک بخت تھا اس کا ایک چھوٹا سا بیٹا تھا اور ایک گائے تھی۔ اس نے اپنے بیٹے کے لئے اس گائے کو

خدا کے سپرد کیا کہ الٰہی جب میرا بیٹا بڑا ہو گا یہ گائے اس کو دیجیو اور وہ گائے جب بڑی ہوئی
تو جنگل میں اسے کوئی پکڑ نہیں سکتا تھا۔ جب وہ لڑکا جوان ہوا تو وہ نیک بخت صالح
اپنی ماں کی خدمت کرتا مطیع فرمان رہتا اور شب کے تین حصے کرتا پہلے میں سو رہتا۔ دوسرے
میں عبادت کرتا اور باقی میں اپنے باپ کی قبر کی زیارت کرتا تھا۔ جب صبح ہوتی جنگل و
میدان میں جا کے لکڑیاں چن لاتا اور بیچ کر اس کی قیمت کے بھی تین حصے کرتا۔ ایک حصہ
فقرا اور مساکین کو صدقہ کرتا اور ایک حصہ اپنی ماں کو دیتا اور تیسرے حصہ میں آپ کھا لیتا
ایک دن اس کی ماں نے اس سے کہا اے بیٹا تیرا باپ فلانے میدان میں تیرے لئے ایک
گائے خدا پر چھوڑ کر گزر گیا ہے تو جا ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق کے خدا سے مانگ تب وہ گائے
تیرے ہاتھ آئے گی اور اس گائے کی شناخت یہ ہے کہ وہ مثل شعاع آفتاب کے نظر آئے
گی۔ اس لڑکے نے میدان میں جا کر کہا الٰہی وہ گائے جو میرے باپ نے میرے واسطے اس
میدان میں چھوڑی ہے مجھ کو دے دے۔ وہ گائے خدا کے حکم سے سامنے آموجود ہوئی و
بولی اے لڑکے اپنے باپ کے فرمانبردار تو میری پیٹھ پر بیٹھ میں تیری فرمانبردار ہوں۔ اس نے
کہا کہ میری ماں نے مجھ کو تیری پیٹھ پر بیٹھنے کو نہیں کہا۔ مگر یہ کہا ہے کہ تجھ کو پکڑ کے لے جاؤں پس
وہ جوان اس گائے کو پکڑ کر اپنے گھر کی طرف لے چلا۔ اس وقت شیطان بصورت رکھوالے
کے اس کے پاس آ کے بولا اے جوان ٹھہر میں اس کا پاسبان ہوں اس پر اپنا اسباب لاد کے
اپنے گھر کو جانا چاہتا تھا۔ جب راہ میں کچھ حاجت پڑی میں اس میں مشغول ہوا یہ گائے مجھ سے
چھوٹ گئی تھی مجھ کو طاقت نہیں کہ میں اس کو پکڑوں آخر بھاگ گئی۔ اب میں نے اسے یہاں
پایا اب تم ہم کو سوار کر کے اپنے گاؤں تک پہنچا دو۔ جو اس کی مزدوری ہو مجھ سے لے لو۔ تو
اس جوان نے کہا جا خدا پر بھروسہ کر جب تیرا ایمان درست ہو گا اللہ تجھ کو منزل مقصود پر
پہنچا دے گا۔ ابلیس نے کہا اگر بیچو تو گائے میرے ہاتھ بیچ ڈالو۔ اس نے کہا میری ماں
نے مجھ سے گائے بیچنے کو نہیں کہا۔ یہ کہہ کر قدم آگے بڑھایا۔ اچانک ایک پرند جانور گائے
کے نیچے سے اڑ گیا اور گائے بھی اس کے ساتھ بھاگ گئی۔ اس نے پکار کر کہا اے گائے میرے
پاس آ۔ پھر گائے نے واپس آ کے اس سے کہا اے جوان جو مجھ کو لے جاتا تھا وہ پہچانا نہ تھا کہ

شیطان تھا کہ مجھ پر سوار ہو کے بچھڑا جب تو نے خدا کا نام لیا تو فرشتہ آیا اس نے مجھ کو چھوڑ دیا۔"
غرض وہ جوان گائے لے کر اپنی ماں کے پاس آیا۔ اُس کی ماں نے کہا اے بیٹا ہم غریب ہیں کچھ
پیسے روپے خرچ کھانے پینے کا نہیں گائے بیچ ڈال کہا کتنے میں؟ وہ بولی تین دینار کو۔ وہ
گائے کو بازار میں لے گیا۔ خدا نے فرشتہ بھیجی کہ گائے کی قیمت بتا دے۔ فرشتے نے پوچھا
کہ تم کتنے میں بیچو گے؟ وہ بولا تین دینار کو۔ فرشتے نے اُس کو بتایا اس گائے کو چھ دینار میں
بیچ۔ وہ بولا میری ماں نے چھ دینار پر بیچنے کا حکم نہیں دیا۔ اگر تم گائے کے ہم وزن دینار دو
گے تو بھی بے حکم ماں کے نہیں بیچوں گا۔ پھر جوان نے اپنی ماں سے جا کر کہا گائے کی قیمت
چھ دینار بازار میں ہوتے ہیں۔ ماں نے رضامندی دے دی۔ جب بازار میں آیا پھر اُس
نے بارہ دینار قیمت اُس کی بتا دی۔ پھر اُس نے ماں سے جا کر کہا اس کی قیمت بارہ دینار
ہوتی ہے۔ پس اُس کی ماں نے دریافت کیا شاید وہ شخص جو قیمت لگاتا ہے فرشتہ ہو گا ہم کو
فائدہ بتلانے آیا ہے۔ پھر وہ جوان جا کے دیکھتا ہے تو بازار میں وہ مرد وہیں کھڑا ہے اُس
نے اُس کو دیکھ کر کہا اب گائے کو مت بیچو اور اپنی ماں سے جا کر کہو کہ موسیٰ بن عمران کے آنے
تک اس گائے کو رکھیو کیونکہ بنی اسرائیل میں ایک شخص مر گیا ہے اور قاتل اس کا نامعلوم
ہے موسیٰ اس کو خرید لیں گے اور اس کے چمڑے بھر کے روپے وزن کر کے تم کو دیں گے جب
موسیٰ نے اس سے وہ گائے اُسی صفت کی پائی جو اللہ نے نشان بتایا تھا تو اس گائے
کو بیس زر سے لے کر ذبح کیا اور اُس کے چمڑہ بھر کے روپے اس کو دیئے۔ سورہ بقرہ میں
بنی اسرائیل کی اسی گائے کا ذکر آیا ہے۔

قارون کا بیان | قارون نفس شیطانی کی پیروی سے خود مجسم شیطان ہو گیا تھا۔ کہتے ہیں
کہ قارون حضرت موسیٰ کے چچا کا بیٹا تھا اور اس کو منور کہتے تھے۔ موسیٰ نے اپنی قوم سے
کہا کہ توریت کو ان تختیوں سے نقل کر کے پڑھو اور عمل کرو تب انہوں نے اس کی کتابیں
نقل کیں۔ حکم ہوا اے موسیٰ ان سے کہو کہ اس کتاب کو بہت زینت سے رکھیں حضرت
موسیٰ نے کہا یارب ہم زر نہیں رکھتے کس طرح سے توریت کو زینت دیں گے۔ پس جبریلؑ نے
کہا آ کر دیکھا اس کو میں نے تم کو بتلائی تھی کہ بچھڑے کو اس سے جلا ڈالنا وہ گھاس اور

یہ دو قسم کی گھاس طلا جس پر رکھو گے بہری قدرت سے اگر تانبے پر رکھو گے تو سونا ہوگا اور پیتل پر رکھو گے تو چاندی ہوگی۔ موسیٰ علیہ السلام نے ایک رقعہ کا توت کو لکھا اور ایک یوشع کو اور ایک قارون کو۔ تو قارون نے ان دونوں سے رقعے لے کر دیکھ لئے اور ان تینوں گھاس سے کیمیا گری سیکھ لی جب یہ علم اس کو ملا تو کثرت اس کے مال کی اس درجہ کو پہنچی کر چالیس خچر اس کے خزانے کے صندوقوں کی کنجیاں کھینچتے تھے جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے:

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ
عَلَيْهِمْ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ
مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ
(القصص ۷۶)

بلاشبہ قارون موسیٰ کی برادری میں سے تھا پھر وہ لوگوں پر زیادتی کرنے لگا اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے تھے کہ اس کے خزانوں کی کنجیاں طاقتور لوگوں کی ایک جماعت کو گراں بار کر دیا کرتی تھیں۔

جب حضرت موسیٰ نے اس کو زکوٰۃ کا حکم دیا اور فرمایا کہ ہزار دینار میں سے ایک دینار نکالا کرو یہ بھی اس پر شاق گزرا اور عناد شروع کیا قولہ تعالیٰ:

إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا
يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ۝ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ
اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ
مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ
إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ
اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۝ قَالَ إِنَّمَا
أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي
(القصص ۷۶-۷۸)

جب قارون کی قوم نے اس سے کہا کہ تو نازاں نہ ہو اور اترا نہیں یقیناً اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا اور جو کچھ اللہ نے تجھے دے رکھا ہے اس سے آخرت کے گھر کو طلب کر، اور دنیا میں سے بھی اپنے حصہ کو فراموش نہ کر اور جس طرح اللہ نے تجھ پر احسان کیا ہے تو بھی احسان کیا کر اور ملک میں فساد پھیلانے کا خواہشمند نہ ہو یقیناً اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ قارون نے جواب دیا کہ یہ سب کچھ میرے اس علم و ہنر کی وجہ سے ملا ہے جو مجھ کو حاصل ہے۔

الغرض قارون نے موسیٰ کی تابعداری سے نکل کر سرکشی شروع کی۔ اور سواری کے وقت ہزار جوان بلباس عمدہ اور جواہرات سے مرصع اور تین سو لونڈیاں، ہر دو لباس قیمتی پہنے مع خلخال یعنی جھانجن و تاج مرصع کے ہمرکاب چلتی تھیں۔ وہ لوگ اس کا تجمل اور

شان و شوکت دیکھ کر کہتے تھے کہ اے کاش وہ ہمیں ملتا جو قارون کو ملا ہے:

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ (القصص ۷۹)

پھر قارون اپنی پوری زینت و زیبائش کے ساتھ اپنی قوم کے سامنے نکلا تو وہ لوگ جو دنیوی زندگی کے طالب تھے کہنے لگے کیا خوب ہوتا کہ ہم کو بھی وہ ساز و سامان ملتا جو قارون کو دیا گیا ہے۔ واقعی قارون بڑے نصیبے والا ہے۔

جب حضرت موسیٰؑ نے اس کو ادائے زکوٰۃ کے واسطے تاکید کی تو اس نے بنی اسرائیل کے چودھریوں کو جمع کر کے کہا کہ تم سب باتوں میں موسیٰ کی تابعداری کرتے ہو اور اس کا حکم تم پر جاری ہے۔ اب وہ چاہتا ہے کہ زکوٰۃ کے بہانے سے تمہارا مال لے لے اور تم کو فقیر کر دے تم کیوں چپکے بیٹھے ہو جواب نہیں دیتے۔ وہ سب بولے کہ تو ہمارا سردار ہے جو کچھ تیری رائے میں آئے سو کر ہم سب تیرے تابع ہیں۔

قارون نے حضرت موسیٰؑ کو ذلت دینے کے لئے مصاحبوں سے مشورت کی۔ آخر ایک عورت فاسقہ زناکار کو تلاش کیا اور ایک طباق زر و جواہر کا اس کو دے کر یوں قرار کیا کہ جس وقت حضرت موسیٰؑ مجلس وعظ میں بیٹھیں اور مجمع بنی اسرائیل کا ہو تو مجلس میں آکر حضرت موسیٰؑ کے اپنے ساتھ زنا کرنے کا اقرار کرتا کہ بنی اسرائیل بے اعتقاد ہو کر حضرت موسیٰ کے حق میں توریت کا حکم جاری کریں۔ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ ہر ہفتہ میں ایک بار مجلس وعظ کیا کرتے تھے۔ جب لوگ جمع ہوئے تو قارون بھی نہایت شوکت اور تجمل کے ساتھ حاضر ہوا اور حضرت موسیٰ کے مقابلے میں بیٹھ کر استہزاء کرنا اور ہنسنا شروع کیا اور وہ فاحشہ بھی آکر مجلس کے گوشہ میں بیٹھی جب مجلس گرم ہوئی اور علم و عرفان اور اسرار الٰہی کے دریا حضرت موسیٰؑ کے سینہ میں جوش مارنے لگے وہ عورت اٹھی اور چاہا کہ قارون کی تعلیم کے موافق بہتان باندھے اور حضرت موسیٰ کے دامن پاک کو تہمت سے آلودہ کرے حضرت مقلب القلوب نے اس کی زبان کو پھیرا اور با آواز بلند بولی کہ اے بنی اسرائیل قارون حضرت موسیٰؑ کا دشمن ہے اس نے کل مجھ کو اپنے گھر لے جا کر ایک طبق زر و جواہر کا دیا اور کہا کہ مجلس عام میں حضرت موسیٰؑ پر بہتان باندھ اور موسیٰؑ کے اپنے ساتھ زنا کرنے کی گواہی

دے رکھی میں اب گواہی دیتی ہوں کہ موسیٰ پیغمبر خدا کا ہے اور نبی برحق ہے اور جو برائیاں کہ میں نے کی تھیں سب سے توبہ کرتی ہوں سُبحٰنک لا الٰہ الا انت انی کنت من الظلمین۔ بنی اسرائیل نے حیران ہو کر قارون کو ملامت کرنا شروع کیا۔ پھر تو بغضب موسیٰ جوش میں آیا اور اُسی وقت منبر سے اُترے اور خاک پر سر رکھ کر خدا سے عرض کی کہ خدایا تیرے دشمن نے میری ایذا کا قصد کیا اور چاہا کہ میری فضیحت کرے اگر میں تیرا رسول ہوں تو اس پر اپنا غضب نازل کر اور مجھ کو اس پر مسلط کر۔ فی الفور حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا اے موسیٰ سر کو اُٹھاؤ اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعا قبول کی اور زمین کو تمہارے حکم میں کیا جیسا چاہو ویسا کرو۔ حضرت موسیٰؑ نے سر اٹھایا اور فرمایا کہ اے بنی اسرائیل جیسے مجھ کو خدا تعالیٰ نے فرعون پر مسلط کر کے فتح دکھا یا نی عطا کی ویسے ہی اب مجھ کو قارون پر بھیجا ہے جو کوئی اس کا پیرو ہے وہ اس کے ساتھ رہے۔ سب اس سے علیحدہ ہو گئے مگر دو شخص نہیں ہوئے۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ یا ارض خذیہ اے زمین لے اس کو۔ زمین نے ٹخنوں تک قارون کو پکڑا اور بوقت مسخرے بولا کہ اے موسیٰ یہ کیا سحر ہے پھر جب بار دیگر حضرت موسیٰؑ نے زمین کو حکم دیا تو وہ گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔ اُس وقت وہ بہت ڈرا۔ ہر چند امان مانگی کچھ مفید نہ ہوئی بار بار وہ عاجزی کرتا تھا۔ حضرت موسیٰؑ نے التفات نہ کیا یہاں تک کہ وہ بالکل زمین میں دھنس گیا۔ بنی اسرائیل کے مفسد و حاسد کہتے تھے کہ موسیٰ نے قارون کو امان نہ بخشی۔ یہ بات حضرت موسیٰؑ نے سنی پھر دعا مانگی اور زمین کو حکم دیا تو قارون کا تمام مال و اسباب و فرش فروش و نقد و جنس مع حویلی دھنس گیا اور تحت الثریٰ تک چلا گیا۔ قارون کے زمین میں دھنسنے کا ذکر قرآن مجید میں ان الفاظ میں آیا ہے۔

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ۝ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ

پھر ہم نے قارون کو اور اس کے مکان کو زمین میں دھنسا دیا پھر اس کی مدد کو کوئی ایسی جماعت نہیں ہوئی جو خدا سے اس کو بچا لیتی اور نہ وہ اپنے آپ کو خود ہی بچا سکا۔ اور کل تک جو لوگ اس جیسا ہونے کی تمنا کر رہے تھے وہ کہنے لگے ہائے افسوس! بات تو یہ ہے کہ اللہ اپنے بندوں

مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۭ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ○ (القصص ۸۱-۸۲)

میں سے جس کے لیے چاہتا ہے روزی کو بڑھاتا ہے اور گھٹاتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہم پر احسان نہ کرتا تو ہم کو بھی دھنسا دیتا۔ افسوس واقعی بات تو یہ ہے کہ ناشکروں کو فلاح نصیب نہیں ہوتی۔

بلقیس پر تلبیس ابلیس جو کہ شیطانی سے سورج کو پوجتی تھی۔!

قرآن شریف میں ہے:

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ. (النمل ۲۴)

اور ان کے لیے شیطان نے اُن کے (بُرے) اعمال کو زینت دے دی ہے پس انہیں راہ راست سے روک دیا ہے اور وہ ہدایت نہیں پاتے۔

ناظرین کی واقفیت کے لیے ہم مختصر حال سلیمان و بلقیس کا پیش کرتے ہیں:

حضرت سلیمان کے پاس تین قسم کا لشکر تھا جنوں کا، آدمیوں کا، پرندوں کا۔ ایک روز پرندوں کے لشکر کی جانچ کی تو ہدہد کو نہ پایا فرمایا کہ جب وہ آئے گا تو اُس سے پوچھوں گا کہ کیوں غیر حاضر تھا۔ اگر وہ کوئی معقول وجہ بتائے گا تو خیر ورنہ میں اس کو ذبح کر ڈالوں گا۔ چنانچہ جب وہ آیا تو اُس نے شہر سبا کی شہزادی بلقیس کا واقعہ کہہ سنایا اور وہاں کے لوگوں کے شرک اور کواکب پرستی کی کیفیت حضرت سلیمان کے گوش گزار کی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ حال سُن کر بلقیس کے نام ایک خط لکھا کہ تو غیر اللہ کی پرستش چھوڑ دے اور مسلمان ہو کر میرے پاس آجا۔ اور یہ خط ہدہد کو دیا کہ لے جا کر اس تک پہنچا دے چنانچہ اُس نے تعمیل ارشاد کی۔ اور بلقیس کے سرہانے ڈال آیا۔ جب بلقیس کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط ملا تو اس نے اپنے لوگوں سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے۔ ان سب نے اپنا کام بلقیس ہی کے سپرد کیا اور کہا کہ جو کچھ تم کہو ہم اُس کی تعمیل کریں گے اگر تم سلیمان علیہ السلام کی اطاعت کرو گی تب بھی ہم تمہارے ساتھ ہیں، و اگر لڑو گی تب بھی ہم تمہارے ہمراہ ہیں۔ آخر بلقیس نے خود ہی سوچ کر کہا کہ لڑنا تو مصلحت نہیں مفت میں شہر برباد ہو گا لوگ ذلیل و خوار ہوں گے میں سلیمان کو تحفہ بھیجتی ہوں، دیکھوں وہ کیا جواب دیں گے۔ چنانچہ

وہ تحفہ جب سلیمان علیہ السلام کے پاس آیا تو آپ نے واپس کر دیا اور کہا کہ میرا مال و دولت
بفضل حق تمہارے مال و دولت سے بہت زیادہ ہے مجھے اس کی حاجت نہیں جلد اسلام
قبول کرو ورنہ ایسا لشکر جرار تم پر بھیجوں گا جس کا مقابلہ نہ کر سکو گے۔ جب بلقیس اپنے
مقام سبا سے بغرض اسلام لانے کے اور بارادہ حاضری خدمت سلیمان چل نکلیں تو
حضرت سلیمان نے اپنے لوگوں سے کہا کہ تم میں کوئی ہے جو بلقیس کے پہنچنے سے پہلے اس
کا تخت یہاں لے آئے۔ بلقیس کا تخت نہایت نفیس اور بہت عظیم الشان تھا۔ چنانچہ
ایک جن نے کہا کہ میں آپ کے دربار کے اُٹھنے سے پہلے اُس کو لے آؤں گا۔ مگر حضرت سلیمان
علیہ السلام کو یہ بات پسند نہ آئی۔ اس وقت اُن کے وزیر آصف بن برخیا نے جنہیں اسم
اعظم یاد تھا کہا کہ میں پلک جھپکنے سے پہلے لے آؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے اسم اعظم
پڑھ دیا اور وہ تخت آموجود ہوا۔ حضرت سلیمان نے اللہ پاک کا سجدۂ شکر ادا کیا اور بلقیس
آخر مشرف با اسلام ہوئی۔ اسی ملکہ سبا کے حضرت سلیمان کے پاس آنے، اپنے تخت کو
ان کے پاس دیکھنے اور حضرت سلیمان کے مطیع ہونے کا ذکر سورۂ نمل میں موجود ہے۔
شیطان کا گزر حضرت سلیمانؑ کے گھر میں۔ حضرت سلیمانؑ نے شہر صیدون پر حملہ کر کے وہاں
کے والی کو شکست دی اور اس کی بیٹی [illegible] سے نکاح کیا۔ ایک دن ابلیس لعین
نے آدمی کی صورت بنائی اور والی صیدون کی دختر سے جا کر کہا اے لڑکی یہ بڑی بات ہے کیوں اپنے
باپ کی صورت بنا کر نہیں پوجتی ہے کہ تیرے باپ کی روح تجھ سے خوش ہو جیسا کہ حیات
میں تجھ سے خوش تھا اور خبردار یہ بات سلیمان سے نہ کہنا۔ چنانچہ وہ دختر شیطان کے کہنے
سے اپنے باپ کی صورت بنا کر گھر میں مخفی پوجتی تھی اور دل میں اس حرکت ناشائستہ سے شاد
رہتی تھی۔ اسی طرح چالیس دن گزرے۔

ایک دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ جب سلیمانؑ نے اس دختر سے کہا کہ تو
ایمان لا اور مسلمان ہو تو تجھ سے نکاح کروں گا۔ وہ بولی میں مسلمان ہوں گی اور تمہاری
زوجیت قبول کروں گی اس شرط پر کہ آپ اجازت دیں کہ میں اپنے باپ کی صورت بنا
کر سامنے رکھوں اور اس کی صورت دیکھنے سے دل خوش کروں۔ غم ہجر بھول جاؤں۔

پس چونکہ اُس زمانہ میں تصویر بنانا شرع میں ممنوع نہ تھا اور سلیمان اپنی بی بیوں میں زیادہ اس سے پیار کرتے تھے اُس کو تصویر بنانے کی اجازت دی۔ تب وہ اپنے باپ کی صورت بنا کے اُس کو مخفی پوجتی تھی۔ کہتے ہیں اسی سبب سے سلیمان چند روز بلا میں مبتلا ہوئے۔ تخت اور حکومت سے معزول رہے۔

اس طرح بھی روایت ہے کہ والیٔ شہر صیدون کی دختر جنگبودے نے کہا کہ اے حضرت آج عید قربان ہے کچھ قربانی کیا چاہیے۔ ایک ٹڈی مجھے لا دیجیے میں قربانی کروں۔ سلیمان نے فرمایا ٹڈی میں گوشت نہیں ہوتا۔ اُس کو ذبح کرنے سے کیا فائدہ اُونٹ کی قربانی کرو اس میں ثواب ہے۔ وہ بولی نہیں ٹڈی ذبح کروں گی۔ غرض اس کی یہ تھی کہ جب سلیمانؑ صیدون میں جو کہ اس کے باپ سے لڑے تھے تو ٹڈی نے اس کے باپ کی آنکھیں کھا لی تھی۔ وہی بغض اُس کے دل میں تھا کہ اُس سے بدلے لے۔ اور سلیمان کو یہ بات یاد نہ تھی۔ سہواً فرمایا کہ اچھا منگوا کر ذبح کرو۔ تب اُس نے ایک ٹڈی کو منگوا کر عداوتاً ذبح کیا۔ پس سلیمانؑ کی عورت سے یہ دو گناہ ہوئے تھے کہ باپ کی صورت بنا کر پوجتی تھی اور سلیمانؑ کو معلوم نہ تھا اور دوسرے یہ کہ ٹڈی کو بے گناہ ذبح کیا تھا۔ ان دونوں معصیت کے سبب سلیمان چند دن بلا میں مبتلا ہوئے۔ پس اے مومنوں یہ بات محقق ہے کہ جس نیک مرد کے گھر میں بد عورت ہو اپنے شوہر سے چھپا کے گناہ کے کام کرے خواہ علانیہ خواہ مخفی تو لازم اور واجب ہے کہ عورت کے گناہ کے باعث اُس کے شوہر پر آفت نازل ہو بقول سعدی ؎

زن بد در سرائے مرد نکو ۔۔۔ ہم دریں عالم است دوزخ او

شیطان کا جادو کی لت یہودیوں میں ڈالنا | قرآن مجید میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ ۖ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ ۚ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ

اور یہود اُن باتوں کی پیروی کرنے لگے جن کو شیاطین نے سلیمانؑ کے زمانے میں نکالا تھا اور سلیمان کافر نہیں ہوئے لیکن شیطانوں نے آپ ہی کفر کیا تھا جو آدمیوں کو جادو سکھایا کرتے تھے اور اس جادو کو بھی سکھایا جو ہاروت ماروت فرشتوں پر بابل میں اُتارا گیا تھا اور وہ دونوں فرشتے جادو کو سکھاتے تھے

يَقُولَآ إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۖ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ ۚ وَمَا هُم بِضَآرِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ ۚ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۚ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَمَثُوبَةٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ خَيْرٌ ۖ لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ (البقرہ ۱۰۲-۱۰۳)

جب تک وہ نہ کہہ دیتے تھے کہ ہم تو صرف آزمائش کا ذریعہ ہیں۔ تو اس کو سیکھ کر کہیں کافر نہ بن جانا۔ پس یہود ان فرشتوں سے وہ باتیں سیکھتے جن سے میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالیں حالانکہ وہ یہود اس سے بغیر حکم خدا کے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے اور یہود وہ باتیں سیکھتے تھے جو ان کو ضرر دیتی تھیں نفع نہ دیتی تھیں اور وہ یہود یہ بھی جانتے تھے کہ جس نے جادو کو مول لیا وہ آخرت میں بے نصیب ہے۔ واللہ بہت ہی بری ہے وہ متاع جس کے عوض میں انہوں نے اپنی جانوں کو خریدا۔ کاش وہ اس خبر کو جانتے۔ اگر وہ ایمان لاتے اور پرہیزگار بنتے تو ثواب ان کو خدا کے پاس سے ملتا وہ ان کے لیے بہت ہی بہتر ہے اگر وہ سمجھدار ہوتے۔

ان آیات کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ یہود نے تورات پر عمل کرنا کچھ تو اپنی نفسانی خواہشوں کے سبب سے چھوڑا اور کچھ جادو اور شعبدوں کے پیچھے پڑ کر تورات کی عملی باتوں کو پس پشت ڈال دیا اور جادو کی دھت و شعبدوں کی لت ان کو ان شیطانوں کے میل جول سے پڑی تھی جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد سلطنت میں سلیمانی حکومت کے تحت تھے جس کا مختصر بیان یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو وہ سلطنت عطا مرحمت فرمائی تھی جس کے سبب سے آپ انسان جنات دیو پری جانور اور ہوا وغیرہ کے بادشاہ تھے۔ چونکہ جنات انسانی صورت میں اکثر بڑے بڑے کام قلعے، حوض، تالاب وغیرہ کے بنانے میں آدمیوں کے ہمراہ ہر وقت رہتے تھے اور وقت بے وقت نمودار اور عجیب شعبدے اور طرح طرح کے ڈھکوسلے آدمیوں کے دکھانے کو کرتے تھے اس پر آدمی بھی ایسے پیچھے کہ آخر کو سیکھ کر رہے۔

جب حضرت سلیمانؑ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے آصف بن برخیا کو فرمایا کہ تمام شیاطین کو جمع کرکے ان کے جادو اور شعبدے کی باتوں کو دفاتر میں لکھوا کر میرے تخت کے نیچے دفن کر دو اور یہ حکم جاری کر دو کہ آئندہ شیاطین جنات اور آدمی آپس میں ایک دوسرے سے میل جول نہ رکھیں۔ چنانچہ حضرت سلیمان کی زندگی تک ان دونوں میں میل جول نہ رہا پھر حضرت سلیمانؑ کی وفات کے بعد شیطانوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ حضرت سلیمانؑ جادو کے ذریعے حکومت کرتے تھے۔ اب اگر وہ دفاتر جو تخت سلیمان کے نیچے مدفون ہیں نکال لے سکیں اور تم اس پر عمل کرو تو اے انسانو تم بھی سلیمان ثانی بن جاؤ گے اور وہی سلطنت قاہرہ تم کو نصیب ہو جائے گی۔ چونکہ یہود نہایت درجہ کے لالچی اور طالب دنیا تھے۔ ان شیاطین کے کہنے پر جادو کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے اور دن رات اسی مشغلے میں اپنے نیک مبارک وقت کو صرف کیا کہ توراۃ کا عمل ان سے جاتا رہا اور جادو کی حرمت جو توراۃ میں تھی دل سے نکال دی اور بجائے حرام کے جادو کو حلال سمجھنے لگے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف جادو کی نسبت کرنے لگے اور یہ نہ سمجھے کہ یہ کفر کا فعل جادوگری شان سلیمانی کے خلاف ہے اسی لئے خدا تعالیٰ نے وما کفر سلیمٰن فرما کر ان کو ناجائز حرام فعل جادو سے بری فرمایا۔ یہود نے کچھ تھوڑا بہت جادو شیاطین سے سیکھا اور کچھ ہاروت ماروت فرشتوں کے سر ہو کر حاصل کیا۔ ہاروت ماروت کا قصہ معتبر تفاسیر میں اس طرح آیا ہے۔

قصۂ ہاروت ماروت | چونکہ شہر بابل میں شیاطین کی تعلیم سے جادو کا گھر گھر چرچا ہو گیا تھا اور ہر شخص اس کی تاثیر کا ایسا معتقد اور شیدائی بنا ہوا تھا کہ کرامت اولیاء اور معجزات انبیاء میں اور جادو میں کچھ فرق نہ سمجھتا تھا اور جادوگروں کی تعظیم و تکریم اولیاء اور انبیاء کی سی کرنے لگے تھے، اس لئے خدا تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ کے اظہار کے لئے دو فرشتوں ہاروت ماروت کو شہر بابل میں نازل فرمایا کہ وہ فرشتے جادو سیکھنے والوں کو کرامت اور معجزات اور جادو کی حقیقت بتا دیں اور یہ بھی ظاہر کر دیں کہ تم جادو مت سیکھو کیونکہ اس جادو سیکھنے میں تمہاری ایک قسم کی آزمائش اور امتحان ہے۔ تم جادو سیکھ کر میاں بیوی میں جدائی ڈالو گے اور یہ اعتقاد بے بنیاد اپنے دل میں جما لو گے کہ ہم نے جادو

کے زور سے زن و شوہر میں تفریق پیدا کر دی ہے حالانکہ بغیر حکم خدا کے جادو کچھ نہیں کر سکتا اور یہ بھی ظاہر کر دیں کہ جادو جب کہ سیکھنے والوں کو ہی ضرر اور نفع نہیں دے سکتا تو دوسروں کو کیوں کر نقصان اور نفع دے گا۔ پس عاقل کو ایسی باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ باوجودیکہ یہ لوگ اس کی حرمت کو توریت سے جانتے تھے پھر بھی ایسی مضر چیز کو سیکھتے تھے اور تھوڑی سی باقی حیات کے معاوضہ میں اس ذلیل چیز جادو کو اپنی جان دے کر خریدتے تھے کاش ان احمقوں کو اس بُری خریداری کا علم ہوتا اور اس چند روزہ زندگی کے بدلے اپنی عاقبت خراب نہ کرتے۔

رہا جادو کا سیکھنا تو وہ امام ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک کفر ہے اور جس شخص نے ایک دفعہ بھی کسی پر جادو کیا تو اس کو قتل کیا جائے گا۔ اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔

پیغمبروں کے ساتھ شیطان کے مکر وفریب

شیطان دشمنِ ایمان و انسان ہے۔ وہ انسان کو ورغلانے سے کبھی باز نہیں آتا اور کسی ہستی کو نہیں چھوڑتا۔ حتیٰ کہ پیغمبروں جیسی پاک ہستیوں پر بھی اس نے مکر و فریب کے جال ڈالنے کی کوشش کی۔ فضیل بن عیاضؒ اپنے بعض مشائخ سے نقل کرتے ہیں کہ ابلیس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا۔ اس وقت حضرت موسیٰؑ اللہ تعالیٰ سے باتیں کرتے تھے۔ شیطان سے فرشتے نے کہا "وائے ہو تجھ پر اس حالت میں کہ حضرت موسیٰؑ اپنے پروردگار سے باتیں کر رہے ہیں تو ان سے کیا خواہش رکھتا ہے۔" جواب دیا کہ میں ان سے وہی خواہش رکھتا ہوں جو ان کے باپ آدمؑ سے بہشت میں چاہتا تھا۔

ذیل میں ہم شیطان کے مکر انبیاء علیہم السلام کی بابت بیان کرتے ہیں:

حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ شیطان کے کرتوتوں کا حال ہم پہلے تفصیل سے بیان کر چکے ہیں، لیکن یہاں تسلسل کی غرض سے ان کا مختصر سا حال بیان کرتے ہیں

لے عجیب سا اگر دھوکا ہے کہ شیطے بنے جادوگر ... گئے ... کا جادو ... ہوا یہیں سے معلوم ہوا کہ جادو بھی حکم خداوندی کا تابع ہے اسی کے حکم سے چلتا ہے ۱۲ محمد سعید

ہائیوں اُس کی صورت بیمون کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئی اور پوچھا کہ تو کون ہے؟ حضرت حوا نے کہا کہ میں تیرے بدن کا جزو ہوں۔ حق تعالیٰ نے تیری بائیں پسلی سے مجھ کو پیدا کیا ہے آدم نے اپنی ہم جنس سے خوش ہو کر سجدۂ شکر کیا۔ آدم کا عقد حوا سے ہو گیا اور ان دونوں کو حکم ہوا کہ اے آدم و حوا تم دونوں اس بہشت میں رہو اور سب میوے اس بہشت کے کھاؤ مگر اس درخت کے نزدیک مت جاؤ۔

شیطان کا آدم کو نافرمانی پر آمادہ کرنا جب ابلیس نے آدم کو سجدہ نہ کیا اور رانده گیا اس سبب سے آتشِ کینہ اس کے دل میں شعلے مارتی تھی اور ہمیشہ اس تدبیر میں رہتا تھا کہ کسی صورت سے بہشت میں پہنچے اور آدم کو وہاں سے نکالے۔ پہلے تو طاؤس (مور) سے دوستی کی اور کہا کہ ہم تم ایک مکان میں رہتے تھے یہ التماس تجھ سے ہے کہ مجھ کو اپنے بازو پر بٹھا کر بہشت میں پہنچا دے کہ (میں اپنے دشمن سے بدلہ لوں) طاؤس نے اس بات سے انکار کیا اور کہا کہ یہ بات سانپ سے کہہ۔ تب شیطان سانپ کے پاس گیا اور اپنے فریب سے اس کو فریفتہ کیا۔ سانپ اس کو منہ میں رکھ کر بہشت میں لے گیا اور نگہبانِ بہشت کو مطلق خبر نہ ہوئی۔

پھر بکیا تھا ابلیس آدم و حوا کے پاس گیا اور رونا شروع کیا۔ حضرت آدم و حوا نے پوچھا کہ کیوں روتا ہے اور انہوں نے شیطان کو نہیں پہچانا تب شیطان نے کہا میں تمہارا خیرخواہ ہوں۔ مجھ کو تمہارے حال پر رونا آتا ہے کہ تم اس بہشت سے نکالے جاؤ گے اور بہشت کی نعمتیں تم سے سب لے لی جائیں گی اور لذتِ حیات سے دور موت کا مزہ چکھو گے۔ ان دونوں کو اس بات کے معلوم کرنے سے بہت غم ہوا۔ ابلیس نے کہا اگر تم میرا کہا مانو تو میں تم کو ایک درخت بتا دوں اگر تھوڑا میوہ تم اس کا کھاؤ تو ہمیشہ زندہ رہو گے اور موت کی صورت ہرگز نہ دیکھو گے۔ حضرت آدم نے پوچھا "وہ درخت کونسا ہے"۔ کہا "وہی درخت جس کے کھانے سے منع کیا گیا تھا" حضرت آدم نے اس بات کو قبول نہ کیا اور کہا کہ ہرگز مجھ سے خدا کی نافرمانی نہ ہوگی۔ جب شیطان نے قسم کھائی کہ میں تمہارا خیرخواہ ہوں۔ وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ اس کے بعد آدم وہاں سے ٹل گئے۔ شیطان نے حضرت حوا کی خدمت میں جا کر ان

کے دل میں وسوسہ ڈالا اور سانپ نے شیطان کے کہنے سے گواہی دی۔ حضرت حوا نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا کہ سانپ تو بہشت کا خادم ہے۔ وہ بھی شیطان کے موافق گواہی دیتا ہے۔ اب تو میں پہلے اس درخت کا پھل کھاتی ہوں۔ اگر یہ خلل ہو تو میرے واسطے خدا سے معافی مانگنا نہیں تو تم بھی کھانا۔ تاکہ ہم دونوں تمام عمر بہشت کی نعمتیں چین سے کھایا کریں۔

نقل ہے کہ جناب الٰہی نے تو ازل میں ٹھہرایا تھا کہ آدم کی اولاد مسلمان تو بہشت میں اور کافر دوزخ میں جائے گی اور اگر بہشت میں اولاد پیدا ہوتی تو دوزخ کیسے بھری جاتی۔ اس واسطے وہ درخت ان کے بہشت سے نکلنے کا سبب ہوا تاکہ دوست اور دشمن میں فرق ہو جائے اور بنی آدم کی قسمت میں جو مصیبتیں لکھی ہیں وہ پہنچیں۔

جیسے ہی آدم نے اس درخت سے حوا کی تاکید سے کچھ پھل کھائے اور وہ معدہ میں پہنچے، اس کی تاثیر سے لباس بہشتی ان کے بدن مبارک سے گر پڑا۔ اور بدن برہنہ ہو گیا بناچاری ستر عورت انجیر کے پتوں سے ڈھانکا۔ حکم الٰہی ہوا کہ اے آدم تیرے برہنہ ہونے کا سبب کیا ہوا۔ عرض کیا کہ سبب اس کا یہ ہوا کہ تیرے حکم پر عمل نہ کیا۔ پھر آدم نے کمال بے قراری سے عرض کیا۔ "الٰہی سانپ اور طاؤس کہ بہشت کے امین تھے ان کے بہکانے اور قسم کھانے سے یہ قصور ہوا۔" غرض اس جرم کی پاداش میں حوا کی بیٹیوں کو جننے کا درد اور حیض کی آلودگی اور خاوند کے حکم میں رہنا اور تابعداری کرنا مقرر ہوا اور آدم کو محنت و مشقت معاش کے واسطے مقرر کی گئی اور طاؤس اور سانپ کی صورت بھی بدل گئی اور سانپ کے لئے پیٹ کے بل چلنا اور مٹی کا کھانا مقرر ہوا۔

اس واسطے حکم الٰہی ہوا:

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۔ (سورہ طٰہٰ ۱۲۳) اترو بہشت سے طرف زمین کے اور آپس میں تم سب دشمن ہو ایک دوسرے کے۔

آدم و شیطان کی دنیا میں آمد اور ایک دوسرے سے دشمنی

پس آدم و حوا اور شیطان اور سانپ اور طاؤس روضۂ جنت سے منزل دنیائے دنی میں نہایت خواری و ذلت سے پھینکے

گئے اور ہمیشہ کے لیے ان میں دشمنی پڑی رہے گی۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

قصۂ ہابیل وقابیل اور مکر شیطان جب آدم و حوا اس دنیائے ناپائیدار میں آکر بس گئے اور ایک جگہ بیٹھ گئے تو حضرت حوا حاملہ ہوئیں۔ ہر حمل سے ایک بار ایک بیٹی اور ایک بیٹا توام پیدا ہوتے تھے۔ چنانچہ قابیل اور اس کی بہن قیمیا ایک حمل سے پیدا ہوئے اور ہابیل اور اس کی بہن یہود دوسرے حمل سے پیدا ہوئے۔ حضرت آدمؑ کی شریعت میں یوں دستور تھا کہ ایک پیٹ کی بیٹی اور دوسرے پیٹ کا بیٹا آپس میں بیاہے جاتے تھے۔ یہی حکم خدا تھا۔ قابیل نے باپ کا حکم قبول نہ کیا۔ تب حضرت آدم نے فرمایا کہ تم دونوں قربانی کرو جس کی قربانی قبول ہو قیمیا اس کے نکاح میں آجائے۔ اس زمانے میں قربانی کا یہ دستور تھا کہ دو شخص آپس میں جھگڑتے تو وہ دونوں اپنی اپنی قربانی پہاڑ پر رکھتے تھے اور ایک آتش سپید بے دود آسمان سے آتی تھی اور حق جس کی جانب ہوتا تھا اس کی قربانی کو تناول کرتی تھی۔ جب دونوں صاف راضی ہوئے تو ہابیل نے ایک مینڈھا تازہ اپنے گھر میں سے جدا کیا اور قابیل ایک ڈھیر گیہوں کا لے جاکر رکھ آئے۔ جب یہ دونوں پہاڑ پر قربانی کو رکھ آئے تو خدا کی قدرت سے ایک آگ آسمان کی طرف سے آئی اور قابیل کی قربانی پر کچھ اثر نہ کیا مگر ہابیل کی قربانی کو جلا ڈالا اور اس کا کچھ نشان باقی نہ رکھا۔ اسی سبب سے قابیل کے دل میں کینہ پیدا ہوا کہ اس کی قربانی قبول نہ ہوئی اور ہابیل کی ہوگئی۔ ہابیل کو قابیل نے ڈرایا کہ میں تم کو قتل کروں گا۔ ہابیل نے کہا کہ خدا تعالیٰ پرہیزگاروں کی قربانی قبول کرتا ہے اگر تو مجھ پر ہاتھ چلائے گا تو میں تجھ پر ہاتھ نہ ڈالوں گا۔ قابیل سنگ دل نے وقت فرصت پاکر ہابیل معصوم کے سر پر شیطان کی تعلیم سے ایسا پتھر مارا کہ ہابیل جان بحق تسلیم ہو کر شہید اکبر ہوا اور قابیل کی گردن پر یہ گناہ کبیرہ اور اس بدعت کا وبال قیامت تک باقی رہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔

کشتی نوح میں شیطان کا مکر شیطان دشمن انسان نوح کی کشتی میں بھی سوار ہوگیا اور وہاں بھی اپنے کرتوتوں سے باز نہ آیا۔ نقل ہے کہ حضرت جبرئیل نے فرمایا اے نوح کشتی پر سوار ہو اور اس کو پڑھو قولہ تعالیٰ:

وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَحِيمٌ وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ (ہود ۴) — کہا سوار ہو اس میں اللہ کے نام سے ہے اس کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ کے حکم سے ہے، تحقیق میرا رب بخشنے والا مہربان ہے اور وہ لے جاتی تھی ان کو بیچ موجوں مثل پہاڑ کے۔

یہ آیت جب پڑھی کشتی پانی پر رواں ہوئی اور جب آدمیوں کے بول و براز سے کشتی بہت غلیظ ہوئی تو نوح علیہ السلام نے الہام الٰہی سے ہاتھی کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا دو خوک اس کی ناک سے پیدا ہوئے اور انہوں نے سب غلاظت کشتی کی صاف کی اور ابلیس علیہ اللعنت نے خنزیر کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا اس کی ناک سے دو چوہے پیدا ہوئے نوح علیہ السلام نے کہا اے شیطان ملعون تجھے اس کشتی پر کون لایا۔ شیطان نے کہا جس وقت کہ آپ نے خر کو ملعون کہا میں جانتا تھا کہ آپ مجھے ملعون کہہ رہے ہیں لہٰذا اسی وقت میں سوار ہو گیا۔ چوہے جب کشتی کو کترنے لگے تب نوحؑ نے خدا کی بارگاہ میں فریاد کی۔ حضرت جبرئیل نے آ کر ان سے کہا کہ آپ شیر کی پیشانی پر ہاتھ پھیریں۔ نوح علیہ السلام نے ہاتھ پھیرا دو بلیاں اس کی ناک سے پیدا ہوئیں۔ انہوں نے سب چوہے کشتی کے کھا لئے۔ اسی دن سے بلی کی خوراک چوہے ہیں اور بلی دشمن ہے چوہوں کی۔ نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

اسمٰعیل ذبیح اللہ کا ذکر اور شیطان کا مکر

نقل ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہاجرہ کو فرمایا کہ اسمٰعیل کے سر کو کنگھی کر کے بالوں کو سنوار دو اور خوشبو سے معطر کر دو اور سرمہ آنکھوں میں لگا کر نہلا دھلا کر کپڑے اچھے پہنا دو کہ میرے ساتھ دعوت میں جائے گا۔ ہاجرہ نے نہلا دھلا کر کپڑے پہنا کر کہا تم اپنے باپ کے ساتھ ضیافت میں جاؤ۔ حضرت ابراہیمؑ چھری اور رسی آستین کے اندر چھپا کر ہاجرہ کے سامنے سے نکل آئے اور اسمٰعیلؑ ذبیح اللہ باپ کے پیچھے چلے اس وقت شیطان لعین عورت کے بھیس میں آ کر حضرت ہاجرہ سے بولا کہ اے بہن تمہارا اسمٰعیل کہاں ہے؟ آپ نے کہا کہ اپنے باپ کے ساتھ ضیافت میں

لہ بعض کہتے ہیں کہ جب نوح علیہ السلام ہر ایک جوڑا کشتی میں رکھنے لگے تو گدھے کی باری آئی [illegible] شیطان [illegible]
[illegible]

گیا ہے۔ شیطان نے کہا نہیں تو ضیافت میں نہیں گیا۔ افسوس اُس بیچارے کو ذبح کرنے کے واسطے لے گئے ہیں" حضرت ہاجرہ نے کہا معاذ اللہ تم نے سنا ہے کہ باپ نے بیٹے کو کبھی بے گناہ مارا ہے۔ ابلیس نے کہا کہ خدا نے انھیں حکم کیا ہے۔ ہاجرہ نے کہا کہ خدا کا فرمان ہے تو میں بھی اُس کی رضا پر راضی ہوں۔ اسمٰعیل ایسے ہزاروں بیٹے اس پر قربان ہیں" شیطان اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

پھر ابلیس حضرت اسمٰعیل کے پاس آیا۔ ایک کم سن بچے کے بھیس میں آکر کہا "اے یار کہاں جا رہے ہو" آپ نے کہا کہ باپ کے ساتھ ضیافت میں جاتا ہوں۔ شیطان نے کہا نہیں وہ تم کو ذبح کرنے کے لئے لے جا رہے ہیں۔ حضرت ذبیح اللہ نے کہا کبھی باپ بیٹے کو بے گناہ مارتا ہے تم نے سنا ہے۔ ابلیس نے کہا ان کو خدا نے حکم کیا ہے۔ تب حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ نے کہا۔ اگر خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے تو ہزار جان میری اُس کی رہ پر فدا ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ شیطان ٹوک دم وہاں سے بھاگا۔

جب ابراہیم واسمٰعیل دُور تک راہ طے کرتے چلے گئے تب اسمٰعیل ذبیح اللہ نے کہا کہ "اے باپ مجھے کہاں لے جاتے ہو" حضرت نے فرمایا قولہ تعالیٰ:

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی۔ (سورہ صافات ۱۰۲)

پھر جب اس کے ساتھ دوڑنے پہنچا تو کہا اے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تجھ کو ذبح کرتا ہوں۔ پس کیا دیکھتا ہے تو یعنی اس امر میں تم کیا کہتے ہو۔

اسمٰعیل نے کہا کہ اے باپ آپ خدا کے دوست ہیں۔ آپ کو سوتے میں یہ حکم ملا ہے تو جو حکم ملا ہے اُسے کر ڈالئے قولہ تعالیٰ:

قَالَ یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ (صافات ۱۰۲)

اسمٰعیل نے کہا اے باپ کر ڈال جو تجھ کو حکم ہوتا ہے۔ پائے گا اگر اللہ نے چاہا تو مجھ کو صبر کرنے والوں میں سے۔

اے باپ جلدی کیجئے کہ شیطان وسوسہ نہ ڈالے کیونکہ وہ چاہتا ہے کہ مجھے راہ سے بھٹکا دے۔ حضرت نے فرمایا کہ اس ملعون پر پتھر مار۔ تب باپ بیٹے دونوں نے اُس پر پتھر پھینکے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے سے کہا اب کیا صلاح ہے وہ بولے

کہ میری ہزار جان خدا کی راہ پر تصدق ہے۔ عین شکر ہے آپ نے خواب میں دیکھا شتابی کیجئے شتابی امر الٰہی بجا لائیے۔ قولہ تعالیٰ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۔ پھر جب دونوں نے حکم مانا اور پچھاڑا اسمٰعیل کو ماتھے کے بل، تاکہ بیٹے کا منہ سامنے نظر نہ آئے کہ محبت جوش کرے۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے فرمایا اے والد بزرگوار میری تین وصیتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ میرے ہاتھ پاؤں مضبوط باندھیے کہ جان نازک ہے۔ چھری کے زخم سے جنبش میں نہ آجاؤں۔ خدانخواستہ اگر ایک قطرہ خون کا تمہارے کپڑے میں لگ جائے گا تو میں قیامت کے دن گناہ میں گرفتار ہو جاؤں گا۔ عذاب خدا برداشت نہ کر سکوں گا اور دوسری یہ ہے کہ میرا منہ زمین کی طرف کر لیجئے تاکہ میرا منہ تم کو نظر نہ آئے اور میں بھی تمہاری طرف نظر نہ کر سکوں تاکہ آپس میں محبت جوش نہ کر سکے اور ہمارے تمہارے درمیان قصور یا کمی کا سبب نہ ہو اور تیسرے یہ کہ جب آپ گھر کی طرف تشریف لے جائیں تو میری والدہ دل جلی کی خدمت میں سلام کہہ دیجیے اور کپڑا خون بھرا دیجئے کہ یہ نشان تسلی کا ہے۔ اس لئے کہ دوسرا فرزند اور نہیں ہے۔

تب حضرت ابراہیم نے آستین میں سے رسی نکال کر ہاتھ پاؤں اُن کے مضبوط باندھے اور منہ زمین کی طرف کر دیا۔ پھر حضرت اسمٰعیل نے کہا کہ اے باپ میرے، ہاتھ کھول دیجئے جو بندہ کہ بھاگنے والا ہوتا ہے اُس کے ہاتھ باندھ کر مالک کی درگاہ میں لاتے ہیں۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نہ کھولے گلے پر چھری چلائی اور زور کیا مگر کچھ نہ کٹا۔ حضرت اسمٰعیل نے کہا اے باپ کیا چھری کی پشت سے ذبح کرتے ہو جو کاٹتی نہیں۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری پر خوب زور کیا۔ مگر کچھ نہ کٹا۔ پھر اسمٰعیل ذبیح اللہ نے فرمایا اے باپ چھری کی نوک گلے میں دبا کر زور کر دیجئے شاید کٹ جائے۔ حضرت نے ویسا ہی کیا اس پر بھی نہ کٹا چھری دستہ کے اندر اور دستہ حلق پر رہ گیا کچھ کارگر نہ ہوئی۔ اُس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے غصہ میں آ کر چھری کو زمین پر ڈال دیا۔ چھری نے کہا اے حضرت خدا مجھے کہتا ہے کہ کاٹ۔ مجھے کہتا ہے مت کاٹ۔ تمہیں ایک دفعہ فرماتا ہے مجھ کو ستر دفعہ منع کرتا ہے اور آپ کے حکم سے اللہ کا حکم بہتر ہے۔ اسی خوش ہو کر پیچھے سے ایک تکبیر

کی آواز آئی اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد اور جبرئیل کو دیکھا کہ تکبیر پڑھتے ہوئے سے قولہ تعالیٰ:

وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ۝ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ ۝ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓي اِسْحٰقَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ (صافات ۱۰۴-۱۱۳)

اور پکارا ہم نے اسکو یوں کہ اے ابراہیم تحقیق سچ کیا تو نے خواب کو تحقیق اسی طرح جزا دیتے ہیں احسان کرنے والوں کو جو اپنے عمل کو نیک کار بنائے ہیں پھر اُن کو قائم رکھتے ہیں تب وہ بے حد دیتے ہیں بیشک یہ صریح امتحان اور فدیہ دیا ہم نے اسکو ایک بڑی قربانی کے عوض اور باقی رکھا ہم نے اُن پر پچھلی خلقت میں کہ سلام ہے ابراہیم پر ہم یوں دیتے ہیں بدلہ نیکو کاروں کو وہ ہے ہمارے بندوں میں ایماندار اور خوشخبری دی ہم نے اسکو اسحٰق کی جو نبی ہوگا نیک بختوں میں اور برکت دی ہم نے اس پر اور اسحٰق پر اور دونوں کی اولاد میں کوئی نیک ہیں اور بدکار بھی ہیں۔

اللہ نے اُن کو مکر شیطان سے بچایا۔ یہی ہیں اس کے فرمانبردار بندے جو مکر شیطان سے بھی بچے اور اُن کی قربانی بھی قبول ہوئی۔

حضرت ابراہیم اور کید شیطانی ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت ابراہیم نے جب اپنی قوم کا بت خانہ خراب کر دیا تو پوری قوم نے متفق ہو کر نمرود سے جا کر فریاد کی کہ بت خانہ کی حرمت ابراہیم نے برباد کی۔ نمرود نے حضرت ابراہیم کے بُلانے کو وارنٹ نکالا اور بڑے طیش و غضب سے حضور میں بلایا۔ نمرود اور قوم نے کہا کہ یہ فعل ہمارے معبودوں سے کس نے کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بڑے بت نے کیا ہوگا۔ تم اُس سے پوچھو وہ تم سے نہیں چھپائے گا وہ تمہارا بڑا معبود ہے کیا اتنا بھی نہ بتلائے گا۔ الغرض مشرک اس بات کو سن کر لاجواب ہوئے اور سب اس شرمندگی اور خجالت سے بے تاب ہوئے اور ابراہیم نے فرمایا کہ ایسے معبودوں کی عبادت کا کیا حاصل ہے۔ جو بے زبانوں کو پوجے وہ بڑا جاہل

ہ یعنی بہشت سے ایک دنبہ آیا۔ حضرت ابراہیم نے آنکھیں پٹی سے باندھ کر چھری خوب زور سے چلائی۔ اللہ کے حکم سے کُند ہو گئی۔ حضرت جبرئیل نے بیٹے کو سرکا دیا اور اسی کی جگہ ایک دنبہ رکھ دیا۔ حضرت ابراہیم نے آنکھیں کھولیں۔ دیکھا تو اس کے بدلے میں دنبہ ذبح ہوا پڑا تھا۔

ہے۔ اس معاملہ کو دیکھ کر بہت لوگ مسلمان ہوئے۔ نمرود نے اس معاملہ کو دیکھ کر حضرت
کو قید کا حکم کیا اور اس پیغمبر مظلوم پر اس کافر نے بڑا ظلم کیا۔ کہا آگ میں جلاؤ اور غصے کی
آگ کا شعلہ ہمارے دل سے بجھاؤ۔ پھر تو دامن کوہ میں ایک سہا صد گز کا مکان بنایا اور
ملک ملک سے لکڑیاں جمع کرکے وہاں لاکر جلایا۔ آگ کا ایک ایک شعلہ اس درجے پر بلند ہوا
کہ راستہ پرندوں کے اڑنے کا اس کے سامنے سے بند ہوا۔ کوئی ذی دم اس کے نزدیک
نہیں جا سکتا تھا اور حضرت ابراہیم کے ڈالنے کی تاب نہیں لا سکتا تھا۔ پھر تو سب کافر
حیران ہوئے اور آپ کے آگ میں ڈالنے کی تدبیر سے سرگرداں ہوئے۔ تب شیطان نے
نقشہ منجنیق کا تعلیم کیا اور کہا کہ پہاڑ پر دو تین تھم گاڑو اور منہ جھولے کے جھلا کر آگ
میں ڈالو اور اپنے دل کی حسرت اس طرح سے نکالو۔ جب حضرت ابراہیم کو طوق و زنجیر
کرکے منجنیق پر بٹھایا تو آسمان و زمین کے فرشتوں نے رو رو کر شور مچایا کہ خداوندا تیرے خلیل
سے یہ کافر یہ معاملہ کرتے ہیں، ہم اس ظلم کے دیکھنے سے مارے رنج کے مرتے ہیں۔ ہم کو
حکم ہو تو ابھی چھڑا لیں اور تیرے دوست کو ان دشمنوں سے بچا لیں۔ حکم ہوا کہ اگر تم سے ابراہیم
مدد مانگے تو مدد کرو۔ دو فرشتے جو باد و باران پر موکل تھے حضرت کے پاس آئے اور بولے
کہ اگر حکم کرو تو ہوا اور بارش ایک پل میں اس کو بجھائے۔ آپ نے ان کا یہ کہنا منظور نہ کیا۔
جب آپ منجنیق سے باہر ہوئے جبرئیل امین فی الفور حاضر ہوئے اور کہا کہ کچھ حاجت ہو
تو فرمائیے تاکہ اس آگ سے ان ہی کافروں کو جلا دوں اور تم کو ان شعلوں سے بچا دوں۔ آپ
نے فرمایا کہ تم سے کچھ احتیاج نہیں، خدا اسی میں راضی ہے تو حاجت علاج نہیں۔ جبرئیل
امین نے عرض کی کہ خدا ہی سے سوال کرو اس مصیبت کے واسطے عرض حال کرو۔ حضرت
ابراہیم نے فرمایا کہ وہ خود خوب عالم ہے۔ میرے عرض حال سے کیا حاصل ہے۔ جب
اس بے نیاز نے ان کو راہ مستقیم پر پایا تو فرمایا:۔

یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراہیم[۱] ۔ اے آگ، ٹھنڈی اور راحت و آرام ہو جا ابراہیم پر۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر وہ آگ گلزار ہو گئی۔ کید شیطانی باطل ہوا۔ دشمن مقہور ہوئے۔

اغوائے شیطانی سے قوم لوط کی تباہی | راویان باخبر اس طرح کہتے ہیں کہ ابلیس ایک

---

۱ (الانبیاء ۶۹)

حسین لڑکے کی صورت میں بن کر ایک باغ میں آتا تھا اور ہمیشہ اُس کے پھل پھول کا نقصان کر جاتا تھا۔ جب باغ کا مالک اُس کو پکڑنے لگتا تو وہ بھاگ جاتا۔ جب باغ کے مالک کا بہت نقصان ہوا اور اس کے پکڑنے سے عاجز ہوا تو ابلیس نے کہا کہ اگر تو چاہتا ہے کہ میں باغ میں نہ آؤں تو تو مجھ کو اپنے تصرف میں لا یہ فعل کر۔ صاحب باغ نے کہا (بیت)

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار ☆ میں ممنونِ احسان ہوں کہ تجھ سے کروں گا وہ کام

غرض صاحب باغ تصرف میں لایا اُس ملعون کو اور ابلیس نے ہر ایک باغ میں جاری کیا اس معمول کو۔ اس قوم نے اس فعل بد میں اپنے آپ کو کیا مضبوط۔ جناب الٰہی کی طرف سے ہدایت کے واسطے مقرر ہوئے حضرت لوط۔ جناب جس قدر کہ اُن کے اس فعل بد سے منع کرتے وہ کافر زیادہ تر اس کام پر اصرار کرتے ہر چند کہ ان کو وعدہ وعید کیا اور حد سے زیادہ تہدید کیا پر وہ بضد ہوئے اور اس کام میں بہت مستعد ہوئے اور بولے۔ ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ[1]۔ اگر آپ سچے ہیں تو ہم پر عذاب لائیے۔ لوط ان کی دعوت سے باز نہ آتے تھے اور وہ ان کی عداوت سے ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔

اور حضرت لوط اپنے چچا ابراہیم کے طریق پر مہمانداری کرتے تھے جب ان کافروں نے حضرت لوط کے مہمانوں کو ستایا اور اُن کا آنا جانا ان کے گھر سے منع کر دیا تب آپ نے ناچار ہو کر درگاہِ جبار و قہار میں دعا کی اور ان کافروں کے غارت ہونے کی تمنا کی۔ جب حکمِ الٰہی سے جبرئیل امین فرشتوں کی فوج کے ساتھ مؤتفکات کے شہروں پر آئے اور بصورت حسین لڑکوں کے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس تشریف لائے حضرت لوط قوم کے خوف سے اُن کی مہمانی میں تاخیر کرتے تھے اور نہایت [illegible] تنگی سے اور شرم سے اُن سے یہ تعریض کرتے تھے کہ میں قوم کے ہاتھوں سے ناچار ہوں اور اُن کے بدفعلوں سے نہایت بیزار ہوں۔ جب دیکھا کہ مہمان میرے گھر رہا چاہتے ہیں اور ایما اور اشاروں سے نہیں جاتے تو شام کے وقت لا کر ان کو اپنے گھر چھپایا اور اپنی بی بی سے ضیافت کی تیاری کو فرمایا اور کہا کسی سے مت کہیو مہمانوں کا حال، اور اس مقدمہ میں کسی سے نہ کہیو [illegible]

---

[1] سورۃ عنکبوت: ۲۹۔

کافروں نے یہاں سے نکل کر قوم کو خبردار کیا اور بولی کہ ان لڑکوں کے حسن کی تعریف و توصیف نہیں ہو سکتی۔ اس خبر کے سنتے ہی وہ ان کے گھر پر آئے اور آپ کی خاطر عالی پر ملال لائے حضرت لوط نے نہایت عجز سے فرمایا کہ سنو میری نصیحت اور ان مہمانوں کے حق میں مت کرو مجھ کو فضیحت۔ اگر چاہو تو میری ان بیٹیوں کو اپنے نکاح میں لاؤ اور مہمانوں کو میری خاطر سے مت ستاؤ۔ ان کافروں نے کہا کہ تیری بیٹیاں ہم کو درکار نہیں۔ سوائے ان لڑکوں کے دوسرے سے سروکار نہیں۔ جب حضرت جبرئیلؑ نے حضرت لوط کو نہایت بیقرار پایا تو آہستہ سے ان کے کان میں یہ مژدہ سنایا۔ وَلَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ (یعنی ڈریئے نہیں اور بے خوف رہیئے)۔ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ (ہم ہیں تیرے رب کے بھیجے، ان سے نہیں پہنچیں گے وہ آپ تک) حضرت لوطؑ اس مژدہ کو سن کر بہت محظوظ ہوئے اور ان کافروں کی آفات سے محفوظ ہوئے۔ حضرت جبرئیل نے دروازے سے نکل کر اپنے پروں کی ہوا آنکھوں میں لگائی۔ خدا کی قدرت سے سب کی نظر سے جاتی رہی بینائی۔ وہ کافر اندھے ہو کر اپنے گھروں کو بھاگے اور رستے پڑتے گھروں کو پہنچے کوئی پیچھے کوئی آگے۔ مسلمانوں سے جبرئیل نے کہا کہ سلمان پیچھے یہاں سے چلنے کا اور تم میں کوئی پیچھے کو نہیں دیکھے گا۔ لوطؑ نے چلنے کی تیاری کی سب مسلمانوں نے آپ کی فرماں برداری کی اور بہت جلد وہاں سے روانہ ہو گئے۔ مگر قبیلہ ان کا یعنی بیوی پیچھے کو دیکھتی تھی کہ ناگاہ آسمان سے ایک پتھر اس کے سر پر آیا اور اس نافرمان کو راستہ عدم کا دکھایا۔ جبرئیل نے اس زمین کے ساتوں طبق ان چاروں شہروں سمیت اکھاڑ کر اپنے پروں پر اٹھائے اور آسمان کے قریب لے جا کر اوندھا گرا دیا اور ملائک نے پتھروں کا باران ان پر برسایا۔ آن کی آن میں سب ہوئے ہلاک اور زمین ان کی لاش سے ہو گئی پاک۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

حضرت ایوب علیہ السلام اور شیطان کا حسد روضۃ الاصفیا میں ہے کہ لگتا ہے شیطان لعین آسمان پر جا کر ملائک سے باتیں کرتا تھا اور کبھی درگاہ بے نیاز میں بعض التماس اور عرض اس کی قبول ہوتی تھی۔ جب ایوب علیہ السلام نے مرتبہ پیغمبری کا پایا بندگی اور خیرات

---

[1] عنکبوت ۲۹: ۳۳ [2] سورۂ ہود ۱۱: ۸۱

ان کی لگن سب پیغمبروں سے زیادہ تھی اور شیطان کو اُن کے حضور میں کسی طرح مجالِ وسواس نہ تھی
اس واسطے حسد کا شعلہ اُس کے باطنِ ناپاک میں مشتعل ہوا اور عداوت کرنی شروع کی۔
جناب کبریائی سے اُس کو ندا ہوئی کہ اے لعین ایوب بندہ صالح و شاکر ہے۔ اس پر تیرا
اغوا اثر نہ کرے گا۔ شیطان نے عرض کی کہ خداوند تو نے اس کو ثروت اور فراغت عنایت
کی ہے اور آنکھیں اُس کی اولاد کے دیدار سے روشن ہیں۔ کیونکر شکر تیرا بجا نہ لائے گا۔ اگر
تو یہ نعمتیں اس سے لے لیگا تو کبھی تجھ کو سجدہ بھی نہ کرے گا اور عبادت سے بیزار ہوگا۔
خطاب باری ہوا کہ اے ابلیس یہ گمان تیرا میرے بندے مخلص کے حق میں برخلاف ہے
شیطان نے کہا اگر تو مجھ کو اُس کے مال اور اولاد پر تسلط بخشے تو جب معلوم ہو کہ کیسی بندگی
کرتا ہے اور کس طرح شکر گزاری میں رہتا ہے۔ جناب بے نیاز نے فرمایا کہ ایوب کے مال
اولاد پر تجھ کو تسلط دیا۔ جب تو ابلیس نے خوش ہو کر اپنی ذریات اور چیلوں کو جمع کر کے
صورتِ حال ظاہر کی۔ بعض ذریات نے اس کے حکم سے حضرت ایوبؑ کی بکریاں اور بیل
پانی میں غرق کر دیئے اور شیطان نے بصورت چرواہے کے مویشیوں کے ڈوب جانے کا احوال
عرض کیا۔ حضرت ایوب نے فرمایا کہ شکر ہے اُس خدا کا جس نے اپنے فضل سے دیا تھا اور
عدل سے لیا۔ شیطان مایوس ہو کر پھر اپنی ذریات کو لے کر زراعت اور خرمن میں آگ لگا
دی اور پھر آ کر کہا۔ آپ نے جواب موافق سابق کے دیا۔ شیطان ملعون مغموم و محزون ہوا
اور اسی طرح ہر ایک اسباب کے ہلاک ہونے کی خبر کرتا تھا اور حضرت ایوب وہی جواب دیتے
تھے۔ پھر غائب ہو جاتا تھا۔ پھر اُس ابلیس پُر تلبیس نے اس مکان کو جہاں اولادِ باسعادت
تعلیم میں مشغول تھی اُن پر گرا دیا اور فرزندانِ سعادت مند اُس گھر کے گرنے سے دب گئے۔ پھر
اُس نے اس واقعہ جانکاہ کی خبر دی۔ پھر آپ نے صبر و استقلال سے جواب دیا۔ پھر اُس ملعون
نے حضورِ رب العالمین میں عرض کی کہ الٰہی ایوب جانتا ہے کہ اُس کو اس مال اور اولاد کے
بدلے بسبب صبر کے تو دوچند عنایت کرے گا۔ اس واسطے مضطرب نہیں ہوتا۔ اگر تو مجھ کو
اُس کے جسم پر تسلط اور اختیار دے دے جب اُس کی بندگی اور شکر گزاری معلوم ہو۔ جناب
باری نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو اُس کے بدن پر سوائے زبان اور دل اور کانوں کے مسلط کیا۔

ابلیس نے فرصت پا کر بصورت مرد ساحر کے آکر اُن کی ناک میں ہوا پھونکی۔ اُس کی حرارت تمام مزاج پر غالب ہوئی اور خارش بدن مبارک میں پیدا ہوئی اور گوشت اور پوست پھٹنے لگا اور مرض نے طول پکڑا اور عضائے شریف میں کیڑے پڑ گئے بدبو آنے لگی اور گھر والوں نے بستی سے باہر ایک جھونپڑی بنادی اور کسی بندۂ خدا نے اُن کی خبر داری نہ کی سوائے بی بی رحمت کے۔ رحمت ہو خدا کی اُس پر کہ انہوں نے اپنا سب کچھ اُن کے معالجے میں صرف کیا، جب سب املاک اور اسباب تمام ہو گیا تو بی بی صاحبہ مزدوری کرتی تھیں، نصف تو ان کی تندرستی کے واسطے صدقہ دیتیں اور باقی کا طعام خرید کر اُن کے پاس لے جاتی تھیں۔ اور جب حضرت ایوب کی حرم محترم مزدوری کو جاتی تھیں تو شیطان ملعون سر راہ پر کھڑا ہو کر منع کرتا تھا اور کہتا تھا کہ تو ایسی صاحب جمال ہے کس واسطے مزدوری کرتی ہے اور اپنی جوانی ایسے شخص کی خدمت میں کہ جس پر نظر غضب الٰہی کی ہے برباد کرتی ہے۔ یہاں ایک سردار نہایت مالدار اور صاحب اختیار ہے تو اس بیمار کو چھوڑ دے۔ میں تجھ کو اس کے نکاح میں لاؤں گا اور درجہ تیرا اوج عزت کو پہنچاؤں گا۔ وہ بی بی پاک اعتقاد اُس کافر کے کلام نافرجام پر مطلق التفات نہ فرماتیں اور شب کو تمام احوال اُن سے عرض کرتیں حضرت فرماتے تھے تو ہرگز اُس کی بات پر فریفتہ مت ہو وہ ابلیس ہے اور یہ باتیں اس کی از راہ اغوا و تلبیس ہیں۔

ایک روز شیطان نے طبیب کے بھیس میں آکر بی بی رحمت سے کہا کہ اس مرض کا علاج گوشت خوک (سُور) اور شراب انگور ہے۔ سوائے اس کے کسی دوا سے صحت نہ ہوگی۔ بی بی صاحبہ نے بامید تندرستی مزدوری کر کے یہ چیزیں بہم پہنچائیں اور حضور میں عرض کیا کہ یہ دوا ایک طبیب حاذق نے بتائی ہے۔ حضرت ایوب نے نہایت غصہ سے فرمایا کہ میں نے تجھ کو کہا تھا کہ وہ شیطان ہے تو نہیں جانتی یہ چیزیں ہم پر حرام ہیں۔ اگر میں اچھا ہو جاؤں گا تو سو لکڑیاں تجھ کو ماروں گا۔ بی بی رحمت باوجود ملامت کے خدمت گزاری میں کسی طرح کمی نہ کرتیں اور شب و روز باخلاص تمام خدمت میں حاضر رہتیں اور حضرت ایوب اس شدت اور مصیبت میں اسی طرح تحمل فرماتے تھے۔ ایک لحظہ وظائف

وعبادت سے تساہل نہ کرتے تھے چنانچہ ملائک افلاک اور باشندگانِ خطۂ خاک اس حال سے حیران ہوتے تھے۔ جب ابلیس ملعون کا کوئی فریب پیش رفت نہ ہوا اور کسی طرح کا تغیر حضرت ایوب کی اطاعت ور عقیدے میں نہ آیا تو آتشِ حسد سے اس ملعون کا دل جل گیا اور زمانہ آزمائش کا گزر گیا۔ عافیت وراحت کا پہنچا۔ حضرت جبرئیل امین اُس جھونپڑے میں آئے اور جنابِ الٰہی سے تندرستی کا مژدہ لائے اور کہا اپنا داہنا پاؤں زمین پر مارو۔ پاؤں مارتے ہی چشمہ گرم پانی کا زمین سے پیدا ہوا اور جبرئیل علیہ السلام کے اشارے سے اُس میں غسل کیا۔ تمام بدن کے مرض دور ہوئے۔ پھر جبرئیلؑ کے کہنے سے بایاں پاؤں زمین پر مارا۔ ایک چشمہ سرد خوشگوار نکلا۔ اُس میں سے آبِ حیات نوشِ جان فرمایا۔ تمام علت وزحمت باطنی وظاہری دفع ہوئی۔ حضرت ایوب لشکے مخلص بندوں میں سے ہیں یہ شیطان کا کید اُن پر نہیں چلا۔

حضرت موسیٰؑ سے شیطان کی ملاقات عبدالرحمٰن بن زیاد سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت موسیٰؑ کسی مجلس میں بیٹھے تھے اتنے میں ابلیس اُن کے پاس آیا اُس کے سر پر ایک ٹوپی تھی جس میں طرح طرح کے رنگ تھے وہ حضرت موسیٰؑ سے قریب ہوا تو ٹوپی اتاری اور سامنے رکھ لی پھر آکر سلام علیک کی آپ نے پوچھا تو کون ہے۔ بولا میں ابلیس ہوں۔ موسیٰ بولے خدا تجھے زندہ نہ رکھے تو کیوں آیا ہے کہنے لگا میں آپ کو سلام کرنے آیا ہوں کیوں کہ آپ کا مرتبہ اور آپ کی منزلت اللہ کے نزدیک بہت ہے حضرت موسیٰ نے پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے جو میں نے تیرے سر پر دیکھی تھی۔ کہا اس سے میں اولادِ آدم کے دلوں کو لبھاتا ہوں۔ پوچھا کہ بھلا یہ تو بتا کہ وہ کونسا کام ہے جس کے مرتکب ہونے سے تو انسان پر غالب آجاتا ہے جواب دیا جب آدمی اپنی ذات کو بہتر سمجھتا ہے اور اپنے عمل کو بہتر خیال کرتا ہے اور اپنے گناہوں کو بھول جاتا ہے۔ ”نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

ایک روز ابلیس حضرت موسیٰؑ سے ملا اور کہنے لگا اے موسیٰؑ اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنی رسالت سے برگزیدہ کیا ہے اور تجھ سے ہم کلام ہوا ہے۔ میں بھی خدا کی مخلوق میں شامل ہوں مجھ سے ایک گناہ سرزد ہو گیا ہے اب میں اُس سے توبہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ میرے پروردگار

سے میری سفارش کیجئے کہ وہ میری توبہ قبول فرمائے۔ حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو جواب ملا کہ ہم نے تمہاری درخواست قبول کی۔ اس سے کہو کہ وہ آدم کی قبر کو سجدہ کرے، ہم اُسے معاف کر دیں گے۔ حضرت موسیٰؑ نے ابلیس سے کہا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تو آدمؑ کی قبر کو سجدہ کرے تو تیری توبہ قبول ہو جائے گی۔ شیطان نے انکار کیا اور غصہ میں آکر کہنے لگا کہ جب میں نے آدم کو اس کی زندگی میں سجدہ نہ کیا تو اب اس کے مرنے کے بعد کیا سجدہ کروں گا۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

حضرت زکریاؑ کے ساتھ شیطان کا کید حضرت زکریا علیہ السلام کا حال قرآن شریف میں سورۂ مریم میں ہے۔ حضرت زکریاؑ حضرت مریمؑ کے خالو تھے اور بیت المقدس کے متولیوں میں تھے اور بڑھئی کا کام کر کے اپنے ہاتھ کی کمائی سے اپنی بسر کیا کرتے تھے اور کسی طرح کے مال کو ہاتھ نہ لگاتے تھے اس لئے اُن کے پاس کچھ مال و متاع نہ تھا صرف سلسلۂ نبوت کے ختم ہو جانے کے خوف سے ایک سو بیس برس کی عمر میں لڑکے کی دعا مانگی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی۔ چنانچہ یحییٰؑ پیدا ہوئے۔ اگرچہ یحییٰؑ دنیا میں زیادہ نہیں جئے لیکن بنی اسرائیل کے ہاتھ سے شہید ہو کر ہمیشہ کی نیک نامی سے گویا زندہ ہیں۔ اُس زمانہ میں بنی اسرائیل کی سلطنت کا مالک ایک عورت سے شادی کرنا چاہتا تھا اور توریت کے حکم سے وہ نکاح جائز نہ تھا۔ اس لئے حضرت یحییٰؑ نے اس نکاح سے روکا۔ اس بادشاہ نے غصہ میں آکر حضرت یحییٰؑ کو شہید کر ڈالا۔ حضرت یحییٰؑ جس جگہ شہید ہوئے تھے اُس جگہ زمین میں سے خود بخود خون اُبلتا تھا اسی عرصہ میں بخت نصر بنی اسرائیل پر چڑھائی کر کے آیا اور ستر ہزار بنی اسرائیل قتل کئے تب وہ خون اُبلنا بند ہوا۔ اس سبب سے حضرت زکریاؑ سے بنی اسرائیل آخر کو منحرف ہو گئے۔

جب حضرت زکریاؑ کو یہ بات معلوم ہوئی تو قوم میں سے نکل بھاگنے کا قصد کیا قوم کے ڈر سے جنگل کو بھاگ گئے۔ راستے میں ایک بڑا درخت دیکھا کہ اُس میں سے آواز نکلی کہ یا نبی اللہ مجھ میں آؤ۔ جب حضرت زکریاؑ نے ادھر توجہ کی تو وہ درخت بیچ میں سے پھٹا

یہ بادشاہ اپنی بھتیجی یا اپنی بیوی کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا تھا (م۔ م)

اور زکریا علیہ السلام اُس میں بیٹھ گئے۔ پھر درخت کے اجزا بدستور سابق مل کر متصل ہوگئے
مگر دشمنِ انسان شیطان نے ان کی چادر کا کونہ پکڑ لیا اور وہ باہر رہنے دیا جب بنی اسرائیل
ڈھونڈتے ہوئے آئے تب شیطان نے بصورتِ انسان ہو کر کہا کہ میں نے ایسا بڑا جادوگر
نہیں دیکھا کہ اپنے جادو کے زور سے درخت کو چیر کر اُس میں چھپ گیا۔ قوم نے چاہا کہ
درخت میں آگ لگا دیں تو اُس شیطانِ رجیم نے صلاح دی کہ اس طرح کا ایک آلہ بناؤ
اور اُس سے چیر ڈالو جس کو اس زمانے میں آرا کہتے ہیں۔ جب وہ حضرت زکریا کے سر مبارک
پہنچے تو سکانِ عرش بریں اور ملائک آسمان و زمین میں کھلبلی پڑ گئی مگر اس بادشاہ بے پروا
کی بے نیازی کو دیکھ کر لب نہ کھولتے تھے اور سوائے آہ سرد کے کوئی بات نہ بولتے تھے حضرت
زکریا نے چاہا کہ آہ کریں حکم ہوا کہ اگر آہ کی تو تیرا نام دفترِ نبوت سے مٹا دوں گا۔ کیا اُس
کی ذات بے نیاز ہے۔ سبحان اللہ دوستوں کے سر پر آرے چلتے ہیں اور دم نہیں مارتے اور
دشمن درختِ امید سے پھل چکھتے ہیں اور کفرانِ نعمت کرتے ہیں کسی کو مجالِ چون و چرا نہیں
ہے۔ جو چاہے سو کرے، اُسی کا حکم اُسی کا اختیار ہے۔ اس استقامت سے اس نبیِ عالی
ہمت نے جانِ شیریں کو جان آفریں کے سپرد کیا اور گروہ صابرین میں داخل ہوئے۔
اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝

حضرت یحییٰؑ و کیدِ شیطانی — حضرت ثابت بنانیؒ روایت کرتے ہیں کہ ابلیس حضرت یحییٰؑ پر
ظاہر ہوا۔ انہوں نے دیکھا کہ اس پر ہر قسم کے شکل یا یہ سمجھے کہ لگامیں ہیں۔ آپ نے پوچھا
کہ اے ابلیس یہ لگامیں کیسی ہیں جو تیرے پاس نظر آتی ہیں؟ کہنے لگا کہ یہ دنیا کی شہوتیں
ہیں جن میں فرزند آدم کو گرفتار اور مقید کرتا ہوں۔ حضرت یحییٰؑ نے پوچھا کہ کیا ان میں میرے
واسطے بھی کچھ ہے؟ کہا کہ جب آپ شکم سیر ہوتے ہیں تو نماز آپ پر گراں کر دیتا ہوں اور
ذکرِ الٰہی آپ پر بار ہو جاتا ہے۔ حضرت یحییٰؑ نے پوچھا کہ اس کے علاوہ اور بھی کچھ ہے؟
کہا بخدا اور کچھ نہیں ہے۔ حضرت یحییٰؑ نے کہا خدا کی قسم آئندہ ہرگز پیٹ بھر کر کھانا نہ
کھاؤں گا۔ ابلیس بولا خدا کی قسم اب کبھی کسی مسلمان کی خیرخواہی نہیں کروں گا۔
فَسُبْحَانَ اللّٰہِ ۔

حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ مکر شیطانی | تلبیس ابلیسؒ میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک پہاڑ کی چوٹی پر نماز ادا کر رہے تھے کہ ان کے پاس شیطان آیا اور کہنے لگا تمہارا یہی عقیدہ ہے نا کہ ہر شے قضا و قدر سے ہوتی ہے؟ جواب دیا کہ ہاں۔ بولا کہ اچھا تو اپنے آپ کو پہاڑ سے نیچے گرا دو اور کہو کہ میرے لیے یہ مقدر تھا۔ حضرت عیسیٰ نے کہا کہ اے لعین۔ اللہ تعالیٰ بندوں کو آزماتا ہے بندے اللہ تعالیٰ کو نہیں آزماتے۔

ہجرت نبوی کے دن ابلیس خبیث کا پیر نجد بن کر آنا | راویان صادق کی روایت ہے کہ جب ابوجہل لعین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مار ڈالنے کا کافروں سے مشورہ کر رہا تھا اس وقت ابلیس خبیث علیہ اللعنۃ ایک پیر مرد کی صورت بن کر ان کافروں کے پاس آیا اور کہا اے صاحبو! میں بندہ حارث والا نجد کا تمہاری مدد کو آیا ہوں۔ مال اور آدمی بہت رکھتا ہوں۔ اس وقت انہوں نے ابلیس کو جگہ دی اور اپنی مشورت میں شریک کیا۔ ابوجہل نے کہا کہ اے بڑے میاں محمد کے حق میں کیا تدبیر کریں؟ اس لعین نے کہا کہ اے ابوالحکم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ دیا اور اپنے جھوٹے دین کو خود بخود اب سے جاری کیا چاہتے ہیں۔ تم حاکم مکہ ہو۔ قوم تمہاری بیشمار ہے اور لشکر بیشمار اور محمد اس وقت تنہا ہیں۔ کیونکہ ان کے یار سب مدینہ کی طرف گئے ہیں۔ جس وقت کہ محمد اپنے بستر پر سوتے ہوں ایک شخص جا کے سر ان کا کاٹ لائے تاکہ کسی کو خبر نہ ہو۔ سب جاہل اس رائے کو پسند کی۔ یہ بات مقرر ہوئی تب ابوجہل نے کہا کہ اے یارو آج کی رات سر کاٹنا محمد کا منظور ہے۔ غرض کہ اس کام کے لئے تین آدمی جری کار آزمودہ کو قوم قریش میں سے مقرر کیا اور جبرئیل نے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ آج قریش کی مجلس میں یہ بات مقرر ہوئی ہے کہ آج کی رات سر آپ کا تن سے جدا کریں اور حکم جناب باری کا یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے بستر استراحت پر سلا کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لے کے ہجرت کر کے مدینہ کی طرف جاؤ کہ تمام کام اسلام کا وہیں سے انتظام پائے گا۔ ای آنحضرت نے حقیقت وحی کی حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بیان کی۔ جب رات ہوئی تو مرتضیٰ علی کو اپنے بستر پر سلا کر ابوبکر صدیق کو ہمراہ لے کر مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ

میں یکم ماہ ربیع الاول شب دوشنبہ کو نبوت کے تیرہویں سال اور شب معراج کے دو
مہینے بعد کہ اُس وقت عمر شریف آپ کی ترپن برس کی تھی ہجرت کی اور اُسی شب میں ان
بیس آدمیوں نے جو ابوجہل لعین نے چن رکھے تھے رسول اللہ کے گھر پر جا کر محاصرہ کیا اور
اللہ نے اُن پر خواب ایسا مسلط کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس محاصرہ سے نکل گئے ان
کو اصلاً معلوم نہ ہوا ایک ساعت کے بعد ابلیس نے مینہ سے اٹھ کر کہا کہ اے بیوقوفو
بھاگا چاہتے ہیں تب بیس آدمی تلواریں لے کر آنحضرت کے بستر پر دیکھ کر کہنے لگے محمد
رسول خدا کے بستر پر سو رہے ہیں۔ آپ سے پوچھا کہ محمدؐ کہاں ہیں حضرت علی مرتضٰی نے فرمایا مجھے
معلوم نہیں۔ پھر سب نے بہت تلاش کی نہ پایا آخر ابوجہل کو خبر کی جب شیطان نے کہا
اے ابوجہل میں جانتا ہوں کہ محمدؐ ابوبکرؓ کو ہمراہ لے کر مدینہ کی طرف بھاگے ہیں جلدی
پیچھا کرو تو ملیں گے ورنہ فوراً جبل ثور میں چھپ رہیں گے وہاں اُن کو پاؤ گے تب
تمام قریش نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خانہ تلاشی کی نہ پایا ازاں بعد مدینہ منورہ کی
طرف روانہ ہوئے وہاں جبرئیلؑ نے رسول اللہؐ کو خبر دی کہ تمام قریش آپ کے
ڈھونڈنے جاتے ہیں۔ سب غار جبل ثور میں چھپ رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کے ساتھ اس غار میں چھپ گئے اور حکم خدا سے مکڑی نے اُس غار کے منہ پر جالا تنا اور
کبوتروں نے وہیں انڈے دیئے اور جبرئیلؑ نے اُنکے خاک کو اُس پر جھاڑ دیا تاکہ
پرانا معلوم ہو اور کفار نہ پہچان سکیں۔ جب وہ بدخواہ اس غار پر پہنچ گئے ہر طرف تلاش کے
تئے ابلیس کو معلوم تھا اُس نے چاہا کہ آدمی بن کر پیغمبر خدا کو دکھلا دے۔ اُس وقت جبرئیلؑ
نے منہ پر شیطان کو دور کر دریائے محیط میں گرا دیا اور بدخواہ غار کے در پر آ کر تلاش کرنے
لگے کوئی کہتا کہ اس غار کے اندر گئے ہیں۔ کسی نے کہا نہیں۔ اندر کیونکر جائیں گے
منہ اس کا بہت تنگ ہے اور کسی نے کہا پھر یہاں سے کہاں گئے۔ اسی طرح غار پر کھڑے
کہہ رہے تھے کہ دو کبوتر اس غار کے منہ سے اڑ گئے۔ جب کبوتر کے انڈے اور مکڑی کا جالا
اور خاک اور کوڑا اس پر پڑا ہوا قریش نے دیکھا تو وہاں سے پھر آئے اور آنحضرت تین دن
اس غار کے اندر یاد مولیٰ میں مستغرق رہے اور حضرت ابوبکرؓ نے جو دیکھا کہ اس غار کے

چاروں طرف بچھو اور سانپ کے سوراخ بہت تھے تو اپنے بدن کے کپڑے [illegible]
سوراخوں کو بند کیا۔ صرف ایک سوراخ رہ گیا کپڑا ختم ہونے کے سبب ایک سوراخ
باقی رہا وہ بند نہ ہو سکا۔ ایک زہریلے سانپ نے چاہا اس سوراخ سے نکل کر حضور کا
قدم بوس ہو۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ کی نظر اس پر پڑی اس وقت آپ نے اپنا پاؤں
سوراخ کے منہ پر رکھ دیا اور اس کے آنے کی راہ بند کی۔ تب اس خواہش مند سانپ
نے ابوبکر صدیقؓ کے پاؤں میں کاٹا اور زہر نے غلبہ کیا۔ تمام صورت میں زہر کا اثر پہنچا لیکن منہ سے
منہ نہ ہٹایا۔ مثل ستون کے قائم رہے۔ آنحضرتؐ جب خواب سے فارغ ہوئے تو یہ حال دیکھ کر فرمایا
اے ابوبکرؓ کیا حال ہے تمہارا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے دیکھا کہ ایک سانپ
اس سوراخ سے نکلتا تھا۔ اس واسطے میں نے اپنے پاؤں سے اس کو بند کیا تو اس سانپ
نے میرے پاؤں میں کاٹا اور اس کے زہر نے مجھ پر غلبہ کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا پاؤں کھینچ
لو۔ ابوبکر صدیقؓ نے اپنا پاؤں کھینچ لیا۔ وہ ایک سانپ سوراخ سے نکل آیا اور عرض کیا
یا رسول اللہ جب میں نے دیکھا کہ ابوبکر صدیق آپ کی قدم بوسی سے مجھ کو محروم کرتے ہیں،
اس واسطے میں نے ان کو کاٹا۔ یہ کہہ کر ایمان لایا اور زیارت سے مشرف ہو کر اندر گھس گیا
اور آنحضرتؐ نے اس زخم پر لعاب دہن لگا دیا حق تعالیٰ نے شفا کامل بخشی۔

جنگ بدر میں شیطان کی حرکتیں | منقول ہے کہ جنگ بدر کے روز جب کافر جمع ہو کر مسلمانوں
کے مقابلہ کے لئے میدان پر بیٹھے تو راہ میں ان کو شیطان ایک بوڑھے شخص کی صورت میں ملا
کہنے لگا میں بھی مسلمانوں کا دشمن ہوں تمہاری رفاقت کو آیا ہوں اور جنگ کا بڑا ماہر ہوں ان
کو ہمت دلائی کہ آج کے روز ان مخالف مسلمان لوگوں میں سے کوئی تم پر غلبہ پانے والا نہیں
ہے۔ میں تمہارا حمایتی اور ساتھی ہوں۔ الغرض ان کو خوب ہمت دلا کر ورغلا کر لڑائی کے
لئے لایا لیکن جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں اور مسلمانوں کے لئے مدد غیبی آئی اور
اس نے فرشتوں کو اترتے دیکھا تو وہ کافروں کو چھوڑ کر الٹے پاؤں بھاگا اور کہنے لگا میں تم سے
بری الذمہ ہوں۔ میں تمہارے ساتھ نہیں کیونکہ میں ایسی چیزیں دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں
دیکھ رہے (یعنی فرشتے)۔ میں خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ بڑی سخت سزا دینے

والا ہے۔ اسی واقعہ کا بیان سورۂ انفال میں آیا ہے۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَّكُمْ ۖ فَلَمَّا تَرَاءَتِ الْفِئَتَانِ نَكَصَ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكُمْ إِنِّي أَرَىٰ مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ ۚ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ○ (انفال: ۴۸)

اور اس وقت کا ان سے ذکر کیجیے جب کہ شیطان نے ان (کفار) کو ان کے اعمال خوشنما کر کے دکھلائے اور کہا کہ لوگوں میں آج تم پر غالب آنے والا کوئی نہیں ہے اور میں تمہارا حامی ہوں۔ پھر جب دونوں جماعتیں (کفار اور مسلمین کی) ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں تو وہ الٹے پاؤں بھاگا اور یہ کہا کہ میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں ہے میں ایسی چیزوں کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو نظر نہیں آتیں (یعنی فرشتے) میں خدا سے ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شیطان سے سوال و جواب

ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے قبرستان کی طرف نکلے۔ پس ابلیس ایک بوڑھے کانے شخص کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اس کی اچھی آنکھ کی درازی اسکی ناک کی درازی کے برابر تھی۔ اور اس کے سر پر تاج تھا جس پر گل زینت جواہر وغیرہ آویزاں تھے۔ اور اس کی کمر میں پٹکا بندھا ہوا تھا جس پر ایک رسی تھی۔ اور اس کے ہاتھ میں گھنٹی تھی۔

اُس نے کہا: "السّلام علیکم یا محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم)"۔

لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔

ابلیس نے پھر کہا: سَلَامُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ (تم پر اللہ کا سلام ہو)۔

سرورِ عالمؐ نے فرمایا: "یعنی سلام خدا کی طرف سے ہے تیری جانب سے نہیں۔ لیکن تو خدا کا دشمن ہے اور اپنا دشمن ہے"۔

پھر آپؐ نے فرمایا: "یہ کُلاہ جو تیرے سر پر دھری ہے کیا ہے؟"

ابلیس نے کہا: اے محمد! یہ دنیا ہے اپنی آرائش کے ساتھ۔ میں اس کو رغبت کرنے والوں کے دلوں میں زینت دیتا ہوں۔

آپؐ نے فرمایا: یہ کیا ہے جو میں تیری کمر میں دیکھتا ہوں؟

ابلیس نے کہا: یہ پٹکا دنیا کی خواہشیں ہیں۔ میں ان خواہشوں کو بنی آدم کے دل میں ظاہر کرتا ہوں یہاں تک کہ وہ کسی خواہش کو جو اُن پر مقدر ہو نہیں چھوڑتے۔

آپؐ نے فرمایا: یہ گھنٹی تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟

ابلیس نے کہا: جب میں دو شخصوں کو جھگڑتے ہوئے دیکھتا ہوں تو ان دونوں میں جھگڑتے ہوئے ہلاتا ہوں۔ پس وہ دونوں سب بُرے کام کرتے ہیں اور

سب جھوٹ اور بہتان کہتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا: تو میرے حق میں اور میرے ساتھیوں (صحابہؓ) کے حق میں کیا کہتا ہے؟

ابلیس نے کہا: تم تو معصوم ہو یعنی بے گناہ اور پاک۔ میں تم سے کبھی نزدیک نہیں ہوا ہوں۔ (یعنی مجھے تمہارے نزدیک آنے کی قدرت نہیں)۔ ابوبکرؓ نے ایامِ جاہلیت میں بھی میری اطاعت نہیں کی ہے تو حالتِ اسلام میں وہ کیونکر میرے مطیع ہوں گے۔ رہے عمرؓ تو جس روز سے وہ مسلمان ہوئے ان کے غلبہ اور قوتِ دین سے بھاگتا ہوں۔ رہے عثمانؓ، تو میں ان سے شرماتا ہوں جیسے اُن سے آسمانوں کے فرشتے شرماتے ہیں۔ رہے علیؓ، تو اپنے کو اُن سے بالکل سلامت نہیں رکھ سکتا ہوں۔ ہمیشہ مغلوب رہتا ہوں۔ رہے آپؐ کے باقی ساتھی (صحابہؓ) تو میں اور وہ کتنے احوال میں جمع ہوتے ہیں وہ ایک بار غلبہ کرتے ہیں اور دسواں حصہ میری اطاعت کرتے ہیں۔ میں ان سے ایک پلک بھی جدا نہیں ہوتا ہوں مگر اس وقت جب کہ وہ خدا کو یاد کرتے ہیں[1]۔

آپؐ نے فرمایا: تیرے کتنے دشمن ہیں؟

ابلیس نے کہا: پندرہ دشمن ہیں اور پہلے دشمن آپ ہیں۔

یہ سن کر نبی کریمؐ خوش ہوئے کہ جو شخص زیادہ بغض رکھتا ہے ابلیس سے وہ زیادہ محبت رکھتا ہے اللہ کی۔

اس کے بعد آپؐ نے پوچھا: میں کس لئے تیرا پہلا دشمن ہوں؟

ابلیس نے کہا: اس لئے کہ آپؐ نے مجھے قہر دینے کے لئے دینِ اسلام کو ظاہر کیا

---

[1] یعنی اکثر اصحاب ہمیشہ یادِ خدا میں مصروف و مشغول رہتے، اگر چہ کبھی کبھی حاجاتِ ضروری کے سبب اکل و شرب اور دیگر دنیاوی باتوں سے مشغول ہوتے ہیں۔ پس بھی اطاعت اور بجز وری خدا و رسول ہے کہ ایک دم بھی مذہب اور شریعت کے اوامر و نواہی پر ہر وقت سرگرم رہتے۔ پس عامل امر و نہی ذاکر خدا کے برابر ہے، کیونکہ خدا کو فراموش کرتے تو ایسا نہ کرتے۔ حاصل کلام تمام اصحاب کی جناب میں ابلیس کے دخل اور فریب کو گزر نہیں۔ ۱۲

اور جو کچھ میرے اور لوگوں کے درمیان تھا اس کو فاسد کیا۔ (یعنی میں پہلے لوگوں کو گمراہ کرتا تھا وہ اب نہیں کرسکتا)۔

پھر ابلیس نے کہا: اور دوسرا دشمن امام اور حاکم عادل ہے اور تیسرا دشمن تواضع کرنے والا امیر اور چوتھا دشمن سچا معاملہ کرنے والا سوداگر، اور پانچواں دشمن خدا کا خوف رکھنے والا، اور متواضع عالم۔ اور چھٹا دشمن نصیحت اور خیر خواہی کرنے والا مومن، اور ساتواں دشمن حرام کھانے پینے دیکھنے کرنے سے پرہیز کرنے والا۔ اور آٹھواں دشمن رحم دل اور نواں دشمن جو توبہ پر قائم ہے، دسواں دشمن وہ ہے جو ہمیشہ پاک اور وضو سے رہے۔ گیارہواں دشمن سخی اور بارہواں دشمن زیادہ صدقہ اور خیرات کرنے والا۔ اور تیرھواں دشمن زکوٰۃ کا ادا کرنے والا اور فطرہ اور قربانی کرنے والا جو واجب ہیں، اور چودھواں دشمن حافظِ قرآن ہے جس نے فقط اللہ ہی کے واسطے حفظ کیا ہو اور اُس پر عمل کرتا ہو۔ اور پندرھواں دشمن رات کو جاگ کر عبادت کرنے والا یہ سب دشمن خدا کے دوست ہیں۔

نبی کریم نے فرمایا: تیرے دوست میری امت میں کتنے ہیں؟

ابلیس نے کہا: میرے دوست گیارہ قسم کے ہیں۔ (۱) بادشاہ ظالم، عدل و انصاف نہ کرنے والا۔ (۲) تکبر کرنے والا۔ (۳) وزن اور ناپ میں کمی کرنے والا سوداگر۔ (۴) شراب پینے والا۔ (۵) سود بیاج کھانے والا۔ (۶) چغلی کھانے والا۔ (۷) ناحق قتل کرنے والا (۸) ناحق یتیم کا مال کھا جانے والا۔ (۹) زکوٰۃ نہ دینے والا۔ (۱۰) آخرت پر دنیا کو ترجیح دینے والا۔ (۱۱) دراز امید رکھنے والا یعنی ہزاروں سال زندہ رہنے کی امید رکھنے والا۔

نبی کریم نے فرمایا، تو اپنے کو نماز کی حالت میں کیونکر پاتا ہے؟ (یعنی جب لوگ نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں)۔

ابلیس نے کہا: جب لوگ نماز میں کھڑے رہتے ہیں تو مجھ کو تپ لرزہ پکڑ لیتا ہے۔

نبی کریمؐ نے فرمایا: اور ان کے روزہ رکھنے کے وقت تیرا کیا حال ہوتا ہے؟

ابلیس نے کہا: قیدی ہوتا ہوں۔

نبی کریمؐ نے فرمایا: حج و جہاد کے وقت تیرا کیا حال ہوتا ہے؟

ابلیس نے کہا: اس وقت میرے دونوں ہاتھ میری گردن پر باندھے جاتے ہیں (یعنی مشکیں باندھی جاتی ہیں)۔

نبی کریمؐ نے فرمایا: صدقہ و خیرات کرنے کے وقت تیرا کیا حال ہوتا ہے؟

ابلیس نے کہا: اس وقت گویا خیرات کرنے والا آرے کو پکڑتا ہے اور میرے سر پر رکھتا ہے اور مجھ کو کاٹ کر دو ٹکڑے کرتا ہے اور پھر اس کو پھینکتا ہے آدھا مشرق کی طرف اور آدھا مغرب کی طرف۔

نبی کریمؐ نے فرمایا: کس لئے ایسا تیرا حال ہوتا ہے اے ملعون!

ابلیس نے کہا۔ اس لئے کہ ان خیرات کرنے والوں کے لئے صدقہ دینے میں تین خصلتیں ہیں یعنی تین مرتبے۔ مجھ کو ان مرتبوں پر صبر نہیں (میں انہیں برداشت نہیں کرسکتا)، پہلا مرتبہ یہ کہ خدا اس کا قرضدار ہوتا ہے اور دوسرا یہ کہ صدقہ دینے والا بہشت کے وارثوں میں ہو جاتا ہے۔ اور تیسرا یہ کہ صدقہ دینے والا میری گمراہی سے چالیس دن تک محفوظ ہو جاتا ہے پھر کونسی مصیبت مجھ پر اس سے بڑی ہو سکتی ہے۔

نبی کریمؐ نے فرمایا: آیا تو جانتا ہے کہ کل کتنے شیطان ہیں؟

ابلیس نے کہا: اے نبی کریمؐ! میں اس بات پر مامور ہوں کہ آپ سے سچ کہوں۔ جانئے (اے نبی کریمؐ) کہ تمام آدمیوں کا شمار چوپائے جانوروں کا دسواں حصہ ہے اور آدمی اور چوپائے پرندوں کا دسواں حصہ ہیں اور آدمی، چوپائے اور پرندے جنات کا دسواں حصہ ہیں اور آدمی، چوپائے، پرندے اور جنات سب شیطانوں کا دسواں حصہ ہیں اور آدمی، چوپائے، پرندے، جنات اور شیطان سب یاجوج، ماجوج کا دسواں حصہ ہیں اور آدمی، چوپائے،

پرندے، جنات، شیطان اور یاجوج ماجوج آسمان کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہیں، اسی طرح انتہا تک ساتوں آسمانوں کے۔

نبی کریمؐ نے فرمایا: تو کونسی خصلتوں سے میری امت کی ہلاکی کو پہچانتا ہے؟

ابلیس نے کہا: جب وہ مجھ سے تین خصلتیں قبول کریں گے تو قیامت تک ہلاک ہوں گے۔ پہلی خصلت بخیلی ہے کہ وہ سب گناہوں کا سر ہے۔ دوسری بازی و بیہودگی، وہ کفر کی شاخ ہے اور تیسری اپنے گناہوں کو فراموش کر دینا۔

نبی کریمؐ نے فرمایا: میری اُمت مرحومہ ہے۔ خدا تعالیٰ ایک ساعت کی توبہ کرنے سے اس کے پچاس برس کے گناہ مغفرت کرے گا

ابلیس نے کہا: سچ فرمایا، اے نبی کریم! میں آپ کی اُمت کے بعض افراد کو اُس چیز کا حکم دوں گا جو اُن کے اعمال کو باطل کر دے۔

نبی کریمؐ نے فرمایا: تو اُن کو کس چیز کا حکم دے گا؟

ابلیس نے کہا: جہاں تک آپ کی اُمت کے بوڑھے مردوں کا تعلق ہے میں اُن کو ایسی چیز کا حکم نہیں دیتا جو اُن سے نہ اٹھائی جا سکے اور وہ اس کام میں میری اعانت نہ کریں۔ البتہ میں ان کو حکم دوں گا جھوٹ کہنے اور غیبت کرنے اور جھوٹی گواہی دینے اور نماز میں سُستی کرنے اور عبادت میں ڈھیل دینے کا یعنی بوڑھوں سے ایسے گناہ بھی طور سے ادا ہوتے ہیں۔ اور جو نوجوان ہیں تو اُن کو حکم دوں گا جھوٹ کہنے اور غیبت کرنے اور جھوٹی گواہی دینے اور بدی اور بدفعلی اور بدکاری کرنے اور تکبر اور غرور کرنے اور حرام کی طرف دیکھنے کا یعنی جس کو دیکھنا مسلمانوں کو حرام ہے۔ رہے لڑکے تو وہ ہماری بغلوں کے نیچے ہیں۔ اُن سے جس طرح چاہتے ہیں ہم بازی کرتے ہیں۔ اور رہیں بڑھیاں، تو ان کو حکم دیتا ہوں بہتان لگانے اور بیہودہ باتیں کرنے، جادو کرنے، لوگوں کی آبرو ریزی کرانے اور نماز کی تحقیر کرنے کا۔ رہیں جوان عورتیں، تو میرے اور اُن کے درمیان کوئی اختلاف یا

کی لعنت نہیں ہے، البتہ ہزار میں سے صرف ایک عورت میری مخالف ہوگی۔ اسی طرح جوان مرد بھی ہزار میں سے ایک۔ (یعنی تقریباً تمام جوان مرد میرے مطیع ہیں)۔

اور قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے قیامت تک زندہ رہنے کی مہلت دی ہے، آپ کی اُمت میں سے جو شخص بھی نیکی کرنے کی نیت کرتا ہے میں ضرور اس کے ساتھ ایک شیطان لگا دیتا ہوں جس کو "متقاضی" کہتے ہیں۔ وہ شیطان اس شخص سے تقاضا کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی نیکی لوگوں کو بتاتا ہے اور (اس طرح) خدا پر اپنا احسان رکھتا ہے[1] اور جو شخص بھی نماز کا قصد کرتا ہے میں اس کو نماز پڑھنے سے غافل کر دیتا ہوں، یہاں تک کہ اُس کا وقت فوت ہو جاتا ہے اور اگر وہ نمازی میرے فریب کے جال میں نہیں پھنستا تو اُس کی طرف آدمیوں کو متوجہ کر دیتا ہوں تاکہ وہ اس کو اپنی باتوں کے ذریعہ یا کسی اور طریقہ سے نماز پڑھنے سے غافل کر دیں۔ پس وہ شخص جب اس کے بعد نماز کو آتا ہے تو اس کا وقت فوت ہو چکا ہوتا ہے، لہٰذا وہ نماز کو جلد جلد ادا کرتا ہے جیسے مُرغ دانے کو چُگتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اُس پر اُس کی نماز کو رد کر دیتا ہے، مگر جب کہ وہ توبہ کرے کیونکہ توبہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔

اور میں ان کے درمیان آپ کے اصحاب کا ظلم از روئے بہتان (جھوٹ موٹ) ڈالوں گا، پس کہوں گا کہ ابوبکرؓ نے ظلم کیا، عمرؓ نے چوری کی، حضرت عثمانؓ نے ایسا اور ایسا کیا اور علیؓ نے ایسا ویسا کیا اور ایک گروہ کے پاس جا کر علیؓ کی ایسی مدح و تعریف کروں گا کہ وہ ان کو حد سے زیادہ دوست رکھیں گے اور محبت کریں گے اور ان کو ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور

---

[1] یعنی اس نیک عمل کو وہ شخص لوگوں میں ظاہر کر کے خدائے تعالیٰ پر احسان رکھتا ہے، پس اس کا اجر ضائع ہو جاتا ہے۔ ۱۲

جبرائیل و میکائیل پر فضیلت دیں گے اور ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ سے ہمیشہ
بغض و عداوت رکھیں گے اور گالیاں دیں گے اور ان کی مذمت کریں گے
یہاں تک کہ وہ مجھ سے سب باتیں قبول کریں گے اور بعض میں (بخود)
اضافہ کریں گے۔ پس وہ آپ کے صحابہ و ساتھیوں کے لئے صرف بغض
و عداوت کا جذبہ ہی اپنے اندر بڑھاتے رہیں گے یہاں تک کہ جب ان
کو موت آئے گی تو وہ اسی عداوت پر قائم ہوں گے۔ بس (بتاؤ) ان
کا کونسا عمل اور کونسی توبہ قبول ہوگی۔

راوی کہتا ہے کہ (یہ سن کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت روئے اور آپ نے
فرمایا "بیشک یہ سب ہونے والا ہے۔ پس ان باتوں کے ہونے میں اللہ سے مدد چاہیں تو وہی
مدد کرنے والا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا اور اس کے لئے لوگ پیدا کئے،
اور اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو پیدا کیا اور اس کے لئے لوگ پیدا کئے اور ان کے واسطے
بداعمال پیدا کئے تاکہ ان بدعملوں کو وہ کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا
تَعْمَلُوْنَ[1] (اللہ تعالیٰ نے تم کو پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو پیدا کیا)۔

پھر نبی کریمؐ نے فرمایا: تیری نظر میں دوزخیوں کی خصلتیں کیا کیا ہیں؟

ابلیس نے کہا: اے نبی کریم! اللہ کے ساتھ شرک کرنا یعنی سوائے اللہ کے کسی کو معبود
جاننا جیسے بت پرستی، آتش پرستی وغیرہ اور سوائے خدا کے کسی سے مراد مانگنا
اور مراد کے واسطے کسی کی نذر ماننا اور منت کی چیزیں مہیا کرنا، بچوں کو
غیر اللہ کے نام سے جینے کے لئے بیڑیاں، بالیاں طوق وغیرہ پہنانا چوٹیاں
رکھنا اور شدے اور جھنڈے کھڑے کرنا اور ان کی تعظیم و تکریم کرنا اور ان
سے مراد مانگنا اور مراد آنے کے واسطے سرخ ناڑے باندھنا اور نذر نیاز ماننا
ایسے تمام کام کرنا شرک ہے اور دوزخیوں کی خصلت ہے۔ اسی طرح
جھوٹی قسمیں کھانا اور جھوٹ بولنا اور فریب و بدخواہی کرنا اور امانت میں

[1] الصافات: ۹۶

خیانت کرنا اور غیبت[١] کرنا اور چغلی کھانا اور مکر و فریب کرنا اور تہمت لگانا اور غرور
کرنا اور تکبر کرنا اور جاہل رہنا اور گمراہ رہنا اور گمراہ کرنا اور وعدہ خلافی کرنا اور کارِ نیک
میں سستی کرنا اور اپنے خداوند نعمت سے سرکشی کرنا اور ظلم کرنا یعنی بے حکم شرع کسی کو
رنجیدہ کرنا۔ اور خدا اور رسول پر ایمان نہ لانا اور کسی پر جبر و حکومت کرنا اور عبادت بیجا کی
کی اطاعت واجبی میں کوتاہی کرنا اور عمل نیک کو چھوڑ کر بہبودی کی امید رکھنا اور کسی کو
دنیا کی کسی بات میں اپنے سے زیادہ پا کر حسد کرنا۔ اور بدکاری کرنا اور امرِ حق سے پھر جانا
اور احکامِ خداوندی کو بدل ڈالنا اور بخیلی کرنا اور کسی کو برا کہنا اور ضروری یاد رکھنے کی بات
کو بے پروائی سے بھول جانا اور آخرت میں خدا کی رحمت سے ناامید ہونا اور دنیا
میں عنایتِ الٰہی سے مایوس ہونا۔ اور خدا کے دیئے ہوئے پر قناعت نہ کرکے زیادہ طلب
کرنا اور دراز امید رکھنا یعنی ہزاروں سال کی فکر و سینکڑوں برس استواریاں کرکے
موت اور قیامت کو بھول جانا۔ اور مال و متاع اپنی حاجت سے زیادہ ہو تو خوش و
شاد ہو کر اسے جمع کرنا اور تنگدلی یا تنگی کرنا اور اپنے پاس ہوتے ہوئے زیادہ مال
دیکھ کر حرص و حسد کرنا اور دکھاوے کی عبادت کرنا اور کسی منصب پر بے تعلیم ہو کر اس
کو منصب سے گرا دینا۔ اور آخرت کی فکر چھوڑ کر دنیا کی ناز و نعمت پر خوش رہنا اور اپنے
خویشوں اور رشتہ والوں کی قرابت کو کاٹنا اور ان کے ساتھ صلہ رحمی نہ کرنا۔ اور کسی کو
ناامید کرنا اور بے نصیب کرنا اور ترش روئی کرنا اور باوجود کھانے کپڑے کے ہوتے
ہوئے تنگی کرنا اور ناحق غضب کرنا اور ستانا اور بدگمانی کرنا اور مکر و فریب کرنا
اور مکر کرنا جیسے جھوٹ موٹ اپنے کو بیمار دکھانا اور کھیل بازی کرنا اور نقصان دنیا
کرنا یعنی فضول مال و دولت ضائع کرنا اور حادثہ ڈالنا یعنی کسی کو کچھ آفت آنے کی خبر
سنا کر ہیبت ڈالنا اور ناپاک رہنا اور وہ باتیں جن کا جاننا ضروری ہے ان سے جاہل
و نادان رہنا۔ اور کسی کی خرابی و بربادی پر خوش ہونا اور عداوت کرنا۔ اور بغض و کینہ
رکھنا اور چوری کرنا اور سخت دلی اور بے رحمی کرنا۔

---

[١] یعنی کسی کے حق میں اس کے پیچھے ایسی بات کہنا کہ اگر اس کے سامنے کہیں تو وہ ناخوش ہو ١٢

نبی کریمؐ نے فرمایا: تیری نظر میں بہشت کے لوگوں کی کیا کیا خصلتیں ہیں؟

ابلیس نے کہا: ایمان لانا، اور اللہ کا گردیدہ ہونا اس سے محبت کرنا، اور علم سیکھنا اور اس پر عمل کرنا اور بردباری اور تحمل کرنا اور عطا و بخشش کرنا، ور پرہیزگاری کرنا اور حلال و حرام کی تمیز رکھنا اور ہر کام میں سچائی رکھنا اور حیا و شرم رکھنا اور خدا و رسول کے احکام بجالانا اور مال، و بھیدوں میں خلائق کی امانتداری کرنا اور سخاوت کرنا اور دوسروں کے گناہ سے درگذر کرنا اور آپ بھی اس کے درپے نہ ہونا اور مومنین کو پند و نصیحت کرنا اور دانائی اختیار کرنا اور اپنے آپ کو پہچاننا اور نیک و بد تقدیر پر راضی و خوش ہونا، اور حکم شرع پر گردن رکھنا یعنی فرمانبردار ہونا، اور موافق شریعت و عقل کے ہر کام میں سعی و کوشش کرنا اور اللہ پر توکل کرنا اور یہ نہ سمجھنا کہ وہ کام اپنی سعی و محنت سے ہوا ہے اور اضطراب و بیقراری سے باز رہ کر ہر کام میں صبر و سکون کرنا اور خدا تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر و سپاس کرنا اور فروتنی و عاجزی اختیار کرنا اور دل میں بھی عجز و انکساری رکھنا اور خدا کی رحمت اور بخشش کی امید رکھنا، اور لوگوں سے نیک گمان رکھنا اور پرہیزگاری کرنا، اور عبادات اور بندگی میں قرب پیدا کرنا، قرب خدا تعالیٰ اور نیک لوگوں اور نیک کاموں سے دوستی رکھنا، اور خوشی و خرمی سے زندگی گزارنا، اور ہر ایک سے مہر و شفقت کرنا اور عالم سے لطف و نرمی کرنا اور راہ خدا میں خرچ کرنا اور انصاف کرنا اور نیک و بد کو جلد سمجھنا اور نیکی میں مدد کرنا اور ہر امر میں فکر و اندیشہ کرنا اور کام میں آخر تک سوچ کرنا اور نیکیاں کرنا اور نعمت دنیا پر شکر کرنا اور ہر ایک سے کشادگی و خندہ پیشانی سے پیش آنا اور عیال و اطفال وغیرہ کو کھلانے پلانے میں کشادگی کرنا اور آسانی اختیار کرنا، یہ چیزیں جو آپ نے سنیں میری نظر میں اہل جنت کی خصلتیں ہیں۔

نبی کریم نے فرمایا: بیشک جو کچھ تو نے کہا وہ میں نے محفوظ کر لیا۔
پھر نبی کریمؐ نے فرمایا: کیا ہوا تجھ کو جو تُو توبہ نہیں کرتا؟
ابلیس نے کہا: اے محمد! آپ خدائے تعالیٰ کے برگزیدہ ہیں۔ کیا آپ مجھ کو یہ حکم دیتے ہیں کہ وہ چیز کروں جس کا حق تعالیٰ ارادہ نہیں کرتا۔ پس حق تعالیٰ نے آدم سے فرمایا کہ "تو اس درخت سے مت کھا" لیکن ارادہ کیا کہ وہ اس کو کھائے۔ پس آدم نے اس درخت سے کھایا اور حق تعالیٰ نے مجھ سے کہا کہ "تو آدم کو سجدہ کر" مگر ارادہ کیا کہ میں آدم کو سجدہ نہ کروں۔ پس میں نے سجدہ نہیں کیا۔ اگر آپ کا پروردگار چاہتا تو میں آدم کو ضرور سجدہ کرتا۔ لیکن خدائے تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا اور اسکے لوگوں کو گردانا اور نبیوں اور عاملوں کو ان کے لیے بہشت کی طرف مشغل گردانا۔ کیا حق تعالیٰ نے آپ کی طرف یہ آیت وحی نہیں کی:

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ (الانعام) اگر تیرا پروردگار چاہتا تو وہ لوگ یہ نہ کرتے۔

اور فرمایا:

أَفَمَنْ زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا فَإِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ (الفاطر)	بھلا وہ شخص جس کا برا عمل اس کے لیے خوشنما اور مزین کر دیا گیا ہو پھر وہ اس (برے عمل) کو اچھا سمجھ رہا ہو (تو کیا اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جو ایسا نہ ہو) بلاشبہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ رکھتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اس کی رہنمائی فرماتا ہے۔ سو (اے پیغمبر) ان (کافروں) پر افسوس کرتے کرتے کہیں آپ کی جان نہ جاتی رہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ (یس۹)	اور ہم نے اوپر سے ان کو ڈھانک دیا ہے لہذا وہ اب دیکھ نہیں سکتے۔

"تو پھر بتایئے کہ ان مجبوروں اور مسکینوں کی کیا مجال و طاقت جب کہ خدا تعالیٰ اُن کی گمراہی کا ارادہ کرے، جیسا کہ اللہ تبارک تعالیٰ خود فرماتا ہے:

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَمْ	یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو پاک کرنے کا اللہ نے
يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يُطَهِّرَ	ارادہ نہیں کیا۔
قُلُوبَهُمْ (مائدہ: ۴۱)	

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ	(اس قسم کی بُری) سرگوشی محض شیطان کا کام ہے تاکہ
الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ	وہ مسلمانوں کو رنج میں مبتلا کرے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ
الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ	کی مشیت کے بغیر کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔
بِضَارِّهِمْ شَيْئًا إِلَّا	
بِإِذْنِ اللَّهِ (المجادلۃ ۱۰)	

پھر ابلیس نے کہا، بتایئے پھر میرا کیا علاج ہے جب کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرے؟

نبی کریمؐ نے فرمایا: تو بتا اے ابلیس! تیرے سر کو کون سی چیز توڑتی ہے؟

ابلیس نے کہا: بہت استغفار کرنا۔

نبی کریمؐ نے فرمایا: کونسی چیز تیرے جسم کو گلاتی ہے؟

ابلیس نے کہا: خدا کی راہ میں گھوڑے دوڑانا اور کافروں سے جہاد کرنا۔

نبی کریمؐ نے فرمایا: کونسی چیز تیرے منہ کو ذلیل و رقص کرتی ہے؟

ابلیس نے کہا: اذان دینے والا۔

نبی کریمؐ نے فرمایا: کونسی چیز تجھے تازیانے مارتی ہے؟

ابلیس نے کہا: قرآن مجید پڑھنا۔

نبی کریمؐ نے فرمایا: کونسی چیز تجھ کو زمین کے ساتویں طبق میں داخل کرتی ہے جو سب سے نیچے ہے؟

ابلیس نے کہا: صلہ رحمی کرنا یعنی ماں باپ اور خویشوں و رشتہ داروں سے سلوک کرنا۔

نبی کریمؐ نے فرمایا، کونسی چیز تیرے گوشت کو پگھلاتی ہے ؟
ابلیس نے کہا: گناہوں سے توبہ کرنا۔
نبی کریمؐ نے فرمایا: کونسی چیز تیرے گال پر طمانچے مارتی ہے ؟
ابلیس نے کہا: جو نیچی نگاہ رکھتا ہے اور جس کو دیکھنا خدا نے حرام کیا ہے اس کو نہیں دیکھتا۔
نبی کریمؐ نے فرمایا: کونسی چیز تیری بزرگی و عزت میں کمی کرتی ہے اور اس کو ٹھیس پہنچاتی ہے ؟
ابلیس نے کہا: جو کہ پورا ناپتا ہے اور ٹھیک تولتا ہے۔
نبی کریمؐ نے فرمایا: کون سی چیز تجھ کو عذاب دیتی ہے ؟
ابلیس نے کہا: صبح شام خدا تعالیٰ کا ذکر کرنے والا۔
نبی کریمؐ نے فرمایا: کونسی چیز تجھ کو ایذا دیتی ہے ؟
ابلیس نے کہا: صف اول میں کھڑے ہونے والے نمازی لوگ۔
نبی کریمؐ نے فرمایا، کونسی چیز تیری محبت میں میری امت سے چُنی گئی ہے ؟
ابلیس نے کہا: شراب کا پینے والا۔
نبی کریمؐ نے فرمایا: کون ہے تیرے ہمراہ کھانے والا ؟
ابلیس نے کہا: وہ جو اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہاں سے اور کیسے کھایا، حرام سے یا حلال سے۔
نبی کریمؐ نے فرمایا: کون ہے تیرا ہمنشین ؟
ابلیس نے کہا: یار حرامکار اور ہمیشہ بازی میں مبتلا رہنے والا۔
نبی کریمؐ نے فرمایا: تیرا خیر خواہ کون ہے ؟
ابلیس نے کہا، جس نے مال جھوٹی سوگند کھا کر حاصل کیا۔
نبی کریمؐ نے فرمایا: تیرا ہمکلام کون ہے ؟
ابلیس نے کہا: جو لوگ دوسروں پر جھوٹ باندھتے ہیں۔
نبی کریمؐ نے فرمایا: تیری آنکھ کی ٹھنڈک کون ہے ؟

ابلیس نے کہا: طلاق پر قسم کھانے والا اگرچہ وہ سچی ہو۔
نبی کریمؐ نے فرمایا: کس لئے ایسا ہے؟ اے ملعون!
ابلیس نے کہا: اس لئے کہ جب وہ طلاق پر قسم کھانے کی عادت بنا لیتا ہے اور اپنی قسم کو کبھی توڑتا اور کبھی وفا کرتا ہے تو اس طرح جب بھی وہ طلاق سے ایک بار بھی رجوع کرتا ہے تو وہ زانی ہوتا ہے اور اس کی اولاد زنا کی ہوتی ہے۔
نبی کریمؐ نے فرمایا: تیرا دوست کون ہے؟
ابلیس نے کہا: جس نے یہ سوچا کہ ابھی نماز کا وقت ہے اور ایک ایک گھڑی بعد اس میں دیر کرتا رہا۔
نبی کریمؐ نے فرمایا: تیرے نزدیک لوگوں میں بزرگ تر کون ہے؟
ابلیس نے کہا: وہ جو آپ سے بغض رکھتے ہیں اور ان لوگوں سے عداوت (اور اس نے اصحاب رسول کی طرف اشارہ کیا)۔
نبی کریمؐ نے فرمایا: تیرے نزدیک لوگوں میں سے افضل کون ہے؟
ابلیس نے کہا: لوگوں کو سب سے زیادہ ضرر پہنچانے والا۔
نبی کریمؐ نے فرمایا: تیرا گھر کہاں ہے؟
ابلیس نے کہا: نہانے کی جگہ (عام حمام)۔
نبی کریمؐ نے فرمایا: تیرے بیٹھنے کی جگہ کہاں ہے؟
ابلیس نے کہا: بازار۔
نبی کریمؐ نے فرمایا: تیرا پڑھنا کیا ہے (تو کیا پڑھتا ہے)؟
ابلیس نے کہا: نظم اور گانا۔
نبی کریمؐ نے فرمایا: تیری اذان کیا ہے؟
ابلیس نے کہا: راگ کے ساز یعنی طنبورہ اور سرود وغیرہ کی موسیقی۔
نبی کریمؐ نے فرمایا: تیری کتاب کیا ہے اور تیری مدد کرنے والے کون ہیں؟
ابلیس نے کہا: میری کتاب بیہودہ باتیں ہیں اور میری مدد کرنے والے وہ ہیں جو لوگوں کو باطل

اور ناحق کاموں کا حکم کرتے ہیں۔

نبی کریمؐ نے فرمایا: تو کہاں سے کھانا کھاتا ہے (تجھے خوراک کہاں سے ملتی ہے)؟

ابلیس نے کہا: اے محمدؐ، اگر لوگ ناپ تول میں کمی نہ کریں تو یقیناً میں بھوک سے مرجاؤں۔

نبی کریمؐ نے فرمایا: تیرا شربت کیا ہے؟

ابلیس نے کہا: نشہ کی چیز میرا شربت ہے اور چغلی میرا میوہ ہے اور غیبت میری مجلس ہے اور جھوٹی قسم کھانا میری تمنا ہے اور بائیں ہاتھ سے کھانا اور پینا میری خواہش ہے اور شرمگاہ کو کھولنا میرا تجمل ہے اور دائیں پاؤں سے پہلے بائیں پاؤں میں جوتا پہننا میرا ارادہ ہے، اور قبلہ رُو ہو کر پیشاب کرنا میری رضامندی ہے، اور انگلیوں کا چٹخانا میری تسبیح ہے اور رکوع میں زانو کے گرد انگلیاں ملانا میری خوشی ہے اور رشتہ کو توڑنا (قطع رحمی) میرا حصہ ہے اور توبہ کو توڑنا میرا شکر ہے اور نماز عشاء کے قریب (اس سے کچھ پہلے) سونا میری راحت ہے اور مال حرام اور فرج حرام کی طلب میں کوئی ایسا نہیں جس کا میں رفیق نہیں ہوں، اور اپنی بیوی سے صحبت کرنے والا کوئی ایسا نہیں ہے کہ وہ اُس سے پہلے بسم اللہ نہ کہے، ورنہ میں اس کے ساتھ نہ ہوؤں (یعنی صحبت کے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ پڑھنے والے کے ساتھ رہتا ہوں)۔ اگر آپ سچا نہیں جانتے تو آیت پڑھتا ہوں، فرمایا اللہ تعالیٰ نے: وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ[1] (اُن کے ساتھ مال اور اولاد میں شریک ہو جیو)۔

نبی کریمؐ نے فرمایا: کونسے اعمال تیرے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض ہیں اور بُرے لگتے ہیں؟

ابلیس نے کہا: بچوں کا نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا۔

نبی کریمؐ نے فرمایا: آیا کوئی ایسی عورت ہے جس پر تو قدرت نہیں رکھتا ہو؟

---

[1] بنی اسرائیل: ۶۴

ابلیس نے کہا: ہاں ہے۔ عمران کی بیٹی مریم۔ فرعون کی بیوی آسیہ، آپ کی بیوی خدیجہؓ
اور آپ کی بیٹی فاطمہ۔

نبی کریمؐ نے فرمایا: اور مردوں میں کون ہے جس پر تو قدرت نہیں پاتا؟

ابلیس نے کہا: وہ مرد جو کسی اجنبی عورت کے چہرہ کی طرف نہیں دیکھتا۔ اجنبی عورتوں کی طرف منظر کرنا میرا تیر ہے۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ زلیخا نے یوسف کو دیکھ کر ہی ان کے ساتھ بدی کا قصد کیا۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں میں برکت دی ہے کہ مردوں کا شکار ان ہی میں ہے یعنی ان کا فریفتہ کرنا۔

نبی کریمؐ نے فرمایا: کون مرد ہے جو تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے؟

ابلیس نے کہا: مالدار جو چور ہے، اور عالم جو بدکار ہے۔

نبی کریمؐ نے کہا کون مرد ہے جو تجھے سب سے زیادہ ناپسند ہے؟

ابلیس نے کہا: وہ تونگر و مالدار جو سخی ہے اور وہ عالم جو پرہیزگار ہے مجھ پر ہزار عابد سے سخت تر ہے اور وہ عورت جو فاجرہ ہے وہ مجھے ہزار بدمردوں سے زیادہ محبوب ہے۔ اے محمدؐ! شیطان (میرے چیلے) جو لوگوں پر متعین ہیں (وہ یہ کرتے ہیں کہ) جب لوگ مسجدوں میں جمع ہوتے ہیں تو ان پر نیند اور اونگھ ڈالتے ہیں یہاں تک کہ ان کی عبارت کو توڑتے ہیں اور دوسرے شیطان جو ناپنے والوں کے ساتھ متعین ہیں وہ بھر کر ناپنے والوں کو نہیں چھوڑتے ان کے ساتھ لگے رہتے ہیں یہاں تک کہ بگڑ دیتے ہیں یعنی بھر کر ناپنے سے روک لیتے ہیں اور کچھ دوسرے شیطان ہیں ان کا کوئی کام نہیں ہے سوائے اس کے کہ لوگ جو بھی برا کام کرتے ہیں وہ اس کی ترغیب دیتے ہیں اور اس کو اچھا کر کے دکھاتے ہیں یہاں تک کہ وہ لوگ بھی ان کاموں کو نیک جانتے ہیں اور جو لوگ نیک کام کرتے ہیں ان کو دکھاوے کی ترغیب دیتے ہیں یہاں تک کہ وہ اس نیک کام کا دکھاوا کرتے ہیں اور ان کے اجر باطل ہوتے ہیں، کیونکہ جب صدقہ پوشیدہ ہوتا ہے تو اس کا

دونوں کو لکھا جاتا ہے۔ اگر آپ کا پروردگار چاہتا تو کسی کو عذاب نہ ہوتا، اور اللہ تعالیٰ مجھ کو توبہ بخشتا لیکن آپ کے پروردگار کی بات پوری ہوئی (وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ)[۱] جو یہ ہے: فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ[۲] (ایک گروہ بہشت میں جائے گا اور ایک گروہ دوزخ میں)۔

اے اللہ! اس سعید کو اور جمیع سامعین و ناظرین کو اپنے حفظ و امان میں رکھ آمین یارب العالمین بحرمۃ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ اجمعین۔

---

[۱] ھود: ۱۱۹۔ [۲] الشوریٰ: ۷

شیطان کے مکروفریب اور اُن کا علاج

ابلیس کی پانچ اولادیں اور ان کے الگ الگ کام

زید بن مجاہد نے کہا کہ ابلیس کی اولاد میں سے پانچ ہیں جن میں سے ہر ایک کو اس نے الگ الگ کام پر مقرر کر رکھا ہے۔ ان کے نام یہ ہیں: بتر، اعور، مسبوط (یا مطوس)، داسم، زلنبور۔ بتر کے ذمہ تو مصیبتوں کا کاروبار ہے جن میں لوگ ہائے واویلا کرتے ہیں، گریبان پھاڑتے ہیں، منہ پر طمانچے مارتے ہیں اور ایام جاہلیت کے سے نوحے بیان کرتے ہیں۔ اعورؔ زنا کا حاکم ہے، لوگوں سے زنا کا ارتکاب کراتا ہے اور اُسے اچھا کر کے دکھاتا ہے۔ اور مسبوطؔ (یا مطوس) جھوٹ، دروغ گوئی اور کذب بیانی پر مامور ہے جسے لوگ کان لگا کر سنیں اور پھر اُسے آگے بیان کرتے پھریں۔ یہ ایک انسان سے ملتا ہے اور اس کو ایک جھوٹی خبر دیتا ہے۔ یہ شخص لوگوں کے پاس جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے ایک انسان کو دیکھا ہے جس کی صورت پہچانتا ہوں مگر نام نہیں جانتا۔ وہ مجھ سے ایسا ایسا کہتا تھا۔ چوتھے داسمؔ کا کام یہ ہے کہ آدمی کے ساتھ اس کے گھر میں داخل ہوتا ہے جب کہ وہ سلام نہیں کرتا اور اس کے گھر والوں کے عیب اس کو دکھاتا ہے اور اس کو اُن پر غصہ دلاتا ہے، وہ غضبناک کرتا ہے اور پانچویں زلنبور بازار کا مختار ہے، وہ بازار میں آکر اپنا جھنڈا گاڑتا ہے (اور اپنا کام شروع کرتا ہے)۔

شیطان اپنے کارندوں کی کارروائی کو جانچتا ہے

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابلیس لعین اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے پھر اپنے لشکروں کو (اِدھر اُدھر دنیا میں) بھیجتا ہے۔ اور ان لشکروں میں سے شیطان کے نزدیک زیادہ مقرب وہ ہوتا ہے جو بڑے سے بڑا فتنہ برپا کرتا ہے۔ پھر وہ ان کی جانچ کرتا ہے۔ ان (لشکریوں) میں سے ایک آکر کہتا ہے کہ میں نے ایسا کیا ایسا کیا۔ ابلیس کہتا ہے کہ تو نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر دوسرا آکر کہتا ہے کہ میں نے فلاں شخص اور اس

کی بیوی میں جدائی ڈال دی۔ یہ سن کر شیطان اس کو اپنے قریب بٹھاتا ہے یا بغل میں لے لیتا ہے اور کہتا ہے کہ ہاں تو اچھا ہے، تو نے بڑا کام کیا۔" اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ جب صبح ہوتی ہے تو ابلیس اپنے لشکروں کو (دنیا میں) پھیلا دیتا ہے اور ان سے کہتا ہے کہ جو تم میں سے کسی مسلمان کو گمراہ کرے گا میں اس کو تاج پہناؤں گا۔ پھر ایک اُن میں سے آکر بیان کرتا ہے کہ میں نے فلاں مسلمان سے اس کی بیوی کو طلاق ہی دلوا کر چھوڑی۔ ابلیس کہتا ہے کہ عجب نہیں کہ پھر دوسری شادی کر لے۔ ایک اور کہتا ہے کہ میں نے فلاں مسلمان سے اس کے ماں باپ کی نافرمانی ہی کرا کر چھوڑی۔ شیطان کہتا ہے کہ عجب نہیں کہ وہ پھر ان کی خدمت کرنے لگے۔ ایک اور کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو شراب پلا کر چھوڑی۔ شیطان کہتا ہے تو نے بڑا کام کیا۔ ایک اور بیان کرتا ہے کہ میں نے فلاں مسلمان کو زنا کرا کے چھوڑا۔ شیطان کہتا ہے تو نے بھی بڑا کام کیا۔ ایک اور کہتا ہے کہ میں نے فلاں سے قتل ہی کرا کے چھوڑا۔ شیطان کہتا ہے کہ تو نے بھی بڑا کام کیا۔" اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

شیطان کے سات بڑے مکر اور ان کا علاج

ویسے تو شیطان کے مکر بے شمار ہیں، لیکن اس کے بڑے بڑے مکر سات ہیں:

(۱) پہلے یہ کہ وہ عبادت سے ہی روکتا ہے۔ علاج اس کا یہ ہے کہ مجھے ہر راہ میں توشہ کی ضرورت ہے، آخرت کے لئے عبادت توشہ ہے۔

(۲) دوسرا یہ ہے کہ کہتا ہے کہ پھر کرلیجو۔ علاج اس کا یہ ہے کہ مجھے میری موت میرے اختیار میں نہیں ہے ؎

کوئی دم فرصت جسے مل جائے سمجھے مغتنم
رہ گیا بس جس نے رکھا کام کل پر!!

(۳) تیسرا یہ کہ عبادت میں جلدی کرنے کو کہتا ہے۔ علاج اس کا یہ ہے کہ مجھے تھوڑی عبادت احتیاط سے ہو اور دل لگا کر ہو تو بہتر ہے۔

(۴) چوتھے یہ کہ کہتا ہے کہ خوب عبادت کرنی چاہئے، مطلب اس کا یہ ہے کہ ریا میں ڈالے۔ علاج اس کا یہ سمجھے کہ خدا کا دیکھنا کافی ہے، دوسرے کے دیکھنے کی ضرورت نہیں۔

(۵) پانچویں یہ کہ تکبر کی باتیں سکھاتا ہے۔ علاج اس کا یہ ہے کہ مجھے فنا ہونے والا ہے۔ قیام ودوام کسی کو نہیں، جس چیز پر فخر کرتا ہوں وہ سب زوال پذیر ہونی ہے۔

(۶) چھٹے یہ کہ کہتا ہے کہ عبادت خوب چھپایا کر۔ علاج اس کا یہ ہے کہ مجھے ظاہر و پوشیدہ کرنے کی کیا ضرورت۔ اسی کا جاننا بس ہے۔

(۷) ساتویں یہ کہتا ہے کہ انسان تو سعید (نیک بخت و نجات یافتہ) ہے عمل کی ضرورت نہیں۔ علاج اس کا یہ ہے کہ مجھے ہر طرح سے عمل کا محتاج ہوں۔

مکائدِ شیطان بہت ہیں | شیطان کے مکائد اور اس کے مکر و فریب بہت ہیں اور ان سے بچنا بہت مشکل ہے کیونکہ وہ ہر آدمی کو اس کی مرغوب الطبع چیز پر بھاتا ہے۔ تو وہ ایسا ہے جیسے کشتی کے لئے دریا کا بہاؤ ہوتا ہے۔ دیکھو پانی کے بہاؤ پر کس تیزی سے کشتی رواں ہوتی ہے۔ اور جب کہ اس نے فرشتوں ہاروت و ماروت میں خواہش نفسانی کا مادہ پیدا کر دیا تو وہ ضبط نہ کر سکے، لہذا جب فرشتے کسی مسلمان کو ایمان پر مرتا ہوا دیکھتے ہیں تو اس کی سلامتی پر تعجب کرتے ہیں۔ عبد العزیز بن رفیع کہتے ہیں کہ "جب بندۂ مومن کی روح آسمان پر لے جاتے ہیں تو فرشتے کہتے ہیں کہ سبحان اللہ اس بندے کو خدا نے شیطان سے نجات دی۔ تعجب ہے کہ یہ بیچارہ کیونکر بچ گیا!"

پھر بھی انسان کو لازم ہے کہ شیطان سے اپنے آپ کو بچائے۔ اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ○ إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طٰئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ

اور اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں۔ بلاشبہ وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ یقیناً جو لوگ خداترس ہیں ان کو کوئی خطرہ (وسوسہ) شیطان کی طرف سے آجاتا ہے تو وہ

مُّبْصِرُوْنَ ○ وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِى الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ○

(الاعراف ۲۰۱-۲۰۲)

یادِ خدا میں لگ جاتے ہیں پس یکایک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں (یعنی متنبہ ہو جاتے ہیں) اور جو شیطان کے تابع ہیں وہ ان کو گمراہی میں کھینچے چلے جاتے ہیں۔ وہ باز نہیں آتے اور کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں جابجا فرمادیا ہے کہ اے اولادِ آدم! تم کو شیطان کہیں خرابی میں نہ ڈال دے۔ چنانچہ فرمایا:

يٰبَنِىْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ؕ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ (الاعراف: ۲۷)

اے اولادِ آدم کی! شیطان تم کو کبھی خرابی میں نہ ڈال دے جیسا کہ اس نے تمہارے دادا دادی کو جنت سے باہر کر دیا، ایسی حالت میں کہ ان کا لباس بھی ان سے اتروا دیا کہ ان کے پردہ کے بدن دکھائی دینے لگے اور اس کا لشکر تم کو ایسے طور پر دیکھتا ہے کہ تم ان کو نہیں دیکھتے ہو۔ ہم شیطانوں کو انہیں لوگوں کا رفیق ہونے دیتے ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔

انسانوں کے مختلف گروہوں کے ساتھ شیطان کے مکر وفریب

شروع دن سے شیطان انسان کا دشمن ہے اور اس کو تباہ کرنے کے درپے ہے۔ لیکن انسان اس کی دشمنی سے غافل ہو جاتا ہے اور اس کے جال میں پھنس جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطان کبھی اپنے کام سے غافل نہیں رہتا۔ اس نے ہر زمانہ میں لوگوں کے مزاج اور ان کی کمزوریوں کو دیکھ کر ان کے مطابق اپنے فریب کے جال ڈالے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے راستہ پر چلنے کے لیے بے شمار لوگ آمادہ ہوتے گئے اور اس کا وہ دعویٰ سچا ثابت ہوا جو اس نے خدائے تعالیٰ کے سامنے کیا تھا۔ قرآن ناطق ہے۔

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ (ص: ۸۲-۸۳)

ابلیس نے کہا تیری عزت کی قسم میں تمام اولادِ آدم کو گمراہ کروں گا مگر ہاں ان میں سے تیرے وہ بندے (محفوظ رہیں گے) جو چیدہ اور مخلص ہوں گے۔

نیز فرمایا خدائے تعالیٰ نے:

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ (سبا: ۲۰)

بلاشبہ شیطان نے لوگوں کے بارے میں جو رائے قائم کی تھی اس کو صحیح پایا کہ ایمان والوں کی ایک تھوڑی سی جماعت کے سوا سب شیطان کے پیچھے ہو لیے۔

اپنی ان شرارتوں میں شیطان شروع سے لگا ہوا ہے۔ وہ طرح طرح سے انسان کو بہکا کر خدا کے راستے سے ہٹاتا ہے اور اس صفائی سے یہ کام کرتا ہے کہ انسان کو گمراہی کے گڑھے میں گرا بھی دیتا ہے پھر بھی انسان کو پتہ نہیں چلتا اور وہ سمجھتا ہے کہ میں بدستور ٹھیک راہ پر ہوں۔ شیطان کا پرانا ہتھکنڈا یہ ہے کہ وہ برائی کو خوشنما کر کے دکھاتا ہے

تاکہ انسان دھوکہ میں آکر اس کو گر بیٹھے۔ اُس نے خدا کے سامنے بھی یہی کہا تھا:

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۙ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ۔ (الحجر: ۳۹-۴۰)	اے میرے پروردگار! جیسا تو نے مجھ کو راہ سے بے راہ کیا ہے میں بھی دنیا میں (معاصی اور شہوات کو) ان لوگوں کی نظر میں خوشنما کر کے دکھاؤں گا اور اُن سب کو گمراہ کروں گا مگر ہاں ان میں سے تیرے وہ بندے جو چیدہ اور مخلص ہوں گے (وہ میری زد سے محفوظ رہیں گے)۔

ابلیس نے یہ بھی کہا کہ میں ان کو بہکانے کا کوئی موقع نہیں چھوڑوں گا:

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝ (اعراف ۱۶-۱۷)	ابلیس نے کہا جیسا تو نے مجھ کو راہ سے کھو دیا ہے میں بھی قسم کھاتا ہوں کہ میں اُن کی تاک میں تیری سیدھی راہ پر بیٹھ جاؤں گا۔ پھر ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کے دائیں سے اور ان کے بائیں سے ان کے پاس (بہکانے کے لئے) آؤں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔

خدائے تعالیٰ نے بھی انسان کو بار بار خبردار کیا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے اس سے ہمیشہ ہوشیار رہو۔

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ۔ (فاطر: ۶)	کچھ شک نہیں کہ شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم بھی اس کو اپنا دشمن ہی سمجھو۔ وہ تو اپنے گروہ کو صرف اس لئے بلاتا ہے کہ انسانوں کو (فریب دے کر) جہنم والوں میں شامل کر دے۔

خدائے تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں شیطان کے فریبوں سے بچتے رہنے کی تاکید فرمائی ہے تاکہ انسان اُس کے بہکاوے میں نہ آجائیں، جیسے فرمایا:

یٰبَنِیٓ اٰدَمَ لَا یَفۡتِنَنَّکُمُ الشَّیۡطٰنُ کَمَآ اَخۡرَجَ اَبَوَیۡکُمۡ مِّنَ الۡجَنَّۃِ (الاعراف: ۲۷)

اے اولادِ آدم! دیکھو شیطان تم کو اسی طرح دھوکا کر کسی فتنہ میں مبتلا نہ کر دے جس طرح اس نے تمہارے والدین کو جنت سے نکلوا دیا۔

شیطان کے فریب سے بچنے اور اس کے ہتھکنڈوں سے محفوظ رہنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ انسان اُس کی مکاریوں سے واقف ہو اور اسے معلوم ہو کہ شیطان کس کس بھیس میں آکر بہکاتا اور ورغلاتا ہے اور کیا کیا چالیں چلتا ہے۔ تاکہ وقت آنے پر اُس کے جال میں پھنسنے سے بچ سکے۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ "لوگ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکیاں دریافت کرتے تھے، لیکن میں آپ سے بُرائیوں کی بابت پوچھتا تھا (کہ وہ کیا ہیں) تاکہ ایسا نہ ہو کہ میں اُن میں مبتلا ہو جاؤں"

اب ہم شیطان کی ایسی ہی چھپی چالوں اور خفیہ ہتھکنڈوں کا ذکر کریں گے جو وہ مختلف لوگوں کو بہکانے اور بندگانِ خدا کو راہِ راست سے ہٹانے کے لیے استعمال کرتا ہے اور انسان بھول پن میں اس کے بہکاوے میں آجاتا ہے۔ اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ۔

واعظوں اور ذاکروں کے ساتھ شیطان کا فریب | اگلے زمانہ میں واعظ پایہ کے عالم ہوا کرتے تھے اور بڑے بڑے بزرگ ان کی مجلسِ وعظ میں آیا کرتے تھے۔ یہ واعظ اپنے وعظ میں سیدھی سچی باتیں پُراثر انداز میں بیان کیا کرتے تھے۔ جھوٹے قصے اور بیہودہ اشعار نہیں سناتے تھے اور بناوٹ کر کے گانے نہیں گاتے تھے۔ لیکن یہ پیشہ جب سے جاہلوں اور غیر محتاط لوگوں نے اختیار کیا ہے تو اغوائے شیطانی سے بہت سی غلط باتیں اور نامناسب طریقے انہوں نے اپنے وعظوں میں شامل کر لیے ہیں تاکہ جاہل عوام کو اپنی بناوٹ اور چرب زبانی اور جھوٹے سچے قصے اور راگ سنا کر اپنی طرف راغب کر سکیں۔

بعض واعظ لوگ اپنے سلسلۂ کلام میں ایسے مضامین شامل کرتے ہیں جو نفس کا جوش اُبھاریں اور دلوں میں سرور لائیں اور محض اس لئے کہ اپنی باتوں کو رنگین کریں عشقیہ شعر و غزلوں سے اپنے مضامین کو آراستہ کرتے ہیں۔ یہ ابلیس کی تلبیس ہے اس سے بچنا چاہئے۔ وہ انہیں بہکاتا ہے کہ اس طرح تم اللہ کی محبت کا اشارہ کرتے ہو، حالانکہ عوام جو اُن کی مجلس میں بھرے

ہوئے ہیں اُن کے دلوں میں جوشِ شہوت بھرا ہوتا ہے خواہ اس طرح کے رنگین و عشقیہ کلام سے اُبل پڑتا ہے۔ اس طرح کا واعظ خود گمراہ ہے اور گمراہ کرنے والا ہے، جیسا کہ اس زمانہ میں چار چار پانچ پانچ مل کر راگ سے پڑھتے بلکہ گاتے ہیں۔

بعضے واعظ بناوٹ سے وجد کرتے ہیں اور بڑا خشوع و خضوع ظاہر کرتے ہیں اگر کچھ دل میں رِقّت بھی ہو تو اس سے زیادہ بتلاتے ہیں اور جس قدر جماعت کی کثرت ہو اُسی قدر بناوٹ زیادہ ہوتی ہے۔ جس نے یہ جھوٹی بناوٹ کی وہ آخرت میں خوار و خراب ہوگا اور جو در اصل سچا ہے تو وہ ریاکاری کے میل سے نہ بچا۔

بعضے واعظ اور ذاکر ماہ محرم میں مرثیہ کے اشعار اور قصے پڑھتے ہیں مثلاً حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے واسطے مرثیہ پڑھتے ہیں اور اُن اشعار میں اُن کی حالت اضمحلال و بیکسی و غریب الوطنی و دشمنوں کا زغہ اور مصائب جھوٹ سچ ملا کر اس طرح بیان کرتے ہیں کہ عورتیں دھاڑیں مار مار کر رونے لگتی ہیں اور مجلسِ وعظ ماتم کدہ بن جاتی ہے۔ حالانکہ اہلِ آخرت کے واسطے صرف اسی قدر لائق ہے کہ ان بزرگوں کی شہادت و وفات پر صبر و ثبات کی تلقین کریں اور مناسب نہیں کہ جھوٹی سچی روایات کو بیان کریں۔ اور مستورات سیدہ کا نام لیں اور اُن کے نام سے نوحہ بیان کریں اور لوگوں کو رلائیں۔ کیا اس طرح کے بیان کرنے والے صرف دنیوی زندگی کے قائل ہیں آخرت کے قائل نہیں کہ شہادت و مصیبت کا ثواب جو بیان سے کم کرلے جائیں گے وہ آخرت میں بلند درجات کا ذریعہ ہوگا اس کا خیال بھی ان کو نہیں آتا ہے وہ اسی زندگی کی ناکامی کا رونا روتے رہتے ہیں، گویا یہی دنیا اصل گھر ہے۔ یہ رویہ عام ہو گیا ہے۔

بعضے واعظ دوسرے واعظوں کی تعریف اور مقبولیت کا سن کر اُس سے جلتے اور حسد کرتے ہیں، یہ گویا جاہلی ہے۔ سچا واعظ وہ ہے جو نیک نیتی سے نصیحت کا قصد کرتا ہے اور دوسرے واعظوں سے حسد نہیں کرتا۔ بلکہ ان کو اپنے کام کا مربی و معاون اور قوت بازو سمجھتا ہے۔ خالص اللہ دینے والے کا خالص خلق مقصود ہوتا ہے جو کوئی اُس کا مددگار ملتا ہے وہ اس کو غنیمت جانتا ہے اور اس کا ہونا اُس کو ناگوار نہیں ہوتا۔ مقصود وعظ و نصائح سے صرف یہی ہے کہ معلوم ہو جائے اور سمجھ لے جب سمجھ لیا تو اُس کے ذریعہ سے عمل کی جانب ترقی کرنا

چاہئے یہی مقصود ہے اس کہ مجلس وعظ میں بیٹھ کر اور وعظ سن کر صرف واہ واہ کہنا۔

علماء پر ابلیس کی تلبیس

تلبیس ابلیس میں ہے کہ ابلیس نے علوم میں کامل لوگوں پر تلبیس ڈالی کہ راتوں کو جاگتے ہیں اور دن میں جان گھلاتے ہیں یعنی کتابیں لکھنے کی مشقت اٹھاتے ہیں۔ ابلیس ان کے دل میں یہ ڈالتا ہے کہ تم لوگ دین پھیلاتے ہو اور دل میں اُن کے یہ خیال ہوتا ہے کہ نام مشہور ہو اور آوازہ بلند ہو اور مسلمانوں میں نامور ہوں اور لوگ دُور دُور سے سفر کر کے ان کی خدمت میں حاضر ہوں۔ یہ تلبیس اس طرح کھل جاتی ہے کہ اگر اس کی تصانیف سے لوگ نفع اٹھائیں، بدون اِس کے کہ اُس کے پاس آئیں یا جو علماء اس کی مثل ہیں اُن کے حضور میں طلبہ تصانیف پڑھیں تو وہ خوش ہو جائے تو ایسی صورت میں بیشک وہ علم پھیلانا چاہتا ہے اور اگر وہ ناخوش ہو اور یہی چاہے کہ طلبہ اُس کے پاس آئیں تو وہ ناموری چاہتا ہے۔ امام شافعی نے یہ فرمایا ہے کہ جس علم میں میں نے کوئی کتاب تصنیف کی تو یہی چاہا کہ لوگ اُس سے نفع اُٹھائیں بدون اِس کے یہ کتاب میرے نام سے منسوب ہو۔

ان علماء میں سے بعض ایسے ہیں کہ اگر اُس کے پاس آنے والے طلبہ بہت ہوں تو وہ بہت خوش ہوتا ہے اور ابلیس اس پر یہ تلبیس ڈالتا ہے کہ ہماری خوشی اس سبب سے ہے کہ علم سیکھنے والے بہت ہیں، حالانکہ نفس میں یہ خوشی ہے کہ اس کے شاگرد یا ماننے والے بہت ہیں اور نام بلند ہے اسی قبیل سے یہ کہ ان کی باتوں اور علم سے دل میں مغرور ہوتا ہے اور یہ تلبیس اُس وقت کھل جاتی ہے کہ اگر ان میں کوئی طالب علم اس کے پاس سے اٹھ کر دوسرے کے پاس چلا گیا جو علم میں اس سے بڑھ کر ہے تو یہ اس پر گراں ہوتا ہے حالانکہ اخلاص کے ساتھ تعلیم دینے والے کی یہ صفت نہیں ہوتی۔ کیونکہ خالص نیت سے پڑھانے والے کی صفت ایسے طبیب کی طرح ہے جو خالص ثواب کے واسطے للہ علاج کرتا ہے۔ چنانچہ کوئی مریض کسی کے ہاتھ سے شفا پائے نیک طبیب کو خوشی ہوتی ہے۔

حکومت و بادشاہت میں مکر شیطان کا جال

شیطان دشمن انسان نے بادشاہوں کے دل میں یہ مکر کا جال پھیلا دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو محبوب رکھتا ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ تمہیں حاکم نہ بناتا اور نہ بندوں پر اپنا نائب کرتا۔ اس مکر کے جال سے اس طرح ہم آگاہ کرتے ہیں کہ

اگر یہ لوگ حقیقت میں اُس کے نائب ہیں تو اُس کے قانونِ شریعت کے مطابق حکم کریں اور
اسی کی مرضی تلاش کریں تو البتہ وہ ان کو پسند کرے گا۔ رہا ظاہری سلطنت ہونا تو ظاہر ہے کہ
اللہ تعالیٰ نے سلطنت بکثرت ایسے لوگوں کو دی جن کو وہ قطعی دشمن رکھتا تھا اور بکثرت ایسے
لوگوں کو دنیا میں سلطنت دی جن کی طرف رحمت کی نظر نہ فرمائے گا، جیسے نمرود
اور فرعون وغیرہ، یہ اس کی قدرت کے کرشمے ہیں اور اس کی نیرنگیاں ہیں
کہ بہتوں کو انبیاء وصالحین پر مسلط کر دیا، حتیٰ کہ انھوں نے انبیاء علیہم السلام
وصالحین کو قتل کر ڈالا۔ یہ سلطنت اُن کے لئے باعثِ رحمت نہیں تھی بلکہ
باعثِ زحمت۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

شیطان دشمنِ انسان بادشاہوں اور حکام کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ سلطان
اور والیٔ ملک کے لئے ہیبت درکار ہے پھر اس کا طریقہ نکالتے ہیں اور عالموں کی صحبت کو
اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اپنی جہالت کی رائے پر عمل کرتے
ہیں۔ پس جس نے محض ہیبت کے خیال سے خلافِ شرع اپنا رعب داب جمایا وہ شیطان کے
جال میں پھنس گیا۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

اور ابلیس یہ کید کا وسوسہ حاکموں کے دل میں ڈالتا ہے کہ تمہارے دشمن بہت ہیں لہٰذا
ہر طرف بہت مضبوط پہرے رکھو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ضرورتمند کی حاجت روائی
اور مظلوم کی دادرسی مشکل ہو جاتی ہے۔ اس طرح کرنے سے انصاف نہیں ہو سکتا ہے
اور بے انصافی ہونے سے حکام وسلاطین کی دین و دنیا تباہ ہوتی ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ
مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

شیطان حاکموں اور بااختیار لوگوں کے دل میں یہ ڈالتا ہے کہ وہ کمزور رعایا سے
زبردستی مال چھینیں اور پھر اس میں سے کچھ خیرات کر دیں تو اس خیرات کرنے سے جبر و غصب
کا گناہ مٹ جائے گا۔ وہ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ صدقہ کا ایک پیسہ ہمارے دس پیسے کے
غصب کا جرم مٹا دے گا۔ یہ خیال باطل اور محال ہے کیونکہ زبردستی چھین لینے کا گناہ باقی
ہے اور رہا صدقہ کا پیسہ تو وہ اگر غصب کے مال سے تھا تو وہ قبول نہ ہوگا اور اگر مالِ حلال

سے تھا تو بھی غصب کا جرم معاف نہیں کرا سکتا۔ اس لیے کہ فقیر کو دینا کچھ دوسرے مظلوم کا حق باقی رہنے کو نہیں روکتا۔ بلکہ فقہا کی جماعت کثیر نے کہا کہ غصب وغیرہ حرام مال سے صدقہ دے کر ثواب کی امید رکھنا کفر میں داخل ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

جاہل پر کیونکر شیطان جلد چھاتا ہے علامہ عبدالرحمٰن بن علی جوزیؒ کا قول ہے کہ سب سے بڑا دروازہ جس سے ابلیس لوگوں کے پاس آتا ہے وہ جہالت کا دروازہ ہے پس جاہلوں کے ہاں وہ بے کھٹکے داخل ہوتا ہے رہا عالم اس کے یہاں سوائے چوری کے کسی طرح نہیں آسکتا۔ ابلیس نے بہت سے عابدوں پر تلبیس اس لیے ڈالی کہ ان کو علم شریعت بہت کم تھا۔ کیونکہ عابدوں میں اکثر یہی حالت ہوتی ہے کہ بغیر علم پڑھے عبادت کے لیے گوشہ نشین ہو جاتے ہیں۔ ربیع بن خثیمؒ نے فرمایا ہے کہ پہلے علم حاصل کر پھر گوشہ نشین ہو۔

عابدوں پر تلبیس ابلیس ابلیس نے عابدوں پر یہ تلبیس ڈالی کہ انہوں نے علم پر عبادت کو ترجیح دی حالانکہ علم عبادت سے علم افضل ہے۔ درس تدریس میں شامل ہونا نوافل سے بہتر ہے پس ابلیس نے ان کی رائے میں یہ جمایا کہ علم سے عمل مقصود ہے اور عمل سے یہی عمل سمجھے جو جوارح سے حاصل ہوتا ہے اور یہ نہ جانا کہ علم بھی قلبی عمل ہے اور قلبی عمل بہ نسبت ظاہری اعضاء کے افضل ہوتا ہے۔ بلکہ جوارح کا کوئی عمل بدون قلبی عمل یعنی نیت کے درست نہیں ہوتا۔

معافی بن عمرانؒ نے ارشاد فرمایا کہ ایک حدیث لکھنا مجھے تمام رات کی عبادت سے زیادہ محبوب ہے۔

طہارت اور وضو میں شیطان کی وسوسہ اندازی بعض کو شیطان استنجے کرنے میں وسواس ڈالتا ہے کہ گھنٹوں کھڑا استنجا سکھاتا رہتا ہے اور طرح طرح کی نامناسب حرکتیں کرتا ہے۔

بعض کی یہ حالت ہے کہ ابلیس نے اس کو بہت پانی بہانا اچھا بتایا حالانکہ سنت ہے تحت مذہب کے موافق بھی عین نجاست دور کرنے کے لیے سات کلوخ (ڈھیلے) کے لینے کے بعد جب کہ مخرج سے ادھر ادھر کچھ نہ لگا ہو تو پانی سے صاف کرنا بس کافی ہے اس میں وسواس نہ کرنا چاہیے۔ بہت سا پانی خرچ کرنے میں چار باتیں مکروہ جمع ہو جاتی ہیں۔ اول پانی میں اسراف۔ دوم وقت برباد کرنا سوم شریعت پر تعلّی کرنا کیونکہ شرع نے تھوڑے پانی کے

استعمال کی تاکید فرمائی اور اس نے اس کے حکم کی تعمیل نہ کی۔ چہارم شرع نے تین بار دھونے سے زائد کو ظلم و تعدی ٹھہرایا تھا تو یہ ممنوع میں اول ہی سے داخل ہوا۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ایسے شخص نے وضو میں اتنا طول دیا کہ نماز کا وقت ہی فوت کر دیا یا فضیلت کا وقت اول فوت کیا یا جماعت کی نماز فوت کی۔ نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی طرف ہوا۔ اس وقت وہ وضو کر رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا اے سعد! یہ کیا اسراف ہے؟ سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کیا وضو میں بھی پانی کا اسراف ہوتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا "ہاں اگرچہ تو بہتے دریا کے کنارے وضو کرے"۔

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو میں وسواس کے واسطے ایک شیطان مقرر ہے اُس کا نام ولہان ہے تم اس سے بچتے رہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ پیشاب سے پرہیز کرو تو اس کے معنی سمجھنے چاہئیں۔ یعنی پرہیز کرنے کی حد معلوم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جہاں کہیں پیشاب لگ جائے تو اس سے غفلت نہ کرو بلکہ اس کو پانی سے دھو ڈالو اور وسواس یہ ہے کہ آدمی پانی کے پیچھے لگ جائے اور یہاں تک بہاتا رہے کہ وقت نکل جائے اور ایسی بیہودگی میں وقت گزار دے کہ شرع نے اس کا حکم نہیں دیا ہے۔ علماء عاقلین کے نزدیک خوبی یہ ہے کہ وقت کی حفاظت کی جائے اور عبادت میں پانی کے ساتھ تکلف نہ کیا جائے۔ وضو میں اعضاء تین دفعہ سے زائد نہ دھوئے جائیں۔

نمازیوں کے ساتھ کید شیطان ابلیس نے بہت سے نمازیوں پر حروف کے مخارج میں تلبیس ڈال دی چنانچہ بعض کو دیکھو کہ وہ الحمد الحمد مکرر سہ کر رکہتا ہے "حتیٰ کہ اس کلمہ کے بار بار مکرر سہ کر کہنے کی وجہ سے نماز کے ادب سے خارج ہو جاتا ہے اور کبھی ابلیس تشدید ٹھیک نکالنے میں تلبیس ڈالتا ہے اور کبھی غیر المغضوب کے ضاد نکالنے میں تلبیس کرتا ہے حالانکہ مراد تو حرف کو صحیح نکالنا ہوتا ہے لیکن ابلیس ان لوگوں کو ایسی زائد فضولیات کی طرف

اس لئے لے جاتا ہے کہ تلاوت میں معانی کی فکر سے ہٹ جائیں اور فضول مبالغات میں پڑ جائیں۔

صحیح مسلم میں ہے کہ عثمان بن ابی العاص نے عرض کیا "یا رسول اللہ میری نماز و قرأت اور میرے درمیان شیطان نے حائل ہو کر تلبیس ڈالنی شروع کی۔ حضرت نے فرمایا "اس شیطان کا نام خنزب ہے۔ جب تجھے ایسا معلوم ہو تو اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا اور بائیں طرف تین مرتبہ تھتکار دینا" میں نے یہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو مجھ سے دور کر دیا۔

بہت سے عابدوں پر ابلیس نے یہ تلبیس ڈالی کہ رات میں بہت دیر تک بلکہ تمام رات نفل عبادت میں رہتے ہیں اور رات میں جاگتے جاگتے صبح کے قریب سو جاتے ہیں تو نماز فجر بھی جاتی رہتی ہے جو فرض ہے یا وہ بے وقت اُٹھا تو ضروریات سے فراغت کرنے میں جماعت جاتی رہتی ہے یا صبح کو بہت سست اٹھتا ہے تو اپنی آل اور اولاد کے واسطے معاش حاصل کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی سے جو رات رات بھر نفل عبادت کرتے تھے فرمایا کہ تیرے بدن کا بھی تجھ پر حق ہے تو نماز بھی پڑھ اور سونے کے وقت نیند بھی لے اور فرماتے تھے کہ تم پر اوسط طریقہ لازم ہے۔

انس بن مالکؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک رسی بندھی ہوئی لٹکتی ہے۔ فرمایا کہ یہ کیا چیز ہے؟ عرض کیا گیا کہ یہ زینبؓ کی رسی ہے جب وہ نماز پڑھتے پڑھتے تھک جاتی ہیں یا اُونگھ جاتی ہے تو یہ رسی تھام لیتی ہیں تو فرمایا کہ اس کو کھول دو۔ پھر فرمایا کہ جب تک تم میں سے آدمی چاق و چوبند رہے تب تک نماز پڑھے۔ جب اُس کو تھکان یا سستی آئے تو باز رہے"۔ چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے روایت کی کہ "جب تم میں سے کوئی اونگھے تو سو رہے یہاں تک کہ اُس کی نیند جاتی رہے کیونکہ جب وہ اونگھتے ہوئے نماز پڑھے گا تو غلطی کرنے کا امکان ہے کہ بقصد ذکر سے استغفار کا اور لگے اپنے آپ کو برا بھلا کہنے"۔

ابلیس عابدوں کو ریاکاری پر آمادہ کرتا ہے | شب بیداروں کی ایک جماعت پر ابلیس نے

تلبیس ڈالی کہ وہ دن میں شب بیداری کے حالات بیان کرتے ہیں مثلاً ایک کہتا ہے کہ فلاں مؤذن نے فجر کی اذان ٹھیک وقت پر کہی تھی۔ اس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ اس وقت آپ کی شب بیداری لوگوں کو معلوم ہو۔ پھر اگر یہ شخص ریاکاری سے بچ بھی گیا تو کمتر درجہ یہ ہے کہ یہ شخص خفیہ دفتر سے ہٹا کر علانیہ دفتر میں لکھا جائے گا اور اس کا ثواب کم ہو جائے گا۔

ایک اور جماعت پر ابلیس نے یہ تلبیس ڈالی کہ وہ نماز و عبادت و تہجد وغیرہ کے لئے علیحدہ ایک ایک مسجد میں بیٹھ گئے تو یہ لوگ اُسی مسجد کے نام سے مشہور ہوئے اور ہر ایک کے ساتھ اس کے معتقدین کی ایک جماعت نے شرکت کی اور لوگوں میں ان کی خبر مشہور ہوگئی۔ یہ ابلیس کے وسوسوں میں سے ہے اور معتقدین زیادہ ہوتے ہیں تو ان کا نفس خوش ہوتا ہے اور یہ عبادت پر زیادہ قیام کرتا ہے کیونکہ اس کو اعتماد ہے کہ اس طرح نیک نام مشہور ہوں گا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حدیث روایت کی کہ آدمی کی سب سے بہتر نماز اس کے گھر میں ہے سوائے نماز فریضہ کے۔ مخلصین کو ناگوار گزرتا ہے جب کوئی ان کو نفل نماز پڑھتے ہوئے دیکھے اسی لئے وہ نفل نمازیں گھر پر پڑھتے ہیں۔ مشہور فقیہ قاضی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ جب نفل نماز پڑھتے اور کوئی آنے والا ہوتا نماز چھوڑ کر لیٹ جاتے۔

عابدوں کی ایک جماعت پر ابلیس نے تلبیس ڈالی کہ وہ لوگوں کے مجمع میں رونا شروع کرتے ہیں۔ یہ بات اگرچہ ایسی ہے کہ کبھی دل نرم ہو کر گریہ طاری ہوتا ہے لیکن جو شخص اس کو روک سکے اور نہ روکے تو اس نے اپنے نفس کو ریاکاری میں مبتلا کیا۔ ربیع بن خثیمؒ کا دستور یہ تھا کہ اگر انہوں نے تلاوت کے واسطے قرآن شریف کھولا ہے اور اچانک کوئی آگیا تو آپ اس کو اپنے کپڑے کے نیچے چھپا لیتے۔ سلف کا یہی طرز عمل تھا کہ وہ اپنی عبادت کو حتی الامکان چھپاتے تھے تاکہ شیطان انہیں ریاکاری میں مبتلا نہ کر دے۔

روزہ میں ریاکاری کبھی کسی عابد کے نام پر یہ امر مشہور ہو جاتا ہے کہ فلاں شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہے اور اس کو اپنی یہ شہرت معلوم بھی ہو جاتی ہے تو بھی اس کو ترک نہیں کرتا۔ بلکہ کسی

وجہ سے روزہ نہ رکھا تو روزہ نہ ہونے کو چھپاتا ہے تاکہ اس کی شہرت میں فرق نہ آئے اور یہ باریک ریاکاری ہے۔ اگر اس میں خلاص ہوتا اور اس نفلی روزہ کو چھپانا چاہتا تو خاص کر ایسے لوگوں کے سامنے افطار کرتا جن کو اس کا دائمی روزہ دار ہونا معلوم ہوا ہے، پھر لوگوں سے چھپ کر بدستور روزہ رکھنے لگتا۔ ابلیس یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ تم اس واسطے اپنا نفلی روزہ ظاہر کرو کہ لوگ تمہاری اقتدا کریں لیکن اللہ تعالیٰ ہر ایک کی نیت خوب جانتا ہے۔ سفیان الثوریؒ نے کہا کہ بندہ مدت سے ایک عمل خفیہ کرتا ہے پھر برابر اس کو شیطان اُبھارتا رہتا ہے۔ آخر وہ لوگوں سے بیان کرنے لگتا ہے تو خفیہ عمل کے دفتر سے نکال کر علانیہ والوں میں داخل کر دیا جاتا ہے، جس کا ثواب کم ہے۔

بعض عابدوں کی یہ عادت ہے کہ دوشنبہ و جمعرات کو روزہ رکھتے ہیں۔ جب وہ کھانے کے لئے بلائے جاتے ہیں تو کہتے ہیں بھائی آج تو دوشنبہ ہے یا جمعرات ہے اور یہ کہنا کہ میں روزہ سے ہوں اس لئے گراں ہوتا ہے کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ حضرت کا معمول یہ ہے کہ وہ دوشنبہ اور جمعرات کو روزہ رکھتے ہیں۔

حج میں ریاکاری بعض حاجیوں کی خواہش ہوتی ہے کہ جب وہ حج سے واپس آئیں تو لوگ انہیں لینے آئیں اور وہ حاجی صاحب کے لقب سے پکاریں۔ خانہ کعبہ میں پاک دل سے تقویٰ و طہارت حاضر ہونا چاہئے۔ بسا اوقات ابلیس ظاہری صورت حج کی دکھا کر مغرور کرتا ہے۔ حالانکہ حج سے مقصود یہ تھا کہ دل سے تقرب ہو نہ کہ بدن سے قرب ہو کہ جسمانی طور پر تو خانہ کعبہ کے پاس چلے گئے مگر دل دوسرے خیالات و وساوس میں رہا و یہ بات جب ہی حاصل ہو سکتی ہے کہ تقویٰ و طہارت حاصل کرے۔

بعض لوگ محض اس لئے حج کو بار بار جاتے ہیں کہ اپنے حجوں کی تعداد بتا کر لوگوں میں فخر کریں۔ چنانچہ کبھی وہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں نے بفضل خدا ساٹھ حج کئے ہیں، حالانکہ باطنی پاکیزگی کی طرف کبھی توجہ نہ ہوئی۔ اللہ نیتوں کو استقلال دے اور تلبیس ابلیس سے بچائے۔

ایک بزرگ سے ایک شخص نے کہا کہ میں حج مکہ کو بغیر زاد راہ کے توکل پر جانا چاہتا ہوں، تو اُن بزرگ نے کہا اگر بغیر قافلہ کے اکیلا جا۔ قافلہ کے ساتھ نہ ہو۔ وہ کہنے لگا یہ نہیں ہو سکتا

ہیں تو قافلہ کے ساتھ رہوں گا۔ پھر اُن بزرگ نے کہا کہ تو نے قافلہ والے آدمیوں پر توکل کیا ہے (خدا پر توکل نہیں کیا ہے)۔

بعض لوگ ایک حج فرض ادا کر چکے ہوتے ہیں۔ لیکن پھر بھی بغیر رضائے والدین کے دوبارہ حج کو نکل جاتے ہیں اور ایسی حالت میں جاتے ہیں کہ ان کے ذمہ قرضے واجبات ہوتے ہیں۔ کبھی ان کی نیت سیر و سیاحت کی ہوتی ہے اور کبھی ایسے مال سے حج کرتے ہیں جس میں حرام کا شبہ ہوتا ہے۔

بہت سے حج کرنے والوں کو ابلیس نے یہ دھوکہ دیا کہ حج تمہارے سب گناہ معاف کرا دے گا، لہٰذا نمازیں چھوڑتے رہتے ہیں اور فروخت کے وقت کم تول کر دیتے ہیں۔

مجاہدین کے ساتھ شیطان کا فریب علامہ عبدالرحمٰن بن جوزیؒ کا قول ہے کہ ابلیس نے بہت لوگوں پر اپنا مکر کیا ہے کہ وہ جہاد کو نکل کھڑے ہوتے ہیں اور مُس سے اُن کی صرف سیر اور نیت ہوتی ہے کہ کسی طرح لوگوں میں فخر و عزت حاصل ہو اور لوگ کہیں کہ فلاں مرد غازی ہے اور اکثر یہ مقصود ہوتا ہے کہ اُن کو شجاع و بہادر کہا جائے یا غنیمت حاصل کرنی مقصود ہوتی ہے اور اعمال کا دار و مدار تو نیتوں پر ہوتا ہے۔

حضرت ابی موسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ آپ مجھے آگاہ فرمائیں کہ آدمی کبھی تو شجاعت کے واسطے قتال کرتا ہے اور کبھی قومی حمیت سے لڑتا ہے اور کبھی فخر و نمود سے۔ ان میں راہِ الٰہی میں کس کا قتال ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہونے کے واسطے لڑے وہ راہِ الٰہی میں ہے۔

مگر شیطان اُن پر وار نہ کر سکا ابو عبیدہ عنبریؒ نے بیان کیا کہ اہلِ اسلام صحابہ و تابعین نے جب مدائن دار السلطنتِ کسریٰ فتح کیا اور وہاں اُترے تو مالِ غنیمت جہاں جہاں مقبوض تھا سب کو جمع کیا، اُس وقت ایک شخص جواہرات کے ڈبے لیا اور جو شخص اموالِ غنیمت جمع کرتا تھا اُس کے حوالہ کیا تو جو لوگ وہاں موجود تھے کہنے لگے کہ واللہ ایسی دولت کبھی نہیں دیکھی اور جو کچھ یہ تمام غنیمت موجود ہے اس کے برابر نہیں ہے اور نہ اس کے قریب پہنچتی ہے۔ پھر اُس شخص سے کہا کہ تم نے اس میں سے کچھ لیا ہے؟ اُس نے کہا کہ تم جان

دیکھو واللہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے واسطے نہ ہوتا تو میں اس کو تمہارے پاس بھی نہ لاتا۔ راہبوں نے جانا کہ اس شخص کے خلوص میں ایمان و تقویٰ کی شانِ عظیم ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں فرمایا کہ "واللہ میں تم کو نہ بتاؤں گا کہ تم میری تعریف کرو اور نہ تم کو دھوکہ دوں گا۔ کہ میرے حق میں افراط کرو بلکہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا ہوں اور اسی کے دیئے ہوئے ثواب سے راضی ہوں" لوگوں نے چپکے سے کچھ لوگ اس کے پیچھے لگائے کہ دیکھو یہ شخص کہاں جاتا ہے۔ جب وہ شخص اپنی قوم میں گیا تو جو لوگ پیچھے لگے تھے تو انہوں نے وہاں اس کی قوم والوں سے پوچھا کہ اس شخص کا کیا نام ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ عامر بن عبد قیسؒ ہیں۔

امر بالمعروف کرنے والوں کے ساتھ شیطان کا فریب | نیک باتوں کا حکم کرنے والوں اور بری باتوں سے روکنے والوں پر بھی شیطان اپنا داؤ چلاتا ہے۔ اس کام میں وہ ان کو خود پسندی و ناموری کی راہ دکھاتا ہے۔ اس کے علاوہ کبھی وہ ان کو امر بالمعروف کے درمیان غصہ دلاتا ہے۔ ایسی حالت میں جھگڑا کرنا خدا کے واسطے نہیں ہوتا بلکہ اپنی ذات کے لئے ہو جاتا ہے۔ خدا کے نیک بندے ایسے موقعوں سے بچنے کی دعا و کوشش کرتے ہیں۔ حضرت عمر بن عبد العزیز خلیفہ نے ایک شخص سے فرمایا کہ "اگر میں غصہ میں نہ ہوتا تو تجھے سزا دیتا۔" اس سے آپ کا مطلب یہ تھا کہ تو نے مجھے غصہ میں کر دیا اب میں ڈرتا ہوں کہ جو خدا کے واسطے کرنا چاہیے تھا اس میں میرا ذاتی غصہ شامل نہ ہو جائے۔

اگلے زمانے کے بزرگ نصیحت کرنے اور بری باتوں سے روکنے میں نرمی کیا کرتے تھے ایسے ہی ایک بزرگ کا گزر ایک قوم پر ہوا جو جوا کھیل رہے تھے ان سے فرمایا کہ اے میرے بھائیو تم لوگ ایسے مسافر کے حق میں کیا کہتے ہو جو رات بھر سوتا رہا اور دن بھر کھیل میں پڑا رہا تو سفر کس وقت پورا کرے گا۔ ان میں سے ایک جوان چونکا اور بیدار ہوا اور کہا کہ اے قوم یہ بزرگ ہم لوگوں کو نصیحت کرتے ہیں۔ پھر اس نے توبہ کی اور اس حرکت سے باز آیا۔

زاہدوں پر تلبیس ابلیس | اگلے وقتوں میں ایک زاہد و متقی بزرگ تھے۔ لوگ دور دور سے ان کی زیارت و ملاقات کو آتے تھے اور ان کی تعظیم و توقیر کرتے تھے۔ ایک روز انہوں نے جستجو کی بات کہی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم نے دنیا و اہل دنیا و اموال کو اس سے چھوڑا کہ ہم میں

سرکشی اور غرور نہ پیدا ہو۔ اس خوف سے ہم نے زہد اختیار کیا۔ لیکن اب مجھے یہ خوف ہے کہ مال والوں میں جتنی سرکشی اور غرور ان کے مال کی وجہ سے پیدا نہیں ہوتا جتنا ہم لوگوں کے اندر اس موجودہ حالت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ہم اپنی مقبولیت کو دیکھ کر پھول جاتے ہیں اپنی دینداری کی قیمت وصول کرنے میں چاہتے ہیں کہ لوگ ہماری دینداری کی وجہ سے ہماری عزت کریں کچھ خریدنے جائیں تو لوگ کم دام وصول کریں۔ ان صاحب کی ان باتوں کی خبر شاہِ وقت تک پہنچی تو وہ بادشاہ اس کے دیدار و سلام کے لئے روانہ ہوا۔ جب وہ قریب آیا تو اس سے کہا گیا کہ بادشاہ آپ کے سلام کے واسطے آیا ہے۔ اس بزرگ نے کہا یہ کس لئے؟ کہا گیا تاکہ آپ سے پند و نصائح سن کر مستفید ہو۔ کہا اسے کسی طرح واپس کر دو۔ پھر غلام سے پوچھا کہ بھلا تیرے پاس کچھ کھانا موجود ہے۔ اس نے کہا کہ کچھ چھوہارے وغیرہ پھل ہیں۔ شیخ نے ان کو مانگا تو دستر خوان ٹاٹ پر رکھ دیئے گئے۔ شیخ نے کھانا شروع کیا حالانکہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ اتنے میں بادشاہ آ کر کھڑا ہوا اور سلام کیا تو شیخ نے کچھ ہلکا سا جواب دیا۔ پھر کھانے پر متوجہ ہو گئے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ وہ شیخ کہاں ہیں۔ کہا گیا کہ یہ وہی ہیں۔ کہا کہ جو کھانے میں مشغول ہیں۔ کہا گیا جی ہاں۔ بادشاہ نے کہا کہ اس کے پاس تو کچھ خوبی نہیں ہے اور پھر واپس چلا گیا۔ تو شیخ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے اس ذریعہ سے تجھے میرے پاس سے پھیر دیا۔ ان بزرگ نے شیطان کے ہتھکنڈے سے بچنے کا یہ طریقہ نکالا۔

داؤد بن ابی ہند نے بیس سال تک روزہ رکھا اور ان کے گھر والوں کو معلوم نہ ہوا۔ ان کا طرز عمل یہ تھا کہ وہ صبح کا ناشتہ گھر سے لے کر بازار کو جاتے اور راہ میں صدقہ کر دیتے۔ بازار والے یہ سمجھتے کہ اپنے گھر سے کھا کر آئے ہوں گے اور گھر والے جانتے کہ انہوں نے بازار سے جا کر کھایا ہو گا۔ اس طرح مردانِ خدا کا طریقہ تھا کہ وہ اپنے زہد و تقویٰ اور عبادات کو مخفی رکھتے تھے تاکہ شیطان غرور میں مبتلا نہ کر دے اور ریاکاری کا ارتکاب نہ ہو۔

عبداللہ بن حنظلہ نے کہا کہ عبداللہ بن سلامؓ اپنے سر پر لکڑیوں کا گٹھا لادے ہوئے گزرے تو کچھ لوگوں نے آپ سے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ ایسا کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ نے آپ کو دولت و مقدرت دی ہے۔ یہ کام اوروں سے لے سکتے ہیں۔ کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنے

سے نفس کا تکبر دور کر دوں اور ارشاد کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ "جنت میں وہ بندہ نہیں داخل ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑی ضرورت کی چیز خود خریدتے تھے اور خود اٹھا لاتے تھے خلیفہ اول ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے کندھے پر کپڑے لاد کر بیچنے جاتے تھے اور ان کی خرید و فروخت کرتے تھے۔ مریضوں کی عیادت کو جاتے وغیرہ وغیرہ۔ پیروں، عالموں، حکیموں اور ترقی روشنی کے لوگوں نے آج کل اس سنت کو پس پشت ڈال دیا ہے۔

اے سعید آج کل ذرا ذرا سے مقدرت والوں کو تو نہ دیکھئے گا کہ وہ اپنے گھر کی ضروریات کو خود خرید کر لاتے ہوں۔ یہ کام نوکروں پر یا غریب ہمسایوں پر ڈال رکھے ہیں۔ [illegible] ہوتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ حالت تھی کہ ان کے پاس کچھ نہ ہوتا تو خوش ہوتے تھے۔

اے سعید! تیرا یہ حال ہے کہ ذخیرہ رکھتا ہے اور افسوس کے ذریعہ مال جمع کرتا ہے گویا خدا کے رزق کے ضامن ہونے پر تجھے یقین نہیں ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا؟ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دنیا کی فوت شدہ چیز پر افسوس کرے گا وہ ایک سال بھر کی راہ دوزخ سے قریب ہوگا تیری یہ حالت ہے کہ ذرا سی چیز کے فوت ہو جانے پر افسوس کرتا ہے اور عذاب الٰہی کے نزدیک ہونے کی پروا نہیں کرتا۔

اصلی زہد کیا ہے؟ اس میں شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کے ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے اور سعد کو فرمایا کہ تمہارا اپنے وارثوں کو خوش حال چھوڑ کر مرنا اس سے بہتر ہے کہ ان کو ایسی حالت میں چھوڑ جاؤ کہ محتاج ہو کر لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ اور نیز آنحضرت نے فرمایا کہ مجھ کو ابوبکر کے مال سے بڑھ کر کسی کے مال نے نفع نہیں دیا قرآن شریف میں ہے

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا (النساء ۵) — تم اپنے مال جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے باعث قیام قرار دیا ہے بے وقوفوں کو مت دے ڈالو۔

اور نیز اللہ عزوجل نے نا سمجھ آدمی کو مال سپرد کرنے سے منع فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہوا:

فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ (النساء ۶) — جب تم یتیموں کو دیکھو کہ انہیں اچھی طرح سمجھ آگئی ہے تو ان کے مال ان کو دیدو۔

اللہ تعالیٰ نے مال کی حفاظت کا حکم فرمایا ہے کیونکہ اس کو آدمی کے لئے باعثِ قیام بنایا اور آدمی اشرف المخلوقات ہے۔ جو چیز اشرف کے لئے باعثِ قیام وحیات ہے وہ بھی ضرور اشرف ہے۔ پس مال اس قدر اچھا ہے کہ قوتِ لایموت ہو جس سے یادِ مولیٰ ہو، نہ کہ گنج ہو اور حلال سے کمایا ہوا ہو۔

نبی کریمؐ نے حضرت عمرو بن العاصؓ سے فرمایا کہ "اے عمرو اچھا مال اچھے آدمی کے لئے بہت بہتر ہوتا ہے۔"

حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ میرے لئے رسول اللہؐ نے خیر و برکت کی دعا کی اور دعا کے آخری الفاظ یہ تھے "خداوندا انس کو مال و دولت زیادہ عطا فرما اور اس میں برکت دے۔"

عبید اللہ بن کعب بن مالکؓ نے کہا کہ میں نے (اپنے والد) کعب بن مالکؓ سے سنا وہ اپنے توبہ کرنے کا قصہ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ اپنی توبہ اور جرم کے کفارے کے طور پر میں چاہتا ہوں کہ اپنا مال خدا اور رسول کے لئے خیرات کر دوں ارشاد فرمایا کہ کچھ مال اپنے پاس رہنے دو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔"

علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی کہتے ہیں کہ اس امر کا تو انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مال جمع کرنے میں فتنہ کا خوف ہے اور اسی لئے جماعت کثیر نے مال سے پرہیز کیا ہے اور اس سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ حلال طریقے سے مال کا جمع کرنا بہت کم ہوتا ہے اور اس کے فتنہ سے دل کا سلامت رہنا اور باوجود مال کے آخرت کی یاد میں دل کا مشغول ہونا شاذ و نادر ہے اور اسی وجہ سے مال کے فتنہ کا خوف ہوا کرتا ہے۔ باقی رہا مال کا حاصل کرنا تو بات یہ ہے کہ جس شخص کو حلال ذریعہ سے بقدرِ کفالت حاصل کرنے کی احتیاج ہے تو یہ ایسا امر ہے جو ضروری ہے اور جو شخص حلال طریقے سے مال جمع کرتا اور بڑھاتا ہے تو ہم اس کے مقصود پر غور کریں گے۔ اگر وہ صرف فخر اور بڑائی چاہتا ہے تو بہت برا مقصد ہے اور اگر اپنی اور اپنے اہل و عیال کی عفت چاہتا ہے اور آئندہ زمانہ کی آفتوں کیلئے ذخیرہ رکھتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ بھائیوں کی امداد کرے، فقیروں کو خوش کرے نیک کاموں کو سرانجام دے تو اس کے قصد پر اس کو ثواب ملے گا اور اس نیت سے اس کا جمع کرنا بہت سی عبادتوں سے افضل ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم

کی نیتیں مال جمع کرنے میں خلل سے پاک تھیں کیونکہ ان کے مقاصد نیک تھے لہٰذا انہوں نے مال میں زیادتی کی آرزو کی تاکہ نیک کاموں میں صرف کریں۔ حضرت سعد بن عبادہؓ دعا مانگا کرتے تھے کہ خداوندا فراخ دستی عطا فرما۔

اور آپ کو بتاؤں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے جب اُن کے بیٹوں نے آکر کہا کہ اگر آپ بنیامین کو ہمارے ساتھ بھیج دیں تو ایک اونٹ غلہ زیادہ ملے گا۔ تو آپ نے بنیامین کو بھیج دیا اور حضرت شعیب نے اپنے نفع لینے کو مقدم کیا۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ سے کہا فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ[1] (اگر تم دس برس پورے کر یا پانچ دو گے تو تمہاری عنایت ہے) اور حضرت ایوب علیہ السلام اپنی طویل بیماریوں سے جب شفا پاچکے تو ایک سونے کی ٹڈی اُن کے پاس سے گزری وہ اپنی چادر اُس کے پکڑنے کو پھیلانے لگے۔ تاکہ زیادہ مال در جائیں ارشاد ہوا کہ اے ایوب کیا تیرا پیٹ نہیں بھرا۔ عرض کیا اے پروردگار تیرے فضل سے کس کا پیٹ بھرتا ہے؟ غرضکہ مال جمع کرنا ایک ایسا امر ہے جو طبیعتوں میں رکھا گیا ہے وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ[2] (اور انسانوں کے نفس لالچ و طمع کی طرف مائل ہیں) جب مال سے مقصود خیر ہو تو وہ بھی خیر محض ہوگا ورنہ وبالِ جان و دشمن ایمان ہے۔

اے خالقِ ہر بلند و پستی — شش چیز عطا بکن زہستی
علم و عمل و فراخ دستی — ایمان و امان و تندرستی

لباس کے بارے میں شیطان کے مکر و فریب

اگر کوئی صوفیت جتانے کے لیے جو رنگین کپڑے پہنتا ہے تو وہ سپید لباس کی فضیلت فوت کرتا ہے۔ اگر بلا ضرورت پیوند پر پیوند لگا کر پرانے کپڑے جو خوش نما آتے ہیں اُن کو ہی کرگدڑی بناتا ہے تو یہ ریاکاری ہے اور باعث شہرت ہے، اور شہرت کے لباس سے شریعت نے منع فرمایا ہے۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب کپڑوں میں سفید کپڑا پہنا کرو کیونکہ وہ سب کپڑوں میں اچھا کپڑا ہے اور اسی میں اپنے مرنے والے کو کفن دیا کرو۔" اور فرمایا رسول اللہؐ نے "تم سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ وہ بہت پاکیزہ اور عمدہ ہوتے ہیں اور انہیں میں اپنی میتوں کو کفنایا کرو۔"

---

[1] سورۃ القصص ۲۷ [2] سورۃ نساء : ۱۲۸

اور یہی سفید کپڑا اہل علم کے نزدیک بھی مستحب ہے۔ ہاں سُرخ حلہ آپ نے پہنا ہے اور سیاہ عمامہ باندھا ہے مگر مسنون لباس تو فقط یہ ہے جس کا آپ حکم دیتے تھے اور جسے پسند فرماتے تھے۔ اس میں بھی شک نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہ سیاہ و سرخ لباس پہنا کرتے تھے۔ مگر اب اپنے کو درویش ظاہر کرنے کے لئے اور ان کپڑوں میں شہرت دینے کے لئے جو پہنے جاتے ہیں یہ منع ہے۔ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شہرت کا لباس پہنے گا جب تک اس کو نہ اتارے گا اللہ تعالیٰ اُس سے منہ موڑے رہے گا۔

سُفیان ثوریؒ نے کہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم دو شہرتوں کو مکروہ جانتے تھے ایک تو ایسے نفیس کپڑے جن کی وجہ سے مشہور ہو جائے اور لوگ اُس کی طرف نظریں اُٹھا کر دیکھیں۔ اور دوسرے ایسے ردی کپڑے جن سے حقیر ہو جائے اور ذلیل سمجھا جائے۔" پس اتنا نیچا بھی نہ رکھ جائے جو باعث ذلت ہو اور نہ بہت اونچا رکھے جیسے گھوڑے کا سوار ہوتا ہے۔ بس درمیانی ہو اور لباس اترانے کی راہ سے نہ پہنے۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو لوگ ریا کی غرض سے صُوف کا لباس پہنتے ہیں اُن سے اللہ کے سامنے زمین فریاد کرتی ہے۔"

لباس سے اپنا زہد و تقویٰ ظاہر نہ کرے۔ صوف کا کپڑا فخریہ پہنا جاتا ہے یہ بُرا ہے۔ پس وسط درجے کا لباس پہننا چاہئے نہ بہت بڑھیا نہ بہت ہی گھٹیا۔

حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک حلہ سنہری دھاریوں والا مسجد کے قریب بکتا ہوا دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر آپ جمعہ کے لئے اور باہر سے آنے والوں کے لئے یہ حلہ خرید فرما لیتے تو بہت بہتر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "پُر تکلف لباس وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں" آنحضرتؐ نے اس کے پُر تکلف ہونے کی وجہ سے اُس کے خریدنے سے انکار فرما دیا۔

حضرت جابرؓ نے کہا ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے مکان پر ہم سے ملنے کو تشریف لائے ایک آدمی کے بال پریشان دیکھے، فرمایا کیا اس شخص کو ایسی چیز نہیں ملتی جس سے یہ اپنے بال درست کرے پھر ایک آدمی کو میلے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا کیا اس شخص کو

ایسی چیز نہیں ملی جس سے اپنے کپڑے دھولے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ صحابہ کی ایک جماعت دروازے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں تھی۔ آپ اُن کے پاس جانے کے لئے اُٹھے۔ گھر میں ایک ناند تھی جس میں پانی بھرا تھا۔ آپ اُس میں دیکھ کر سر کے بال اور ریش مبارک درست فرمانے لگے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ بھی ایسا کرتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ جب آدمی اپنے بھائیوں کے سامنے جائے تو اپنے آپ کو درست کر لینا چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے دل میں ایک ذرہ برابر بھی غرور ہو گا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔" ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں ہر ایک پسند کرتا ہے کہ اُس کا لباس اچھا ہو جوتا خوبصورت ہو (تو کیا یہ بھی غرور ہے؟)۔ آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو محبوب رکھتا ہے غرور تو اس کو کہتے ہیں کہ حق بات سے سرکشی کرے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔" یہ حدیث شریف صحیح مسلم میں ہے اور معنی یہ ہیں کہ حق سے روگردانی کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا غرور کا باعث ہے۔

کھانے کے بارے میں شیطانی فریب بعض لوگوں کو خاص طور پر جاہل صوفیوں اور زاہدوں کو شیطان نے یہ فریب دیا کہ بعض حلال غذائیں اپنے اوپر حرام کر لیں اور ردی اور خراب کھانوں پر گزر بسر کرنے لگے۔ مثلاً گوشت ترکاری اور پھل میوے، شہد اور شکر، دودھ دہی اور گندم جیسی خدا کی نعمتیں اپنے اوپر حرام کر لیں اور خربوزے کے چھلکے اور بوسہ اور سوکھے ٹکڑے اور جو کے ستو وغیرہ کھانے لگے اور ٹھنڈا پانی اپنے اوپر حرام کیا، اس کی جگہ گرم پانی پینے لگے۔ اس کے علاوہ لمبے لمبے فاقے اور مسلسل روزے رکھنے شروع کر دیئے۔ مقصد ان کا یہ تھا کہ نفس کو توڑا جائے اور اس کو تکلیف میں مبتلا کیا جائے تاکہ وہ موت کی آرزو کرے۔ حالانکہ یہ باتیں خلافِ شریعت بھی ہیں اور خلافِ فطرت بھی۔ خدائے تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام ٹھہرانا شیطان کی پیروی ہے اور اس کا دھوکہ ہے خدا فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا — اے لوگو! زمین کی چیزوں میں سے حلال و پاکیزہ چیزیں کھاؤ

فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ (البقرہ: ۱۶۸) — اور شیطان کے قدم بہ قدم نہ چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے

سب حلال غذائیں خدائے تعالیٰ نے انسان کے لئے پیدا کی ہیں، وہ یہ سب اُس کے مزاج اور ضرورت کے مطابق ہیں۔ اگر ان حلال و طیب غذاؤں سے انسان پرہیز کرے گا اور غیر فطری غذائیں کھائے گا تو اس کا بدن کمزور ہوگا اور وہ طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہوگا، اور اس طرح وہ فرائض و عبادات بھی ٹھیک طور پر بجالانے کے قابل نہیں رہے گا۔ کیونکہ بدن تو ایک سواری ہے، اس کو صحتمند اور محفوظ رکھنا ضروری ہے۔

کھانے پینے کی سب چیزیں خدائے تعالیٰ کی نعمتیں ہیں جن کا احسان اُس نے انسان پر جتایا ہے اور ان نعمتوں کو استعمال کرنے کا اذن دیا ہے۔ چنانچہ شہد کے لئے فرمایا: فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ[1] (اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے)۔ جانوروں کے گوشت اور دودھ کو اپنی ایک بڑی نعمت فرمایا ہے:

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِیْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ۔ (النحل: ۵) — اور اسی نے چوپایوں کو پیدا کیا۔ اُن چوپایوں میں تمہارے لئے گرمی حاصل کرنے کا سامان اور بہت سے فائدے ہیں، اور ان میں سے بعض کو کھاتے بھی ہو۔

وَهُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا (النحل: ۱۴) — اور اسی (اللہ تعالیٰ) نے دریا کو مسخر کر رکھا ہے تاکہ تم اس دریا میں سے (مچھلی کا) تازہ گوشت کھاؤ۔

وَاِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَیْنِ — اور یقیناً تمہارے لئے چوپایوں میں غور کرنے کا مقام ہے وہ یہ کہ ہم تم کو اس گوبر اور خون کے درمیان سے جو اُن کے پیٹوں میں ہوتا ہے ایسا خالص دودھ پلاتے

[1] النحل: ۶۹

فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ (النحل ۶۶) — ہیں جو پینے والوں کے لئے خوشگوار ہوتا ہے۔

قربانی کے گوشت کے لئے فرمایا کہ اس میں سے خود بھی کھاؤ اور غریب غربا کو بھی کھلاؤ۔

فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ (الحج - ۲۸)

اسی طرح پھلوں ترکاریوں اور اناج میووں کے لئے فرمایا کہ وہ انسانوں ہی کے کھانے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں :

وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ (البقرہ : ۲۲) — اور اس نے آسمانوں سے پانی برسا کر میوے نکالے تمہارے کھانے کو۔

فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ (المؤمنون : ۱۹ - ۲۰) — پھر اس پانی کے ذریعے ہم نے تمہارے لئے کھجوروں کے اور انگور کے باغ پیدا کئے اور ان باغوں میں تمہارے لئے بکثرت تازہ میوے بھی ہیں جن کو تم کھاتے ہو۔ اور اسی پانی سے ہم نے زیتون کا درخت بھی پیدا کیا جو طور سینا میں بکثرت پیدا ہوتا ہے وہ تیل اور کھانے والوں کے لئے سالن لئے ہوئے اگتا ہے۔

وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ (یٰس : ۳۳ - ۳۵) — اور ہم نے اس زمین سے اناج نکالا - پھر اسی اناج کو لوگ کھاتے ہیں۔ اور اس زمین میں ہم نے کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کئے اور ہم نے اس میں چشمے جاری کئے تاکہ لوگ باغ کے پھلوں میں سے کھائیں۔

الغرض یہ سب غذائیں خدائے تعالیٰ نے انسان کے فائدہ اور استعمال کے لئے

پیدا فرمائی ہیں، وران کو کھانے کا اذن دیا ہے۔ فرماتا ہے:

كُلُوا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ (الانعام: ۱۴۱)
(کھجور، زیتون انار) ان سب چیزوں کے پھل کھاؤ جب یہ پھل لائیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ (البقرۃ ۱۷۲)
اے ایمان والو جو پاک چیزیں ہم نے تم کو عطا فرمائی ہیں اُن میں سے کھاؤ اور اللہ تعالٰی کا شکر بجا لاؤ۔

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شوق سے یہ چیزیں تناول فرماتے تھے۔ حدیث صحیح ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم لکڑی کو چھوہارے کے ساتھ ملا کر کھاتے تھے اور شیرینی اور شہد پسند فرماتے تھے۔ اسی طرح آپ گوشت کھایا کرتے تھے اور بکری کے دست کا گوشت بہت پسند فرمایا کرتے تھے۔ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالہیثم بن تیہان کے ہاں روٹی، بھنا ہوا گوشت اور گدرے ہوئے چھوہارے کھائے اور ٹھنڈا پانی پیا۔ بزرگوں میں حسن بصریؒ ہر روز گوشت خرید اکرتے تھے۔ ثوریؒ گوشت، اور انگور اور فالودہ کھایا کرتے تھے۔ ابراہیم بن ادہم نے مکھن اور شہد اور سفید خمیری روٹی خریدی۔ کسی نے کہا کہ آپ ایسا کھانا کھاتے ہیں۔ جواب دیا کہ جب ہم کو میسر ہوتا ہے تو مردوں کا کھانا کھاتے ہیں اور جب نہیں ملتا تو مردوں کی طرح صبر کرتے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ اگر انسان حلال طریقے سے حاصل کر کے کھائے اور خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرے اور ان نعمت نہ کرے اور اسراف نہ کرے اور فضول ضائع نہ کرے، اور ضرورت کے مطابق کھائے زیادہ نہ کھائے تو ان انواع و اقسام کی غذاؤں کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جس کھانے کی مذمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ خوب پیٹ بھر کر کھایا جائے۔ آپؐ نے تلقین فرمائی ہے کہ کم کھاؤ کیونکہ زیادہ کھانے سے بدہضمی، سستی اور غفلت پیدا ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے برا برتن جس کو آدمی بھرتا ہے پیٹ ہے۔ فرزند آدم کے لئے چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پشت کو سیدھا رکھیں اور اگر

کوئی مجبوری ہی آپڑے تو ایک تہائی پانی کے لئے اور ایک تہائی سانس کیلئے رکھے یہ شارع کا مطلب یہ ہے کہ اتنا کھاؤ جو نفس کو قائم رکھے۔ کم کھانے سے نفس کی حفاظت اور صحت دونوں قائم رہتی ہیں۔ اس کے برخلاف خوب پیٹ بھر کر کھانے سے جسمانی بیماری ہوگی اور دوسری نفسانی بیماریاں بھی پیدا ہوں گی اور زیادہ کھانے کی عادت پڑ جائے گی۔

لیکن مسلسل روزہ رکھنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ اس سے بدن کو نقصان پہنچتا ہے۔ شارع نے تو سفر میں افطار کا حکم دیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ آسانی چاہتا ہے بلا وجہ تکلیف دینا نہیں چاہتا۔ (یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ۔ (البقرہ: ۱۸۵)

بعض جاہل صوفی اور زاہد کہتے ہیں کہ عمدہ ولذیذ کھانے نہیں کھانے چاہئیں کہ اس میں نفس کی پیروی ہے اور ٹھنڈا پانی بھی نہ پینا چاہئے تاکہ نفس کی خواہش پوری نہ ہو۔ اور اس کو وہ اعلیٰ درجے کی ریاضت وعبادت سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ محض شیطانی دھوکہ ہے۔ ورتحریم کے یہ سب طریقے حرام ہیں۔ جو چیزیں شریعتِ محمدیہ نے حلال کی ہیں اُن کو حرام کرنے کا حق کسی کو نہیں ہے۔

ٹھنڈا صاف پانی پینا تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمایا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کی ایک جماعت کے ساتھ ایک مریض کی عیادت کو تشریف لائے اور پانی مانگا۔ وہاں ایک حوض قریب تھا۔ فرمایا اگر تمہارے یہاں مشکیزے میں رات کا رکھا ہوا (ٹھنڈا) پانی ہو تو لاؤ ورنہ پھر یہی حوض کا پانی پی لیں گے۔ یہ حدیث بخاری میں ہے۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حوض میں سے صاف وشیریں پانی لایا جاتا تھا۔

علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزیؒ نے کہا ہے کہ معلوم ہونا چاہئے کہ گدلا پانی گردہ میں پتھری اور آنت میں سدہ پیدا کرتا ہے اور ٹھنڈا پانی اگر اس کی ٹھنڈک معتدل ہو

تو معدہ کو مضبوط اور شہوت کو قوی کرتا ہے اور رنگ کو خوبصورت کرتا ہے اور جو ف میں عفونت نہیں آنے دیتا اور بخارات کو دماغ کی جانب چڑھ جانے سے باز رکھتا ہے بدن کی حفاظت کرتا ہے اور جب پانی گرم ہوتا ہے تو ہاضمہ کو خراب کرتا ہے اور غفلت اور سستی لاتا ہے اور بدن کو لاغر کرتا ہے اور جلندھر اور دق کی بیماری کی نوبت پہنچ جاتی ہے اور اگر پانی دھوپ میں گرم ہو ہو اسے استعمال کیا جائے تو جذام کے عارضہ کا خوف ہے۔ بعض لوگ جو پنڈ زہاد میں سمجھتے ہیں کہ ٹھنڈا پانی پینے سے پرہیز کیا جائے تو یہ خلافِ فطرت بھی ہے اور خلافِ شریعت بھی۔

زہد اور ترکِ دنیا کے بارے میں رسول اللہؐ کا فرمان

حضرت سعید بن مسیبؒ نے کہا حضرت عثمان بن مظعونؓ نے رسول اللہؐ کی خدمت میں آکر عرض کی یا رسول اللہؐ میرے جی میں کچھ باتیں آتی ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ جب تک آپ سے تذکرہ نہ کرلوں کوئی نیا کام کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے جی میں کیا آتا ہے۔ عرض کی میرے جی میں آتا ہے خصی ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا اے عثمان ذرا ٹھہرو اور سنو میری اُمت کا روزہ رکھنا ہی خصی ہونا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ میرے جی میں آتا ہے کہ پہاڑوں میں جا بیٹھوں۔ فرمایا ٹھہرو اور سنو میری اُمت کی رہبانیت یہ ہے کہ مسجدوں میں بیٹھیں اور ایک نماز کے وقت سے دوسری نماز تک منتظر رہیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ میرے جی میں آتا ہے کہ سیاحی اور گشت کروں فرمایا کہ میری اُمت کی سیاحی خدا کی راہ میں جہاد کرنا ہے اور حج و عمرہ ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہؐ میرے جی میں آتا ہے کہ اپنے تمام مال سے علیحدہ ہو جاؤں۔ فرمایا اے عثمان تمہارا ہر روز صدقہ دینا اور اپنے نفس و اہل و عیال کی پرورش کرنا اور مساکین و یتیم پر رحم کرنا ان کو کچھ کھلانا اس فعل سے افضل ہے۔ عرض کی یا رسول اللہؐ میرے جی میں آتا ہے کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دوں اور چھوڑ دوں (اس سے ہجرت کرلوں)۔ فرمایا میری اُمت کی ہجرت یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اُس کو چھوڑ دے یا میری زندگی میں ہجرت کر کے میرے پاس آئے یا میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کرے۔ عرض کی یا رسول اللہ میرے جی میں آتا ہے کہ اپنی بیوی سے قربت نہ کروں۔ فرمایا اے عثمان ذرا ٹھہرو سنو دکی

جب اپنی منکوحہ سے قربت کرتا ہے تو اگر بتقدیر اس صحبت سے لڑکا ہوا تو اس کو جنت
میں ایک کنیز ملے گی اور اگر لڑکا ہو کر اس سے پہلے مر گیا تو قیامت کے دن اس کا پیشرو اور
شفیع ہوگا اور اگر اس کے بعد وہ لڑکا زندہ رہا تو قیامت میں اس کے لئے نور ہوگا۔ عرض کیا
یارسول اللہ میرے جی میں آتا ہے کہ گوشت نہ کھاؤں۔ فرمایا اے عثمان ذرا ٹھہرو سنو
گوشت مجھ کو مرغوب ہے اور جب ملتا ہے کھاتا ہوں۔ عرض کیا یارسول اللہ میرے جی میں
آتا ہے کہ خوشبو نہ لگاؤں۔ فرمایا کہ سنو جبرئیل نے مجھ کو گاہے گاہے خوشبو لگانے کا حکم
دیا ہے اور جمعہ کے دن تو میں اس کو ترک ہی نہیں کرتا۔" پھر فرمایا اے عثمان میرے طریقے
سے منہ نہ موڑو جو شخص میری سنت سے پھر گیا اور اسی حالت میں بغیر توبہ کئے مر گیا فرشتے اس
کا منہ میرے حوض سے پھیر دیں گے۔"

ایک حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ تمہاری آنکھوں کا تم پر حق ہے۔ تمہارے بدن کا
تم پر حق ہے۔ تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے لہذا نماز بھی پڑھو اور خواب استراحت بھی کرو
اور (نفلی) روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو (یعنی بغیر روزے کے بھی رہو عام دنوں میں)۔

سماع و رقص و سرود کے بارے میں علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی فرماتے ہیں "جاننا چاہیے کہ راگ
صوفیہ پر 'تلبیس ابلیس' میں دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ اول تو دل کو خدا تعالیٰ کی عظمت
میں غور کرنے اور اس کی خدمت میں قائم رہنے سے غافل کر دیتا ہے۔ دوسرے دل کو جلد حاصل
ہونے والی لذتوں کی طرف راغب کرتا ہے اور ان کے پورا کرنے کی ترغیب دیتا ہے ہر قسم کی
حسی شہوتیں پیدا کرتا ہے جن میں بہت بڑی شہوت جماع ہے اور جماع کی کامل لذت نئی عورتوں
میں ہے اور نئی لذتیں حلال ذریعے سے حاصل ہونا دشوار ہے لہذا انسان کو زنا پر برانگیختہ
کرتا ہے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ زنا اور غنا میں باہم تناسب ہے اس جہت سے کہ غنا روح
کی لذت ہے اور زنا لذت نفسانی کا بڑا حصہ ہے اسی لئے حدیث شریف میں آیا ہے الغناء
رقیۃ الزنا یعنی راگ زنا کا افسون ہے۔

ابوالطیب طبری نے کہا "امام مالکؒ نے راگ اور اس کے سننے سے منع فرمایا اور کہا اگر
کسی نے ایک لونڈی کو خریدا اور اس کو گانے والی پایا تو اس عیب کی وجہ سے اس کو لوٹا دیت

یعنی پھیر دینا مشتری کو جائز ہے" اس زمانہ میں لوگوں نے گراف کا بجنا اکثر مسلمانوں نے اعتقاد کر رکھا ہے۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا، غنا (راگ) کے بارے میں امام ابوحنیفہ کے مذہب کی بابت ابوالطیب طبری نے کہا امام ابوحنیفہ راگ سننا گناہ قرار دیتے ہیں۔

ہبۃ اللہ بن احمد حریری نے ابوالطیب طاہر بن عبداللہ طبری سے روایت کیا کہ امام شافعیؒ نے کہا کہ غنا ایک لہو مکروہ ہے جو باطل چیز کے مشابہ ہے جو شخص زیادہ غنا سُنے گا وہ سفیہ (بیوقوف احمق) ہے لہذا اس کی شہادت رد کی جائے گی۔

امام شافعیؒ نے کتاب ادب القضاء میں قطعی طور سے کہا ہے کہ جو آدمی راگ سُننے پر مداومت کرے اُس کی شہادت مردود ہے۔ اسی طرح حنبلی فقہا کا قول ہے کہ مغنی اور رقاص کی شہادت مقبول نہ ہوگی۔

غنا (گانے) کے مکروہ ہونے کے دلائل کا بیان	غنا کے مکروہ و ممنوع ہونے کی دلائل کے بیان میں اہل علم قرآن میں سے تین آیتیں پیش کرتے ہیں۔

پہلی آیت:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ (لقمان ۹)

بعض لوگ کھیل کی بات خریدتے ہیں تاکہ بغیر علم کے خدا کی راہ سے گمراہ کردیں۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ ابوالصہباء نے کہا میں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے اس آیت کے معنی پوچھے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ۔ انہوں نے جواب دیا کہ خدا کی قسم وہ غنا ہے۔ مجاہد نے کہا لہو الحدیث کے معنی غنا ہیں۔ سعید بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عکرمہ سے لہو الحدیث کے بارے میں سوال کیا آپ نے جواب دیا کہ وہ غنا ہے۔

دوسری آیت وَاَنْتُمْ سَامِدُوْنَ[1] (یعنی تم غافل ہو) یحییٰ بن سعید نے بیان کیا کہ سفیان نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ عکرمہ نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا وَاَنْتُمْ سَامِدُوْنَ سے مراد غنا ہے۔ مجاہد نے بیان کیا سامدون کے معنی غنا ہیں۔

تیسری آیت:

---

[1] النجم: ۶۱

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ (بنی اسرائیل ۶۴) اے ابلیس جس کو تجھ سے ہو سکے اپنی آواز سنا کر اپنی طرف اُبھار ے۔

سفیان ثوری نے لیث سے روایت کیا کہ مجاہد نے اس آیت سے مراد غنا و مزامیر لی ہے۔

سنت سے یوں استدلال کرتے ہیں کہ نافع نے کہا ایک بار حضرت ابن عمرؓ نے کسی چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تو جلدی سے اپنے دونوں میں انگلیاں ڈال لیں اور اپنی سواری کو راستے سے موڑ دیا اور بار بار پوچھتے تھے کہ اے نافع کیا وہ آواز آتی ہے۔ میں کہہ دیتا تھا کہ ہاں یہ سن کر چلے چلتے تھے کہ میں نے کہا کہ اب وہ آواز نہیں آتی اُس وقت آپ نے اپنے ہاتھ کانوں سے جدا کئے اور سواری کو رستے کی طرف لوٹایا اور بولے کہ میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تھی آپ نے یہی عمل فرمایا تھا جیسا میں نے کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی آدمی گانے کے لئے اپنی آواز بلند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو شیطان بھیجتا ہے، وہ دونوں اُس کے اوپر سوار ہو جاتے ہیں۔ ایک اِس جانب دوسرا اُس جانب ہوتا ہے وہ اپنے پاؤں اس گانے والے کے سینے میں مارتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ گاتا رہتا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے روایت کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے دو آوازوں سے جن میں حماقت اور فجور پایا جاتا ہے منع فرمایا ہے۔ ایک نغمہ کی آواز دوسرے نوحہ کی آواز یعنی مصیبت کے وقت کی آوازیں جو بین کے ساتھ نکلتی ہیں۔ اور فرمایا کہ "مجھ کو حماقت اور فجور سے بھری ہوئی دو آوازوں سے ممانعت کی گئی ہے ایک نغمہ کی آواز سے اور ایک گریبان چاک کر کے شیطانی نوحہ کرنے سے" اور ایک روایت میں آیا ہے کہ مجھ کو مزامیر توڑ دینے کو بھیجا گیا ہے۔ صفوان ابن امیہ سے روایت ہے کہ ہم ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ عمرو بن قرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کیا یا رسول اللہ میرے لئے اللہ تعالیٰ نے شقاوت و بدبختی مقدر فرمائی ہے میں سمجھتا ہوں کہ مجھ کو بغیر دف بجانے کے رزق نہیں مل سکتا۔ آپ مجھ کو غنا (گانے) کی

اجازت دے دیجئے۔ میں فحش گانے نہیں گاؤں گا۔" رسول اللہ نے فرمایا "میں تجھ کو اجازت نہیں دوں گا اور نہ تجھ کو چشم عطا سے دیکھوں گا۔ اے خدا کے دشمن تو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو حلال اور پاکیزہ رزق عطا فرمایا ہے، مگر تو خدا کے رزق میں سے حرام اختیار کرتا ہے۔ اگر میں تجھ کو اس سے پہلے اس کی ممانعت کر چکا ہوتا تو اس وقت تجھ سے بڑی طرح پیش آتا۔ چل میرے پاس سے اٹھ کھڑا ہو اور خدا کے سامنے توبہ کر۔ اب یاد رکھ اگر اس سمجھانے کے بعد بھی تو نے ایسا کیا تو میں تجھ کو دردناک ماروں گا اور تیرا منہ بگاڑ دوں گا اور تجھ کو تیرے گھر سے نکال کر شہر بدر کر دوں گا اور تیرا مال و اسباب مدینہ کے نوجوانوں میں لٹوا دوں گا۔" جب وہ چلا گیا تو آپ نے یہ بھی فرمایا کہ یہی لوگ عاصی اور نافرمان ہیں اور فرمایا جو کوئی ان میں سے بغیر توبہ کے مرے گا اللہ تعالیٰ اس کو بروز حشر ننگا اٹھائے گا اور جب وہ کھڑا ہونا چاہے گا تو لڑکھڑا کر گر پڑے گا۔

آثار صحابہ و تابعین سے یوں استدلال کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا "غناء (گانا) دل میں نفاق کو اگاتا ہے جس طرح پانی سبزی کو اگاتا ہے" اور فرمایا کہ جب آدمی چوپائے پر سوار ہوتا ہے اور بسم اللہ نہیں کہتا تو شیطان اس کے پیچھے بیٹھ جاتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ گانا گا۔ اگر اس کو گانا اچھی طرح نہیں آتا تو شیطان کہتا ہے آرزو ہی بنا۔"

شعبی نے کہا "گانے والے اور گوانے والے دونوں پر لعنت ہے۔"

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا کہ لہو و لعب کی چیزوں کا آغاز شیطان کی طرف سے ہے ان کا انجام کار خدا کی ناراضی ہے۔ ضحاک نے کہا "غناء (گانا) دل کو خراب اور خدا کو ناراض کرتا ہے" عبدالرحمٰن ابن جوزی کا قول ہے کہ جو شخص حرام یا مکروہ کو قربت الٰہی خیال کرے وہ اس اعتقاد سے کافر ہو جائے گا، کیونکہ علماء سماع کو حرام بتاتے ہیں یا مکروہ کہتے ہیں۔

تلبیس ابلیس میں علامہ ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے علی ساعیؒ سے سنا کہتے تھے کہ میں نے ابو الحارث اولاسی سے سنا۔ وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے شیطان کو خواب میں اولاس کی کسی ایک چھت پر دیکھا۔ میں بھی ایک چھت پر تھا۔ ایک گروہ اس کے داہنی

طرف تھا اور ایک بائیں جانب اور وہ عمدہ عمدہ لباس پہنے تھے۔ اُن میں سے ایک گروہ نے کہا کہ کچھ بولو اور گاؤ۔ انہوں نے گانا شروع کیا میں اُس راگ اور گانے کی خوش آوازی اور سُریلے پن سے ایسا بے خود اور مدہوش ہو گیا کہ بے اختیار چھت سے نیچے چھلانگ لگانے کا دل چاہا۔ پھر شیطان نے اُن سے کہا کہ ناچو۔ وہ نہایت ہی عمدہ ناچ ناچے۔ پھر شیطان نے مجھ سے کہا کہ اے ابوالحارث! میں نے اس غنا (راگ) اور رقص کے سوا کوئی ایسی چیز نہیں پائی جس کی وجہ سے میں تم پر قابو پا سکوں۔

وجد کی کوئی اصلیت نہیں ہے

عبداللہ بن زبیرؓ کو خبر ملی کہ اُن کے بیٹے عامر ایک قوم میں جا کر بیٹھے ہیں جو قرآن پڑھتے وقت گر پڑتے ہیں۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے ان سے کہا اے عامر خبردار آئندہ مجھ کو یہ نہ معلوم ہو کہ تم ایسے لوگوں میں گئے تھے جو قرآن پڑھتے وقت بیہوش ہو جاتے ہیں۔ ورنہ میں کوڑے سے تمہاری خبر لوں گا۔

دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ عامر بن زبیر نے کہا کہ میں اپنے باپ کے پاس آیا انہوں نے پوچھا تم کہاں تھے؟ میں نے جواب دیا کہ ایسے لوگوں کے پاس تھا کہ ان سے بہتر میں نے کسی کو نہیں پایا۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے اور ان میں سے ہر ایک کانپتا تھا یہاں تک کہ اس کو خدا کے خوف سے غش آجاتا تھا۔ میں بھی ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ میرے باپ نے کہا کہ اب کبھی اُن کے پاس نہ بیٹھو۔ لیکن انہوں نے محسوس کیا کہ مجھ پر ان کے اس قول کا اثر نہیں ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاوت قرآن کرتے دیکھا اور ابوبکرؓ و عمرؓ کو قرآن پڑھتے دیکھا مگر اُن پر یہ کیفیت نہیں طاری ہوتی تھی کیا یہ لوگ ابوبکرؓ و عمرؓ سے زیادہ خوف خدا رکھتے ہیں۔ پس میں نے جان لیا کہ ٹھیک بات یہی ہے اور ان لوگوں کے پاس جانا ترک کر دیا۔

بلکہ خدا نے یوں فرمایا ہے: تَرٰۤی اَعْیُنَهُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ[1] (ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں) اور فرمایا تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ[2] (ان کے جسموں پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں)۔

---

[1] المائدہ : ۸۳ [2] الزمر : ۲۳

ایک بزرگ کی مجلسِ وعظ میں ایک صاحب نے زور سے سانس بھری تو اُس بزرگوار واعظ نے کہا کہ اگر یہ خدا کے لئے ہے تو تو نے اپنے آپ کو مشہور کیا اور اگر غیر خدا کے لئے ہے تو تو ہلاک ہو گیا۔

تلبیسِ ابلیس میں علامہ ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہ کہے کہ اُس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جس پر بے چ وجد طاری ہوا اور وہ اُس کے دفعیہ پر قادر نہ ہو تو جواب یہ ہے کہ شروع وجد میں ایک اندرونی حرکت اور جوش ہوتا ہے اگر انسان اپنے آپ کو باز رکھے اور روکے رہے تاکہ کسی کو اس کے حال کی خبر نہ ہو تو شیطان اس سے ناامید ہو کر دور ہو جاتا ہے چنانچہ کہتے ہیں کہ ایک بزرگ جب حدیث بیان کرتے اور اُن کے دل کو رقت ہوتی تھی تو اپنی ناک پونچھتے تھے اور کہتے تھے کہ زکام کس قدر سخت ہے۔ اور اگر انسان اپنے آپ کو بے قابو چھوڑ دے تو شیطان اُس میں اپنی سانس بھر دیتا ہے بقدر اس کے کہ انسان بیقرار ہو۔ اس میں شک نہیں کہ اکثر لوگ وعظ سن کر مر گئے ہیں اور بیہوش ہو گئے ہیں۔ مگر وجد کرنا زور سے چیخنا اور کچھ جھنا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ بناوٹ ہے اور بناوٹی لوگوں کا شیطان یار و مددگار ہے۔

عقیل نے کہا ہے کہ قرآن مجید میں قطعی طور پر رقص کی ممانعت کی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا[1] (زمین پر اتراتا ہوا نہ چل) اللہ تعالیٰ نے اتراتے ہوئے چلنے کی مذمت فرمائی ہے اور رقص نہایت ہی خوشی سے اتراتا ہوا فعل نہیں ہے تو کیا ہے؟ بھلا جس شخص کے سامنے موت ہو اور منکر نکیر کا جواب سوال اور وہاں ترنا پل صراط پر اور پھر لاعلمی کہ دوزخ میرے لئے ہے یا جنت وہ اس طرح اُچھلے کودے جیسے چوپائے اچھلتے ہیں اور اس فعل کے مشاہدہ میں زندگی کا وقت گزارے جائے تعجب ہے۔

خوبصورت چہروں کی طرف دیکھنا فتنہ کا باعث ہے

ایک فرقہ صوفیوں کا ہے کہ وہ راگ و سماع کے ساتھ امرد (نوجوان لڑکے) کی طرف نظر کرنے کو بھی ضروری خیال کرتے ہیں اور بعض اوقات امرد کو زیورات اور رنگین کپڑوں سے آراستہ و پیراستہ کرتے ہیں۔ اور گمان کرتے ہیں کہ یہ حرکت عین ثواب ہے۔ امرد کو دیکھنے سے عبرت حاصل ہوتی

---

[1] بنی اسرائیل: ۳۷ و لقمان: ۱۸

ہے اور سنت سے خارج ہو استدلال ملتا ہے۔ حالانکہ ان باتوں میں نہایت ہی خواہش نفسانی کا بندہ ہوتا ہے اور عقل کو فریب دیتا اور علم کے خلاف کرتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ[1] (اللہ تعالیٰ کی آیتیں خود تمہاری ذاتوں میں موجود ہیں کیا تمہیں نظر نہیں آتا اس نے تجھ کو ایک قطرۂ منی سے پیدا کیا، پھر ماں کے رحم میں تجھ کو رکھا، پھر وہاں سے اس عالم میں لایا، تو بچہ تھا تجھ کو جوان کیا پھر تجھ کو مارے گا۔ پھر جِلاوے گا پھر ہر امر کا حساب لے گا) اور ایک جگہ فرمایا: اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ[2] (کیا اونٹ کی طرف نظر نہیں کرتے کہ کس طور پیدا کیا، پھر چوپایوں کو دیکھو کہ کیسے پیدا کئے ہیں۔ پھر ارشاد ہوتا ہے اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ[3] (کیا وہ زمین و آسمان کی کائنات پر غور نہیں کرتے) جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے عبرت حاصل کرنے کا حکم دیا ہے اُن کو چھوڑ کر یہ لوگ ان میں پڑ گئے جس سے منع فرمایا یہ ابلیس کا کید ہے اور یہ سب اثر گندم خوری کا ہے کہ جب عمدہ غذاؤں سے پیٹ بھر جاتا ہے تو سماع و غنا و خوبصورت امرد لڑکوں کی طرف دیکھنے کی سوجھتی ہے۔ اگر گنواری اختیار کریں تو یہ سب امور بھول جائیں۔ قرآن شریف میں آیا ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ[4] (اے رسول ان اہل ایمان سے کہہ دیجئے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں)۔ پس انہیں صورتوں کا دیکھنا جائز ہوا جن کی طرف نفس کو کچھ رغبت نہیں۔ خواہش نفسانی کا کچھ حصہ نہیں۔ اوپر مذکورہ شدہ آیتوں میں جن کی طرف نظر کرنے کا حکم ہوا ہے ان میں شہوت کی آمیزش و رغبت کا لگاؤ نہیں۔ لیکن شہوت انگیز صورتوں کی تو یہی تعبیر کی جا سکتی کہ شہوت کے ساتھ عبرت حاصل کی جاتی ہے جو باعث گناہ ہے اور مناسب نہیں کہ اس پر نگاہ ڈالی جائے۔ دیکھنا ہی اکثر فتنہ کا باعث ہوتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے کسی عورت کو پیغمبر بنا کر مبعوث نہیں فرمایا اور نہ اس کو قاضی امام یا مؤذن بنایا، کیونکہ عورت فتنہ و شہوت کا سبب ہے ایسے ہی امرد۔ جو شخص یہ کہے کہ میں اچھی صورت سے عبرت لیتا ہوں وہ دراصل خواہش نفسانی کا تابع ہے، عبرت لینے کا دعویٰ کرنے میں کاذب ہے اور جو

۱؎ الذاریات: ۲۱ ۲؎ الغاشیہ: ۱۷ ۳؎ الاعراف: ۱۸۵ ۴؎ النور: ۳۰

اوروں سے اپنے کو ممتاز بتانے کہ ہماری طبیعت اوروں سے الگ ہے اُس کے دعوے کو باطل کہیں گے۔ یہ باتیں کید شیطانی ہیں۔ لازم ہے کہ دل کو بجز خدا کے کسی غیر کے ساتھ مشغول نہ کرے جو آخرت کے فوائد کا باعث ہے۔ علاوہ ازیں یہ باتیں نادانی اور جہالت کا نتیجہ ہیں اور آداب شریعت کے خلاف ہیں۔

عبدالقیس کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اُن میں ایک حسین امرد لڑکا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو اپنی پشتِ مبارک کے پیچھے بٹھایا اور فرمایا کہ حضرت داؤدؑ کی خطا نگاہ ہی تھی۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے منع فرمایا ہے کہ آدمی کسی امرد لڑکے کو نظر جما کے دیکھے۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ مجھے کسی عالم کے بارے میں ایذا رساں درندے کا بھی اس قدر خوف نہیں ہے جتنا امرد لڑکے کی طرف سے ڈر ہے۔

عبدالعزیز بن ابی السائب نے اپنے باپ سے روایت کی کہ وہ کہتے تھے کہ میں عابد شخص پر ایک امرد لڑکے کے بارے میں ستر باکرہ لڑکیوں سے بھی زیادہ ڈرتا ہوں۔

حضرت سفیان ثوریؒ کا قول ہے کہ باکرہ لڑکی کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے مگر امرد لڑکے کے ہمراہ دو شیطان ہوتے ہیں۔

فتح موصلی کہتے ہیں کہ میں تیس مشائخ سے ملا جو ابدال شمار کیے جاتے تھے ہر ایک نے مجھ کو وقتِ رخصت نصیحت کی کہ نوجوان امردوں کی ہمنشینی سے بچتے رہنا۔ نوجوان کی صحبت ابلیس کا بڑا مضبوط جال ہے۔

نکاح نہ کرنا اپنے دین کو خطرہ میں ڈالنا ہے

جب زنا سرزد ہونے کا خوف ہو تو ایسی حالت میں نکاح کرنا واجب ہے اور اگر زنا کا خوف نہ ہو تو سنتِ مؤکدہ ہے یہی جمہور فقہا کا مذہب ہے اور امام ابوحنیفہؒ اور امام ابن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ ایسی حالت میں نکاح تمام نوافل سے افضل ہے کیونکہ یہ وجودِ اولاد کا سبب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "نکاح کرو نکاح میری سنت ہے" اور نکاح کر کے نسل بڑھاؤ اب جو

میری سنت سے منہ موڑے گا وہ مجھ سے نہیں۔

صحابہؓ میں سے بعض نے کہا کہ میں عورتوں سے نکاح نہ کروں گا۔ بعض بولے میں گوشت نہ کھاؤں گا۔ بعض کہنے لگے کہ میں رات کو بستر پر سوؤں گا۔ بعض نے عہد کیا کہ ہمیشہ روزہ رکھوں گا کبھی افطار نہ کروں گا۔ (بغیر روزے کے نہیں رہوں گا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ باتیں سن کر خطبہ دیا اور حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ "یہ لوگ کس قسم کے ہیں جو ایسا ایسا ارادہ کرتے ہیں۔ میں تو رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ اور روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔ (یعنی بغیر روزہ کے رہتا ہوں) اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ جو شخص میری سنت سے برگشتہ ہوگا وہ مجھ سے نہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت تھی کہ اکثر اوقات آپ کے گھر میں کھانے پکانے کو کچھ نہ ہوتا تھا اس پر بھی آپ نکاح کو پسند فرماتے تھے اور آپ غریب و تنگدست لوگوں کو بھی نکاح کی ترغیب دیتے تھے اور ترکِ نکاح سے منع فرماتے تھے۔

کسی نے ابراہیم ادہم سے کہا کہ میں نکاح کر کے عیالداری کی بلا میں پھنس گیا۔ ہنوز اس نے کلام پورا نہ کیا تھا کہ ابراہیم ادہم نے اس کو ڈانٹ کر کہا کہ ہم نے راہ دیکھ لی۔ خدا تجھ کو عافیت میں رکھے تو اس طریقہ پر نظر کر جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب تھے۔ پھر کہا بچہ کا اپنے باپ سے رو کر روٹی مانگنا ایسی ایسی فضیلت رکھتا ہے یہ باتیں بن بیاہے عابد کو کب حاصل ہیں۔

اکثر صوفیوں کو ابلیس نے دھوکہ میں ڈالا اور نکاح سے باز رکھا کہ نکاح عبادت سے پھیر دیتا ہے۔ اگر یہ لوگ نکاح کی حاجت رکھتے تھے یا ان کا رجحان اس طرف تھا تو خود اپنے جسم اور دین کو خطرے میں ڈالا اور اگر ان کو نکاح کی ضرورت نہ تھی تو فضیلت سے محروم ہے۔

صحیحین میں ہے حضرت ابوہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا تمہارے عضو مخصوص میں بھی اجر و صدقہ ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے ایک شخص اپنی خواہش پوری کرتا ہے اس میں بھی اجر ملتا ہے فرمایا بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر وہ اس خواہش کو حرام جگہ پر پوری کرتا تو گنہگار ہوتا عرض کیا ہاں۔ فرمایا کہ تم لوگ برائی کرتے ہو بھلائی کا خیال نہیں رکھتے۔

جو شخص یہ کہے کہ نکاح کرنے سے نان و نفقہ لازم آتا ہے اور کسب کرنا اور کمانا دشوار ہے تو یہ حجت فقط کسب کی محنت سے جان چرانے کے لیے ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دینار وہ ہے جو کہ تم خدا کی راہ میں صرف کرتے ہو۔ ایک دینار وہ ہے جو صدقہ دیتے ہو۔ ایک دینار وہ ہے جو اپنی اہل و عیال پر صرف کرتے ہو۔ سب سے افضل وہی دینار ہے جو اپنی اہل و عیال پر خرچ کرتے ہو۔"

جو شخص یہ کہے کہ نکاح دنیا کی رغبت کا باعث ہے وہ غلطی پر ہے۔ طلب معاش کیوں نہ کی جائے حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں ایسی حالت میں مروں کہ اپنی محنت سے اپنی روزی تلاش کرتا ہوں تو مجھ کو پسند ہے کہ خدا کی راہ میں غازی ہو کر مروں اور بھلا شادی کس طرح نہ کی جائے، حالانکہ صاحب شرع نے فرمایا ہے کہ "تم نکاح کرو اور نسل بڑھاؤ۔" جو اس کے خلاف ہے وہ خلاف شریعت ہے قرآن شریف ناطق ہے:

خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا	اللہ تعالیٰ نے تمہیں میں سے تمہارے لئے بی بی پیدا
لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً	کی تاکہ تم کو ان سے آرام ملے اور تم میں باہم محبت
وَّرَحْمَةً (الروم : ۲)	اور رحمت پیدا کر دی۔

از روئے شرع حکم فرمایا وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ[1] (یعنی بن بیاہوں کی شادی کرو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "نکاح کرو اور نسلیں بڑھاؤ۔ کیونکہ میں قیامت کے دن تمہاری کثرت کی وجہ سے اور امتوں پر فخر کروں گا، خواہ حمل گرا ہوا بچہ ہی کیوں نہ ہو۔" اور خود انبیاء علیہم السلام نے اولاد طلب کی ہے اور بسا اوقات مباشرت کا نتیجہ ایسا ہوتا ہے کہ اس سے اولادِ صالح پیدا ہوتی ہے جو آخرت کے ثواب کا باعث ہوتی ہے۔

توکل ترکِ اسباب کا نام نہیں

اگر ایسا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غارِ حرا کو جاتے تھے تو توشہ نہ لے جاتے۔ اسی طرح حضرت موسیٰؑ جب خضرؑ کی تلاش کو نکلے تو مچھلی ساتھ لے گئے اور اصحابِ کہف جب شہر سے چلے تو کچھ درہم پاس رکھتے تھے۔ کیا تم کو خبر

---

[1] النور: ۳۲

نہیں کہ موسیٰ کی قوم نے جب ساگ اور لکڑی وغیرہ کی درخواست کی تو ان کو حکم ہوا اِھْبِطُوْا مِصْرًا [۱] (یعنی شہر میں جاؤ) اور یہ ارشاد اسی لئے ہوا تھا کہ جو چیزیں انہوں نے طلب کی تھیں وہ شہروں میں ہوتی ہیں لہٰذا جو لوگ ترکِ اسباب کرتے ہیں وہ خطا پر ہیں اور شرع و عقل کے مخالف ہیں اور موافقِ نفس کے عمل کرتے ہیں۔

عکرمہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ اہلِ یمن حج کو آتے تھے تو توشہ ساتھ نہ لاتے تھے اور کہتے کہ ہم اہلِ توکل ہیں۔ وہ لوگ حج کرتے تھے اور مکہ میں آتے تھے اور لوگوں کے آگے دستِ سوال دراز کرتے۔ اُن کی تنبیہ کے لئے یہ آیت نازل ہوئی وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی [۲] (اپنے ساتھ توشہ لیا کرو بہتر توشہ پرہیزگاری ہے) اس آیت میں دونوں جہان کے توشہ کا ذکر ہے۔ اس جہان کے سفر میں توشہ لینا اور اُس جہان کیلئے توشہ پرہیزگاری۔

محمد بن موسیٰ جرجانی نے کہا میں نے محمد بن کثیر صنعانی سے اُن زاہدوں کے بارے میں سوال کیا جو نہ سفر میں توشہ لے جاتے ہیں اور نہ جوتا اور موزہ پہنتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ "تم نے مجھ سے اولادِ شیطان کے بارے میں سوال کیا ہے۔ زاہدوں کے بارے میں نہیں پوچھا" میں نے پھر پوچھا کہ "پھر زہد کیا چیز ہے؟" بولے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنا اور صحابہؓ کی مشابہت کرنا۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسباب پر نظر فرمائی ہے چنانچہ جب آنحضرتؐ مکہ سے مدینہ کی جانب سفرِ ہجرت کے دوران غار سے نکل کر چلے تو ایک راہبر کو اُجرت پر لے لیا تھا جس کا نام سُراقہ تھا۔ آپ نے سُراقہ سے فرمایا تھا کہ ہمارا حال چھپانا اور کسی کو نہ بتانا۔ آپ نے ہمیشہ ظاہر میں اسباب پر نظر فرمائی اور باطن میں مُسبّب پر بھروسا کیا۔

شیطان نے بعض لوگوں کو علم کا دشمن بنا دیا

شیطان چاہتا ہے کہ علم عام نہ ہو جو کہ ایک نور ہے وہ چاہتا ہے کہ لوگ ہمیشہ جہالت کے اندھیرے میں ٹھوکریں کھاتے پھریں اور وہ ان کو تاریکی میں آسانی سے بہکاتا رہے۔ جب کسی کے پاس علم کی روشنی نہیں ہوگی تو وہ سیدھے راستہ پر کیسے قائم رہے گا۔ اس لئے شیطان کی کوشش ہوتی ہے

---

[۱] البقرہ : ۶۱ [۲] البقرہ : ۱۹۷

کہ وہ لوگوں کو علم سے باز رکھے کہ یہی جہالت گمراہی کا پہلا زینہ ہے۔ قرآن ناطق ہے:

وَیَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَی الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ (یونس : ۱۰۰) اللہ تعالیٰ انہی لوگوں کو (گمراہی و کفر کی) گندگی میں مبتلا رکھتا ہے جو عقل سے صحیح کام نہیں لیتے۔

شیطان نے مختلف حیلے بہانے دل میں ڈال کر بہت سوں کو علم کی راہ سے روک دیا۔ شیطان کے اسی فریب میں بعض صوفی لوگ بھی آ گئے جو علم کے نام سے چڑتے ہیں اور عالموں کو کتابی علم کا طعنہ دیتے ہیں اور اس کی برائی اور مذمت کرتے ہیں اور اپنے بارے میں دعویٰ کرتے ہیں کہ انہیں علم اور معرفت کتابوں سے نہیں بلکہ بلا واسطہ حاصل ہے، اور یہ کہ وہ کتابی علم میں نہیں پڑتے گویا کہ وہ ایک ادنیٰ چیز ہے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (العلق ۴) جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا۔

خدا تعالیٰ نے اس شخص کی تعریف و فضیلت بیان کی ہے جس کو کتابی علم حاصل تھا۔

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ (النمل ۴۰) اس شخص نے کہا جس کے پاس کتاب کا علم تھا۔

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کو قلمبند کرنے اور اس کے لکھنے کی تاکید فرمائی ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے روایت کی کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ علم کو مقید کر لو میں نے عرض کیا، رسول اللہ اس کا مقید کرنا کیونکر ہے فرمایا لکھ لو۔ ابوہریرہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے حافظہ کی شکایت کی آپ نے فرمایا حافظہ پر اپنے ہاتھ سے مدد لو یعنی لکھ لیا کرو۔

جاننا چاہیے کہ صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ و حرکات کو منضبط کیا ہے اور روایت در روایت پہنچ کر شریعت جمع ہوئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ سے سنو وہ دوسروں کو پہنچا دو اور یہ فرمایا کہ خدا اس شخص کو ہرا بھرا رکھے جو مجھ سے کوئی بات سنے اور اس کو خوب نگاہ رکھے پھر جس طرح سنا اسی طرح دوسروں کو پہنچا دے۔ حدیث کو سن کر لفظاً بلفظٍ اسی طرح بیان کرنا بغیر لکھ لینے کے مشکل ہے کیونکہ یادداشت پر بھروسہ نہیں ہو سکتا۔ احمد بن حنبلؒ کی نسبت کہتے ہیں کہ آپ حدیث بیان کرتے تھے لوگ ان سے کہتے تھے کہ آپ زبانی سنا دیجئے۔ جواب دیتے کہ نہیں، بغیر کتاب کے بیان نہ کروں گا۔ علی بن مدینی نے کہا مجھ کو میرے آقا احمد بن حنبلؒ نے حکم دیا ہے کہ بغیر کتاب میں دیکھے حدیث بیان نہ کروں۔

عوام کے ساتھ شیطان کے فریب

عبدالرحمن بن جوزیؒ کہتے ہیں کہ عوام شیطانی کید میں پھنستے ہیں جو زاہدوں کو عالموں پر فضیلت دیتے ہیں۔ لہٰذا اگر صوف کا جبہ وہ کسی جاہل آدمی پر دیکھ لیتے ہیں تو اس کی تعظیم کرتے ہیں خصوصاً جبکہ یہ شخص اپنا سر جھکا لے اور ان کے سامنے خشوع کا اظہار کرے اور کہتے ہیں کہ بھلا کیا یہ بزرگی ورکجا وہ فلاں عالم اشہ تو دنیا کا طالب ہے اور یہ حضرت زاہد ہیں نہ انگور کھاتے ہیں (تر میوہ نہیں کھاتے) نہ چھوہارا (خشک میوہ نہیں کھاتے)، نہ کبھی نکاح کرتے ہیں۔ جہالت کے سبب یہ نہیں جانتے کہ زہد سے علم افضل ہے۔ کیا ان کو معلوم نہیں کہ یہ امر خلاف سنت ہے کہ نکاح ترک کیا جائے یا رہبانیت اختیار کی جائے۔ آخر کیوں انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو چھوڑ کر زاہدوں کو اختیار کر رکھا ہے۔ کیا ان لوگوں کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے واقفیت نہیں ہے کہ آپ نے کثرت سے نکاح فرمائے تھے مرغ کا گوشت کھاتے تھے شہد اور حلوا پسند فرماتے تھے۔

عوام کید شیطانی میں مبتلا ہیں جو کہ توجہ و رغبت مسافر اور بیرون جات کے زاہدوں اور پیروں پر کرتے ہیں اور اپنے شہر والوں کو چھوڑتے ہیں جن کی حالت وہ آزما چکے اور عقیدہ پہچان چکے۔ حالانکہ اپنے آپ کو اسی کے حوالہ کرنا چاہئے جس کی معرفت کا امتحان ہو چکا ہو، اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے:

حَتّٰی اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ (النساء۔ ۶)

جب تم یتیموں کو دیکھو کہ ان میں رشد ہے تو ان کا مال ان کے حوالے کر دو۔

اور نیز اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خلقت کی طرف بھیج کر احسان فرمایا ہے کہ آپ خود ان ہی میں سے تھے ورنہ کفار آپ کا حال خوب جانتے تھے ارشاد ہوتا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ — اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر احسان فرمایا کہ ان کے پاس انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔

(آل عمران ۱۶۴)

اور فرمایا:

یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ — یہ لوگ آپ کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں۔

(البقرہ ۱۴۶)

بعض عوام کہتے ہیں کہ خدا کریم ہے اور اُس کا عفو وسیع ہے اور رجا (امید) عین ایمان ہے یہ ان کی خام خیالی ہے اور یہی کید شیطانی دھوکا کھانے کا نام رجا رکھا ہے۔ بغیر عمل کے بخشش چاہتے ہیں۔ اسی بات میں عام لوگوں کو شیطان اپنے کید میں لئے ہے اور عوام گناہ کے نہ بند لگا رہے ہیں اور ان کو کچھ احساس نہیں ہوتا۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

اس آیت سے بھی شیطان عوام کو کید میں لیتا ہے وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ[1] (میری رحمت بہت کشادہ ہے اور ہر ایک چیز پر چھائی ہوئی ہے) یہاں تک عوام آیت کو یاد کر لیتے ہیں پھر ہر نیک و بد کام میں شریک ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس کے آگے جو فرمایا ہے فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ (کہ میں اپنی رحمت متقیوں کے لئے خاص کروں گا) اُس کا خیال نہیں کرتے کہ متقی کیسے ہوتے ہیں اور ان کی شان کیا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے لئے خاص فرمایا ہے۔

کید شیطانی سے بچو۔ رحمت کے بھروسہ پر اُس کے خوف کو نہ بھلاؤ۔ یاد رکھو یہ بہت مشہور بات ہے کہ ایمان خوف و رجا کے درمیان ہے، پس رجا ہی میں نہ مشغول ہو جانا چاہئے خوف کو بھی یاد رکھنا چاہئے۔ جانب رحمت کو جس نظر سے دیکھے اسی طرح جانب عذاب پر بھی غور کرے اور اس بات کو بھی یاد رکھے کہ رحمت توبہ کرنے والوں کے ساتھ ہے چنانچہ ارشاد ہے وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ[2] (جو توبہ کرتا ہے میں اُس کا بخشنے والا ہوں)۔ رحمت ہی کو

---

[1] الاعراف: ۱۵۶ [2] سورۂ توبہ: ۸۲

دیکھنا یہی شیطان کا کید ہے۔ وہ عامۂ عوام کو اس سے ہلاک کرتا ہے۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
بعض کو شیطان نے یہ وسوسہ ڈالا ہے کہ ہمارے گناہ سے اللہ کا کچھ نقصان نہیں اور ہماری اطاعت سے اس کا کوئی نفع نہیں اور اس کا عفو ہمارے جرم سے عظیم تر ہے اور بے بچے بوجھے کہتے ہیں کہ خدا کے سامنے میری حقیقت ہی کیا ہے کہ میں گناہ کروں اور وہ میرے گناہ نہ بخشے۔ یہ سخت حماقت ہے۔ آدمی کو لازم ہے کہ خوف ورجا کے درمیان رہے۔

بعض کو شیطان اس بات میں دھوکا دیتا ہے کہ آئندہ چل کر توبہ کرلیں گے و نیک بن جائیں گے۔ حالانکہ بہت سے اُمید کرنے والے اپنی امید سے رہ گئے اور موت نے پہلے ہی خاتمہ کردیا۔ یہ کیا عقلمندی ہے خطر میں جلدی کرنا اور راستی کے منتظر رہنا بسا اوقات گناہ پر توبہ میسر نہیں ہوتی اور یہ بھی ہوتا ہے کہ توبہ پنے شرائط کے ساتھ ٹھیک نہیں ہوتی اور بعض دفعہ قبول نہیں ہوتی۔ پھر فرض کیا کہ توبہ بھی قبول ہوگئی مگر خیال کرنے والے کو یہ کیا تھوڑا امر ہے کہ گناہ کی شرمندگی ہمیشہ رہتی ہے، آدمی چار آنکھ نہیں کرسکتا۔ لہٰذا گناہ کے خیال کو ہٹانا تا حق کہ دور رہے اس بات سے آسان ہے کہ توبہ کی محنت اٹھائے اور اس کا علم نہیں کہ قبول ہو یا نہ ہو۔ ایسا بھی ہم کرتے ہیں کہ توبہ کرتے ہیں اور توڑ ڈالتے ہیں، شیطان نے ہم کو ضعیف پاکر اپنے گھر میں پھنسا لیا ہے، اعوذ باللہ یا صمد۔

عوام میں بعض وہ ہیں کہ جو اپنی عقل پر مطمئن ہیں اور علماء کے خلاف کرنے میں کچھ پروا نہیں کرتے لہٰذا جب علماء کا فتویٰ ان کی غرض کے خلاف ہوتا ہے تو اس کو رد کرتے ہیں اور علماء میں نقص نکالتے ہیں۔

اے سعید! جب شیطان تجھ کو خدا کی اطاعت میں دیکھتا ہے تو تیرا ماتم کرتا ہے اور جب اپنا محکوم پاتا ہے تو تجھ کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جاتا ہے اور جب دیکھتا ہے کہ کبھی ویسا ہے کبھی ویسا ہے تو طمع کرتا ہے کہ تو اس کے قابو میں آجائے اعوذ باللہ۔

اے سعید! شیطان کبھی نسب کا دھوکا دیتا ہے کہ ہمارے بزرگ ہم کو بخشوا دیں گے تو خیال رکھو، اللہ نے اپنے کلام مجید میں فرمایا: ولا یشفعون الا لمن ارتضیٰ ولا تنفعھا شفاعۃ

---

[1] الانبیاء: ۲۸

اُس کی کریں گے جن کے لئے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا۔ جب نوح نے اپنے بیٹے کو غرق ہوتے
دیکھا چاہا تو ارشاد ہوا انّہ لیس من اھلک[1] (اے نوح یہ تمہارا اہل تمہارے جیسے
نہیں ہے)۔ اور حضرت ابراہیم کی شفاعت ان کے باپ کے حق میں قبول نہیں ہوئی
ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا کہ خدا کے یہاں
میں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا۔ جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ ان کے باپ کی نجات سے اُن
کی بھی نجات ہو جائے گی اُس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی یہ سمجھے کہ باپ کے کھانا
کھانے سے اس کا بھی پیٹ بھر جائے گا۔ حالانکہ یہ ناممکن ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کو بسبب خلق قرآن کے مسئلہ میں جس وقت قید کیا
اور ان کو سزا دینے کے لئے باندھے گئے اور کوڑے نکالے گئے تو عین اس وقت
ایک شخص ابوالہیثم خالد حداد ان کے پاس آکر کہنے لگا کہ تم مجھ کو پہچانتے ہو؟ جواب دیا
نہیں۔ بولا کہ میں ابوالہیثم عیار طرار چور ہوں۔ میں نے متفرق طور پر اٹھارہ ہزار کوڑے
کھائے ہیں اور یہ سب ضربیں دنیا کے لئے شیطان کی اطاعت پر تھیں۔ لہٰذا تم صبر
کرو کہ دین کے لئے رحمان کی اطاعت پر ضرب کھاتے ہو۔

داؤد بن علی نے کہا ایک مرتبہ جب یہ خالد پکڑا آیا تو میں نے اس کو دیکھنا چاہا۔
اس کے پاس گیا اس کو دیکھا کہ بیٹھا ہے لیکن ایک جانب قرار نہیں پکڑتا کیونکہ ضرب
شدید کی وجہ سے اس کے چوتڑ کا گوشت جاتا رہا تھا۔ اس کے گرد بہت سے جوان آدمی تھے
وہ لوگ کہنے لگے کہ فلاں نے آج کوڑے کھائے اور فلاں کے ساتھ ایسا کیا گیا۔ خالد نے
ان سے کہا کہ تم دوسروں کی باتیں کیوں کرتے ہو تم بھی ایسا کرو کہ لوگ تمہاری باتیں کیا
کریں۔ سعید جائے غور ہے کہ شیطان اُن لوگوں کے ساتھ کیا کھیلتا ہے کہ تکلیف کی
سختی پر صبر کرتے ہیں تاکہ اُن کو شہرت حاصل ہو، اور اگر تھوڑے سے تقویٰ پر صبر کریں تو اُن کو
ثواب ملے تعجب یہ ہے کہ یہ اپنے حال پر فخر کرتے ہیں حالانکہ بڑے گناہوں کے مرتکب ہیں۔

ع بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا۔ اعوذ باللہ۔

---

[1] ھود: ۴۶۔

عوام میں اکثر کو شیطان نے دھوکا دیا ہے کہ وہ وعظ کی مجلس میں آتے ہیں ذکر سنتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ صرف مجلس وعظ میں حاضر ہونا مقصود اصلی ہے اور یہ نہیں سمجھتے کہ مقصود اصلی تو ان باتوں پر عمل کرنا ہے۔

اے سعید اگر تو سُنی ہوئی باتوں پر عمل نہ کرے گا تو حجت الٰہی تجھ پر قائم ہوگی اور تجھ پر وبال پڑے گا۔

مال و منال کے بارے میں شیطان کے فریب حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ ٹکسال میں جب پہلا درہم ڈھالا گیا تو شیطان نے اس کو لے کر بوسہ دیا اور اس کو اپنی آنکھوں اور ناف پر رکھ کر کہا کہ تیرے ذریعہ سے میں لوگوں کو سرکش بناؤں گا اور تیری بدولت کافر بناؤں گا میں فرزند آدم سے اس بات سے خوش ہوں کہ دینار کی محبت کی وجہ سے میرے جال کمیں میں پھنس جاتا ہے۔

علامہ ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ صاحب مال لوگوں کو شیطان چار صورت سے فریب دیتا ہے۔ ایک تو مال حاصل ہونے کی جہت سے کہ وہ کچھ پروا نہیں کرتے کہ مال کیونکر حاصل ہوا حلال ذریعہ سے یا حرام طریقہ سے۔ حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی پرواہ نہ کرے گا کہ اس کو مال حلال ذریعہ سے ملا یا حرام سے۔"

دوسرے وہ بخل کی جہت سے فریب دیتا ہے، بعض مالدار لوگ ایسے ہیں کہ وہ عفو غفور پر بھروسہ کر کے زکوٰۃ نہیں نکالتے یا حیلہ کرتے ہیں۔ یہ کید شیطان ہے۔ حضرت عبداللہ سے مروی ہے کہ شیطان ہر عمدہ اور اچھی چیز کے ذریعہ سے انسان کو فریب دیتا ہے۔ جب تنگ آجاتا ہے تو اس کے مال میں لپٹ رہتا ہے اور اس کو کچھ خیرات کرنے سے باز رکھتا ہے۔

تیسرے کثرت مال کی حیثیت سے وہ فریب دیتا ہے، اس طور پر کہ انسان اپنے آپ کو فقیر سے بہتر جانتا ہے حالانکہ یہ نادانی ہے کیونکہ فضیلت اُن فضائل سے حاصل ہوتی ہے جو نفس کے ساتھ لگے ہوئے ہیں اور انسان کی ذات کا جزو ہیں۔ پتھر (ہیرا پکھراج زمرد وغیرہ) جمع کرنے سے فضیلت نہیں ہوتی ہے جو نفس سے خارج چیز ہے۔

چوتھے وہ مال کے خرچ کرنے میں فریب دیتا ہے مثلاً بعض اس کے بہکاوے میں
آکر ضرورت سے زیادہ مال ان فضول خرچیوں میں صرف کرتے ہیں۔ مثلاً مکان بنوانا جو تھا
ضرورت سے زیادہ ہو تلبیہ دیواروں کو رنگ آمیزی سے آراستہ کرنا۔ تصویریں بنوانا نقش
ونگار اس میں بنوانا محض اس لئے کہ نگاہ اس سے سیر نہ ہو سب کی نگاہ کی بندگی رہے، جس
سے کبر و غرور فخر کا اظہار کرنا مقصود ہوتا ہے۔ مکانات گروی کر کے اور قرض لے کر بیاہ میں
نازی سوچیں کیا جاتا ہے۔ اور لڑکی والے منہ سے کہہ کہہ کر کہ ہم یہ دیں گے تم یہ چڑھا
لانا حالانکہ یہ امر حرام یا مکروہ فعل سے محفوظ نہیں رہتا ہے۔ لڑکی کے لئے بر تمہیں پسند
کرتے تاو قتیکہ اپنے حسب دلخواہ دولتمند سے۔ دیکھنا تھا تو یہ دیکھتے کہ اس کے خلاق کیسے
ہیں۔ اب دیکھا جاتا ہے تو یہ دیکھا جاتا ہے کہ آمدنی کیا ہے۔ یہ سب کید شیطانی ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے فرزند آدم
اللہ تعالیٰ کے سامنے سے تیرے قدم نہ ہٹیں گے جب تک کہ تجھ سے چار چیزوں کا سوال نہ
ہو جائے۔ ایک یہ کہ عمر کس کام میں برباد کی دوسرے جسم کو کس چیز میں مبتلا رکھا تیسرے مال کہاں
سے حاصل کیا؟ چوتھے کس جگہ صرف کیا۔"

بعض مالدار ایسے ہیں جو مسجد اور پل بنوانے میں مال خرچ کرتے ہیں مگر نمائش و شہرت
مقصود ہوتی ہے اور چاہتے ہیں کہ ان کا نام ہو، اسی لئے اس عمارت پر اپنا نام کندہ کراتے
ہیں لہٰذا جو کچھ انہوں نے بنوایا ہے، سب پر سرزنش کی جائے گی اور اگر اس کا عمل خدائے تعالیٰ
کے لئے ہوتا تو اسی کو کافی سمجھتا کہ خدائے تعالیٰ دیکھتا اور سنتا ہے اگر اس سے کہا جائے کہ
ایک باغ مع چار دیواری تیار کرے بغیر اس کے کہ اس کا نام لکھا جائے تو کبھی ایسا نہ کرے گا۔

اسی طرح ختم قرآن شریف پر رمضان میں کثرت سے روشنی کرتے ہیں اور بارہ ماہ مسجد
میں اندھیرا رہتا ہے یہ فعل محض نام و نمود کے لئے ہے۔

اسی طرح جو خیرات کرنے میں مدح کا خواہاں ہوتا ہے وہ کید شیطانی میں پھنستا ہے،
جو پوشیدہ دیتا ہے اس کے ثواب کی انتہا ہی نہیں۔ کم از کم دس گنا ہے۔

بعض مالدار اپنے غریب اقربا کو چھوڑ کر غیروں کو خیرات دیتے ہیں۔ حالانکہ بہتر اقربا

کو دینا ہے۔ ہشام نے حفصہؓ سے روایت کی ہے سلیمان بن عامرؓ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ مسکین کو صدقہ دینا صرف ایک صدقہ ہی ہے اور رشتہ دار کو صدقہ دینا دو باتیں ہیں۔ صدقہ و صلہ رحم۔ لیکن بعض لوگ اقربا کی محتاجی کا علم ہونے کے بعد بھی ان کی خبر گیری سے باز رہتے ہیں کیونکہ ان میں باہم عداوت ہوتی ہے حالانکہ ان کی اعانت کرتے تو تین ثواب کے مستحق ہوتے۔ ایک صدقہ دوسرے قربت تیسرے خواہش نفسانی کا دبانا۔

ابو ایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا "افضل صدقہ وہ ہے جو کینہ رکھنے والے رشتہ دار کو دیا جائے۔" اے سعید! یہ افضل اس لئے ہے کہ نفس کچلا جاتا ہے۔

بعض لوگ وصیت کرنے میں حد سے تجاوز کرتے ہیں۔ وہ حقیقی وارث کو محروم رکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارا مال ہے جس طرح چاہیں اس میں تصرف کریں، وہ یہ نہیں یاد رکھتے کہ ان کے بیمار ہوتے ہی وارثوں کے حقوق اس مال کے متعلق ہو گئے اور فرمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے "جو شخص وصیت کرتے وقت خیانت کرے گا وہ ویل میں پھینکا جائے گا۔ ویل دوزخ میں ایک وادی کا نام ہے۔

فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ شیطان کہتا ہے کہ فرزند آدم مجھ پر غالب نہیں آسکتا اور اگر غالب بھی آتا ہے تو میں اس کو تین باتوں کا حکم کرتا ہوں ایک غیر حق سے لینا۔ غیر مستحق میں صرف کرنا۔ حق سے باز رکھنا۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

شیطان توبہ میں دیر کراتا ہے۔ شیطان انسان کو توبہ سے ٹالتا ہے اور شہوات کے حظ حاصل کرنے کی جلدی کرتا ہے اور توبہ کرنے کی آرزو دلاتا ہے کہ اس گناہ کو کرلے پھر توبہ کر لیجیو۔ باہوش باش۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔

جو شخص رات کو نماز کیلئے اٹھتا ہے اس سے شیطان کہتا ہے ابھی تیرے لئے بہت وقت ہے تھوڑی دیر آرام کر، اسی طرح ہمیشہ کسل اور سستی کی محبت دلاتا رہتا ہے سو عاقل کو چاہئے کہ دور اندیشی پر عمل کرے وقت کا خیال رکھے اور آئندہ پر کام نہ چھوڑے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔

اے اللہ ہم کو شیطان کے مکر و فریب سے بچالے نیز نفس کی شرارتوں سے باز رکھ اور پیروی رسول کریمؐ کی عطا کر۔ آمین۔ ثم آمین ٭

نتیجۂ اطاعتِ رسولِ رحمٰن

مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہے کہ جس وقت
بندۂ مومن با ایمان مرتا ہے تو رحمت کے فرشتے
نازل ہوتے کفن اور خوشبو جنت سے لاتے
ہیں اور اُس کے سامنے بیٹھتے ہیں بعد اُس کے
ملک الموت آکر بیٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ اے
نفسِ پاک نکل اور چل رحمتِ خدا کی طرف
پس روح جسم سے نکلتی ہے پھر اُس روح کو
آسمان پہ لے جاتے ہیں اور فرشتے کہتے ہیں کہ
یہ کس کی روح ہے کہ تمام آسمان معطر ہو گیا۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
میت کو جب قبر میں اتارتے ہیں تو قبر کہتی ہے تیرا
بھلا ہو تجھے بھول گیا تھا میں اندھیری جگہ
اور تنہائی کا مکان ہوں۔ اگر مردہ نیکی کرنے
والا ہو تو کوئی اس کی طرف سے جواب دیتا
ہے اے قبر تو کیا کہتی ہے، یہ شخص اصلاح پر تھا جو
کوئی کام کرنے کا تھا وہ کرتا تھا اور جو نہیں
کرنے کا تھا وہ نہیں کرتا تھا۔ قبر کہتی ہے
"ایسا تھا تو میں گلشن ہو جاتی ہوں" تب اس
کی قبر نور علیٰ نور ہو جاتی ہے۔
حدیث میں آیا ہے کہ جب نیک بندے
کو گور میں اتارتے ہیں تو اس کے نیک اعمال

ثمرۂ پیرویِ نفس شیطان

جس وقت کافر کی روح نکالنے ملک الموت
آتے ہیں اُن کی شکل ہیبت ناک ایسی ہوتی ہے کہ سر
اُن کا آسمان پر اور پاؤں تحت الثریٰ میں ہوتے
ہیں اور کئی منہ اُن کے ہوتے ہیں۔ مردہ کافر
مارے ڈر کے بہت زاری کرتا ہے اور وہ فرشتے
اُن کے ساتھ ہوتے ہیں کسی کے ہاتھ میں چھری
اور کسی کے ہاتھ میں تلوار اور شعلہ آتش لے کر
آتے ہیں اور اُس مرنے والے کے جسم پر مارتے
ہیں، اگر ایک ذرہ اُس میں سے زمین پر گرے
تو ساری زمین کو جلا کر خاک کر دے۔ تمام بدن
کا رگ و ریشہ پکڑ کر جان تن سے کھینچتے ہیں،
جان نکلنے میں ایسی تکلیف ہوتی ہے جیسے کہ
کوئی کسی پر ہزار شمشیر سے وار کرے۔ اور منکر نکیر
جو دنیا میں ساتھ ساتھ ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ
جو تو نے دنیا میں برا بھلا نیکی بدی کی ہے
سب لکھ لا۔ جب وہ کفن کا کاغذ بنا کر اعمال
نامہ بدست خود لکھتا ہے کہ فلاں روز فلاں
گھڑی فلاں کام کیا تھا جو کر کے بھول جاتا
ہے وہ سب بھی یاد آ جاتا ہے (اور منکر نکیر
بصورتِ زشت آتے ہیں جس کے دیکھے
ہوش اُڑ جاتے ہیں اور زمین میں نشانات

اس کو گھیر لیتے ہیں اور بچا لیتے ہیں۔ جب عذاب کے فرشتے پاؤں کی طرف آتے ہیں تو روزہ کہتا ہے آنے نہ دوں گا یہ شخص دنیا میں بہت بھوک اور پیاس سہتا رہا ہے' اور جب بدن کی طرف سے آتے ہیں تو حج اور جہاد کہتے ہیں ہم آنے نہ دیں گے کیونکہ اس نے تن پر بہت محنت اُٹھائی ہے' اور جب ہاتھ کی طرف سے آتے ہیں تو خیرات کہتی ہے اے عذاب ہٹ دو کیونکہ اس ہاتھ سے صدقہ دیا ہے' فرشتے کہتے ہیں کہ تجھے مبارک ہو پس رحمت کے فرشتے آتے ہیں اور اس کی قبر میں بہشت کا فرش بچھاتے ہیں اور گور کو اُس پر وہاں تک کشادہ کرتے ہیں جہاں تک کہ نظر جائے اور بہشت کی ایک قندیل لاتے ہیں، وہ روزِ قیامت تک اُس کے نور میں رہتا ہے اور جو جنازہ کے ساتھ آئے ہوں اُن کی باتیں سنتا ہے اور کوئی اُس سے بات نہیں کرتا۔ مگر قبر بولتی ہے کیا میرے ہول و تنگی کی خبر لوگ بارہا نہ کہتے تھے میرے واسطے تو نے کیا تیاری کی ہے؟

رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص موت کو بہت یاد کرے گا اور توشۂ آخرت کے سامان میں مشغول رہے گا وہ مرنے کے بعد اپنی قبر کو باغہائے جنت میں سے ایک باغ پائے

ہو جاتا ہے) اس ہیبت اور دہشت سے قبر میں۔ سمہا کے دریافت کرتے ہیں مَنْ رَّبُّکَ (یعنی تیرا کون خدا ہے) جواب جو ناصواب پاتے ہیں تو گرزِ آہنی سے اس کو مارتے ہیں کہ جس کی ہیبت اور دھمک سے تحت الثریٰ ہل جاتی ہے۔ پوچھتا ہے تیرا دین کونسا ہے؟ یہ سن کر کافر کے ہوش و حواس جاتے رہتے ہیں زبان بند ہو جاتی ہے۔ پھر دوبارہ پوچھتا ہے کافر مردود مارے ہیبت کے کہتا ہے تم جو۔ پھر اس پر ایک گرزِ آہن دھرتا ہے، کافر مردود واحسرتا کرتا رہتا ہے اور کہتا ہے کاش میں پیدا ہی نہ ہوتا تو اچھا تھا۔ کہاں جاؤں کس سے فریاد کروں، کوئی سنتا ہی نہیں عمر بھر کی زندگی کا عیش سب تلخ ہو جاتا ہے۔ فرشتے طعن سے کہتے ہیں کہ خدا کی نعمت کھاتا رہا اور غیر کی پرستش کرتا رہا۔ زاں بعد مشرق و مغرب کی زمین سے دبتی ہے، تمام بدن کی ہڈیاں درہم برہم ہو کر ٹوٹنے لگتی ہیں، پھر زمین کہتی ہے کہ اے دشمنِ خدا تو میری پشت پر تھا۔ کفر کرتا تھا اب تو میرے پیٹ کے اندر آیا، اب قسم خدا کی تجھ سے اللہ کا حق بھولوں گی۔ پھر اس کی پیشی ربِ ذوالجلال و قہار میں فرشتے کرتے ہیں۔ وہاں سے اُس کے لئے حکم ہوتا ہے کہ

گا اور وہاں ایک نورانی چہرہ نظر آئے گا جو
چاند سے زیادہ خوبصورت اور مشک سے
زیادہ معطر ہوگا یہ شخص پوچھے گا کہ تو کون ہے
وہ کہے گا میں تیرا نیک عمل ہوں اور اخلاق حمیدہ
پھر فرشتے دروازہ آسمان کا کھول دیتے ہیں
اس طرح ساتوں آسمان پر لے جاتے ہیں،
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس میرے بندے کا
نام علیین میں لکھواؤ اور اس کی روح کو اس
کے بدن میں لے جاؤ پھر اس سے سوال و
جواب ہوتا ہے، پھر کہتے ہیں کیا تو اس شخص
کو جانتا ہے جو ہدایت دینے کے واسطے تم
میں پیدا ہوا تھا؟ وہ کہتا ہے کہ وہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ وہ کہتے ہیں کیونکر
جانا وہ کہتا ہے کتاب اللہ سے جو انہوں
نے پہنچائی وہ سنائی اور میں نے اس کی تصدیق
کی پھر آسمان سے آواز آتی ہے کہ سچ کہتا ہے،
ایک دروازہ بہشت کا اس کی قبر کی طرف
کھول دو کہ بہشت کی ہوائے خوش اس کی
طرف آیا کرے۔

مضمون جو اوپر بیان ہوا ہے اس کی
تصدیق کلام مجید میں اس آیت سے ہوتی
ہے: الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ
طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ

سے سجین میں لے جاؤ۔

یہ جو مضمون لکھا گیا ہے اس کی تصدیق
قرآن شریف کی اس آیت سے ہوتی ہے:
الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي
أَنفُسِهِمْ فَأَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا
نَعْمَلُ مِن سُوءٍ بَلَىٰ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ
بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ○ فَادْخُلُوا أَبْوَابَ
جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا فَلَبِئْسَ
مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ○ (نحل ۲۸، ۲۹)

(جن کی جان فرشتوں نے حالت کفر
پر قبض کی تھی یعنی وہ آخری وقت تک
کافر رہے۔ پھر کافر لوگ صلح کا پیغام ڈالیں
گے کہ ہم کوئی برا کام نہیں کرتے تھے کیوں
نہیں اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب کام کی پوری
خبر ہے جہنم کے دروازے سے جہنم میں داخل
ہو جاؤ اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہو۔ غرض
تکبر کرنے والوں کا برا ٹھکانا ہے، خلاصہ
اس آیت میں بد لوگوں کی اور آگے نیک لوگوں
کی قبض ارواح کا بیان ہے۔ بد لوگوں کی
قبض روح کے لیے بدہیبت فرشتے آتے
ہیں اور عذاب قبر نیز عذاب قیامت کا حال
اس قریب المرگ شخص کی روح کو سناتے ہیں۔
یہ سن کر روح ڈرتی اور جگہ جگہ بدن میں چھپتی

ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

(النحل ۳۲) (جن لوگوں کی جان لیتے ہیں، فرشتے وہ ستھرے ہیں ان کو کہتے ہیں تم پر سلامتی ہے جاؤ بہشت میں بدلہ اس کا جو تم کرتے تھے) خلاصہ اس آیت میں نیک لوگوں کے آخری وقت خوبصورت فرشتے آتے ہیں اور جنت کی خوشبو میں بسا ہوا ایک ریشمی کپڑے کا (رومال) ٹکڑا لاتے ہیں اور روح کو اللہ کی رضامندی اور جنت کی نعمتوں کی خوشخبری سناتے ہیں۔

اس کی مثال حدیث شریف میں یوں آئی ہے کہ جس طرح پانی کی بھری مشک کا دہانہ کھولنے سے پانی نکل جاتا ہے (یہ آسانی روح کے نکلنے کی مثال ہے) اس طرح نیک روح اللہ کی رضامندی اور جنت کی نعمتوں کا حال سن کر نہایت پھرتی اور آسانی سے اکٹھی ہو کر جھٹ بدن سے نکل جاتی ہے اور اس کے نکلتے ہی ایک عجیب قسم کی خوشبو آسمان کے فرشتوں تک پہنچتی ہے جس کو سونگھ کر آسمان کے فرشتے آپس میں کہتے ہیں کہ آج کوئی نیک روح بدن سے علیحدہ ہوئی ہے اس وقت آسمان کے ہر دروازے کے فرشتے آرزو کرتے ہیں کہ ہمارے دروازے کی طرف یہ روح

ہے وہ فرشتے روح کو بدن سے نکالنے کی غرض سے اس کے منہ اور پیٹھ کو بری طرح سے پیٹتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ناپاک روح جلد بدن سے نکل، اللہ کا غضب اور عذاب تیرے لئے تیار ہے۔

بعض روح کی آخیر وقت کی سختی کی مثال حدیث میں یہ ہے کہ جس طرح بھیگی ہوئی اون میں گرم سیخ چلا کر نکالا جاتا ہے اور نمی کے سبب اون کے سب بال سیخ میں لپٹ جاتے ہیں اور سوکھی اون کے بالوں کی طرح ٹوٹ کر کوئی بال جلنے سے بچ نہیں سکتا اسی طرح بدن کے رونگٹے رونگٹے کو تکلیف پہنچ کر بد دل کی روح نکلتی ہے اور زمین پر ایک طرح کی بدبو پھیلتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس روح بد کا ذکر فرماتے وقت ناک کو کپڑا لگا لیا تھا گویا بدبو آ رہی ہے اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ جب اس حدیث میں بدبو کے ذکر کی روایت کرتے تھے تو ناک پر کپڑا رکھ لیا کرتے تھے غرض اس بدبو سے آسمان کے فرشتوں تک کو ایک طرح کی اذیت ہوتی ہے جس سے وہ اس روح کو بہت برا کہتے ہیں اور یہ فرشتے اس روح کو ایک ٹاٹ کے ٹکڑے میں لپیٹ کر خدائے تعالیٰ کے روبرو

آئے تو اچھا ہے۔ روح قبض کرنے والے
فرشتے اس روح کو ریشمی خوشبودار کپڑے میں
لپیٹ کر جب آسمان پر لے جاتے ہیں تو ہر
ایک آسمان کے فرشتے اپنے علاقے تک اُس
روح کے استقبال کو جاتے ہیں اور آپس
میں بڑی عزت سے اُس کا نام لیتے ہیں جس
کی یہ روح ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ
کے رُوبرو اُس روح کو لے جاتے ہیں تو وہ
روح اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتی ہے اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے اِس روح کو علیین میں (جو ساتویں
آسمان پر ایک مکان ہے) لے جاؤ۔

پھر روح جسم میں لائی جاتی ہے اور
منکر نکیر کے سوال وجواب کے وقت ثابت قدمی
اللہ کی طرف سے عنایت ہوتی ہے اور منکر نکیر
کا جواب پورا ہو جاتا ہے۔ اب یہ روح خوشی
کے ساتھ منتظر رہتی ہے کہ کب قیامت قائم
ہو اور میں اللہ کے دیدار و مولا کی نعمتوں سے
مالا مال ہوں۔

وحدانیت کا اقرار کرکے، رسول کی
اطاعت کرکے، فرشتوں کا اقرار کرکے، قیامت
کے حساب و کتاب کا قائل ہو کر انسانوں سے
نیک سلوک کرکے مستحق جنت کا ہوتا ہے
جو نہایت ہی اچھی جگہ ہے قولہ تعالیٰ

لے جانا چاہتے ہیں مگر آسمان کے دروازے
کھلنے کا حکم نہیں ہوتا اور اس طرح روح
کو دوبارہ جسم میں پھیر کر منکر نکیر کا سوال
ہوتا ہے اور جواب پورا نہ ہونے سے مقام
سجین میں جو ساتویں زمین کے نیچے ہے اس
کا نام لکھ لیا جاتا ہے۔ اللہ ہر ایک مسلمان
کو محفوظ رکھے۔

پھر ایک بدصورت شخص قبر میں آکر
مردہ سے کہتا ہے کہ آج وعدہ کا دن ہے،
مردہ کہتا ہے کہ تجھ کو خدا کی مار تو کون ہے؟
وہ کہتا ہے کہ میں تیرا بُرا عمل ہوں۔ غرض یہ
مردہ ہمیشہ عذاب قبر میں مبتلا رہتا ہے اور
دعا مانگتا ہے کہ قیامت دیر میں قائم ہو تاکہ
اس سے زیادہ عذاب میں نہ پھنسوں۔

پیرو شیطان ہو کر نفسانی خواہشات اور
نفسانی جذبات میں گرفتار ہو کر عقبیٰ کی فکر
نہ کرنے سے اِس غفلت کے خمیازہ میں انسان
کے لئے دوزخ کا رستہ تیار ہو جاتا ہے جو
نہایت ہی بُری جگہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ دوزخیوں میں سب سے زیادہ ہلکے عذاب
والا وہ شخص ہوگا جس کے پاؤں کے نیچے
دو پاپوشیں ہوں گی آگ کی اور پاؤں کے

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ (البقرہ ۸۲) (جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ہیں وہی ہیں اہل جنت وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے)۔

حضرت وہبؒ سے منقول ہے کہ بہشت کا عرض اتنا ہے جتنا آسمان و زمین کا عرض ہے اور اس کا طول سوائے حق جل و علا کے کوئی نہیں جانتا۔ جس چیز کو جی چاہے سب وہاں موجود ہے اور اس میں حوریں ہوں گی بڑی بڑی آنکھوں والی جن کو اللہ تعالیٰ نے نور سے پیدا کیا ہے گویا وہ یاقوت و مرجان ہیں۔ نیچی نگاہوں والیاں کہ اپنے شوہروں کے سوا کسی طرف نہیں دیکھتیں اور ان کے شوہروں سے پیشتر کسی جن یا آدمی نے ان کو نہیں چھوا اور جب ان کے شوہر ان کی صحبتوں سے فارغ ہوں گے تو وہ فی الفور ویسی کی ویسی باکرہ ہو جائیں گی۔ ایک ایک ان میں سے ستر ستر حلّے رنگ برنگ کے پہنتی ہے جو بال سے زیادہ ہلکے ہیں ان کا گوشت و استخوان ایسا صاف ہے کہ پنڈلیوں کا مغز صاف اوپر سے دکھائی دیتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ

اوپر تلے ہوں گے۔ اس کا دماغ تانبے کی دیگ کی طرح جوش مارتا اور کھولتا ہوگا اور وہ گمان کرے گا اس سے زیادہ کسی پر عذاب نہ ہوگا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دوزخیوں پر بھوک مسلط کی جائے گی کہ اس ایک بھوک کی سختی دوزخ کے سب عذابوں کے برابر ہوگی۔ دوزخی کھانے کیلئے فریاد کریں گے ان کو کھانے کے لئے ضریع ملے گا نہ وہ فربہ کرے گا اور نہ بھوک کو دور کرے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ضریع دوزخ میں ایک چیز ہے کانٹے کے مثل بڑا ایلوے سے زیادہ تلخ اور آگ سے زیادہ گرم اور مردار سے زیادہ بدبودار۔ پس اہل دوزخ کو کھانے کو ملے گا پھر دوبارہ فریاد کریں گے تو ان کو گلے میں اٹکنے والا کھانا دیا جائے گا یعنی ہڈی وغیرہ کی قسم کا۔ ان کو خیال آئے گا کہ دنیا میں اٹکے ہوئے لقمہ کو پانی پی کر گلے سے اتارا کرتے تھے پھر وہ کچھ پینے کی چیز کے لئے فریاد کریں گے تو ان کو حمیم یعنی گرم پانی دیا جائے گا۔ جب ان کو لوہے کے زنبوروں سے اٹھا کر اس پانی سے نزدیک کیا جائے گا تو وہ ان کے مونہوں کو بھون ڈالے گا اور جب ان کے پیٹوں میں داخل

بہشت کے آٹھ دروازے ہیں سونے کے جواہر
سے جڑے ہوئے پہلے پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
لکھا ہے۔ وہ پیغمبروں شہیدوں اور سخیوں کا
دروازہ ہے۔ دوسرا نمازیوں کا دروازہ ہے
جو نماز اچھی طرح ادا کرتا ہے اُس سے داخل
ہوگا۔ اور تیسرا زکوٰۃ دینے والوں کا دروازہ
ہے جو خوشی سے زکوٰۃ دیتے ہیں۔ چوتھا اُن کا
جو خلق کو نیک کام سکھاتے ہیں اور بُرے
کاموں سے منع کرتے ہیں اور پانچواں اُن
لوگوں کا جو ظلم و شہوت سے باز رہتے ہیں اور
چھٹا حاجیوں کا اور ساتواں جہاد کرنے والوں
کا۔ آٹھواں اُن لوگوں کا جو حرام سے آنکھیں
چھپاتے ہیں اور ماں باپ کے ساتھ اور ناطے
والوں کے ساتھ سلوک کرتے ہیں اور بہشت
کی ایک اینٹ چاندی کی ہے اور ایک سونے
کی اور گارا مشک و زعفران کا اور بُرج و بنگلے
ایک ایک موتی کے اور ایک ایک زمرد کے ہیں
اور وہ ساٹھ ساٹھ کوس کے ہیں اور اتنے ہی
چوڑے اور اتنے ہی اونچے اور ان کی کھڑکیاں
یاقوت کی اور دروازے جواہر کے اور اُن میں
نہریں بہتی ہیں جن کے کنارے جڑاؤ مصفا بنے
ہیں اور سنگریزے اُس کے موتی کے ہیں اس کا
پانی برف سے زیادہ سرد ہے اور شہد سے زیادہ

ہوگا تو ان کے پیٹ کی کل چیزوں کو ٹکڑے
ٹکڑے کر دے گا۔ پھر وہ آپس میں کہیں گے
کہ دوزخ کے نگہبانوں کو پکارو کہ وہ اللہ سے
دعا کریں کہ وہ ہم سے ایک دن عذاب ہلکا
کر دے۔ دوزخ کے نگہبان یہ کہیں گے کہ
تمہارے پاس رسول کھلے ہوئے معجزے اور
روشن دلیلیں لے کر نہیں آئے تھے؟ دوزخی
جواب دیں گے کہ بیشک آئے تھے لیکن ہم
نے ان کی بات نہ سنی اور نفس و شیطان کی
پیروی کی۔ فرشتے پھر کہیں گے پھر جو تمہارا
جی چاہے خود ہی دعا کرو۔ ہم تمہاری سفارش
نہیں کرتے۔ تب وہ آپس میں مشورہ کریں
گے کہ مالک یعنی داروغہ دوزخ کو پکارو۔
چنانچہ مالک سے التجا کریں گے کہ اے مالک
خدا سے دعا کرو کہ ہم کو موت دے دے کہ
اس عذاب سے رہائی پائیں۔ یہ التجا کر کے
وہ ہزار برس تک جواب کے انتظار میں رہیں
گے ہزار برس کے بعد مالک سخت جواب
دے گا۔ اس کو سنئے۔ فرمایا آنحضرتؐ نے۔
مالک اُن کو جواب دے گا کہ تم ہمیشہ اسی حالت
میں رہو گے جب ہر طرف سے مایوس ہو جائیں
گے تو کہیں گے اے پروردگار ہم پر ہماری
بدبختی غالب ہو گئی ہے اور ہم گمراہ لوگ تھے

نہریں ہیں اُن میں سے ایک کا نام کوثر ہے ، وہ خاص ہمارے رسول اللہؐ کی نہر ہے ، جتنے آسمان کے تارے ہیں اُتنے ہی چاندی سونے کے آبخورے اُس میں تیرتے ہیں اور بہت سی نہریں ہیں۔

رسول اللہؐ نے فرمایا معراج کی رات مجھے سب بہشتیں دکھائی گئیں میں نے ان میں چار نہریں دیکھیں ایک آب صاف کی ایک دودھ کی ایک شراب کی ایک شہد مصفا کی قولہ تعالیٰ فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى (محمد : ۱۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے جبرئیلؑ سے کہا یہ نہر کہاں سے آتی ہے اور کہاں کو جاتی ہے ؟ جبرئیلؑ نے جواب دیا حوض کوثر کو جاتی ہے۔ لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ کہاں سے آتی ہے۔ آپ حق تعالیٰ سے دعا کریں تو حال کھلے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے دعا کی ایک فرشتے نے آکر سلام کیا اور کہا اے محمدؐ آنکھیں بند کر لو آپؐ نے بند کر لیں پھر جو کھولیں تو

تھے۔ اے رب ہمارے ہم کو اس آگ سے نکال دے اگر ہم پھر وہی کام کریں تو ہم ظالم ہیں۔ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ان کو پروردگار جواب دے گا کہ "دور ہو اور پھر جاؤ دوزخ میں ذلیل وخوار کتوں کی مانند تم پڑے پھٹکار رہے تم مجھ سے بات نہ کرو"

بھائیو ! یہ حالت بہت غور کرنے کے قابل ہے۔

غرضکہ یہ سب کتے کی طرح آواز کرنے لگیں گے اور نالہ وفریاد کرتے رہیں گے ، وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ (ملک) (اور دوزخی کہیں گے کہ اگر ہم سنتے ہوتے یا عقل سے کام لیتے اور اس پر عمل کرتے تو ہم دوزخ میں نہ ہوتے)۔ جیسا ہم نے کیا ویسا بھگتا۔

بہشت کے رہنے والے دوزخ کے رہنے والوں کو طعن سے کہیں گے کہ ہمارے پروردگار نے جو کچھ وعدہ کیا تھا ہم نے وہ سچا پایا۔ تم اور جو کچھ تم سے کیا تھا وہ پروردگار سے پایا۔ دوزخی کہیں گے کہ ہاں ہم نے خدا کی عبادت سے منہ پھیرا تھا اور اُس کی آیتوں میں ٹھٹھا کرتے تھے ، اس کی سزا میں دوزخ میں جل رہے ہیں اور بھوک وپیاس ہم کو دنیا

ایک در جو سنگِ سفید کا بنا ہوا تھا اور اس میں کواڑ یاقوت کے تھے دکھائی دیا اور اس میں سُرخ سونے کا قفل لگا ہوا تھا اتنا بڑا کہ اگر تمام عالم اُس پر بیٹھے تو ایسا معلوم ہو کہ پہاڑ پر چڑیا۔ پھر اُس فرشتے کے حسبِ اشارہ میں نے قفل کے پاس جاکر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا، تب وہ قفل کھل گیا۔ میں اُس در کے اندر گیا، دیکھا تو اُسکے چاروں ستونوں پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہے اور پانی کی نہر بسم کی میم سے جاری ہے اور وہ دودھ کی نہر اللہ کی ہ سے اور شراب کی نہر رحمٰن کی میم سے اور شہد کی نہر رحیم کی میم سے بعد ازاں حق تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمدؐ تیرے اُمتیوں میں سے جو کوئی مجھے ان ناموں سے یاد کرے گا اور دل سے خالصاً مخلصاً بسم اللہ کہے گا میں اُس کو ان چاروں نہروں سے سیراب کروں گا۔
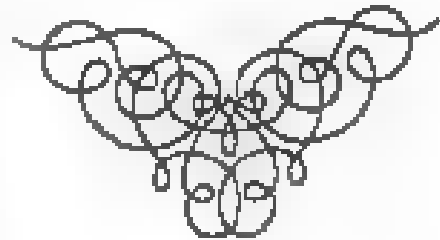
سے زیادہ ستا رہی ہے۔ یہ بات سُن کر جنتی لوگ جواب دیں گے کہ بیشک اللہ نے تم پر بہشت کا پانی اور کھانا حرام کیا ہے اور تم نے دین کو ایک کھیل تماشا اور ٹھٹھا سمجھ تھا۔ تم نے زندگانی دنیا کو کھیل اور تماشوں میں گزارا اور تم کو دنیا کی زندگی نے فریب میں ڈالا اور تم خدا کے کلام سے انکار کرتے تھے۔ آج تم کو خدا نے بھلا دیا۔ جیسا کہ تم اُس کو بھلا بیٹھے تھے۔ اب تم دوزخ کا مزا چکھو۔

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا فَاغْفِرْ لَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔

رحمتِ الٰہی سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے

انسان کو کسی حال میں مایوس نہیں ہونا چاہیئے اور خدا کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہو کہ یہ کافروں کا شیوہ ہے۔ قرآن ناطق ہے:

وَلَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ (یوسف: ۸۷)

اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، کیونکہ خدا کی رحمت سے وہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔

خدائے تعالیٰ اپنے گنہگار بندوں کو اپنی رحمت کی اُمید دلاتا ہے۔ فرماتا ہے:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (الزمر: ۵۳)

اے پیغمبر، آپ کہہ دیجئے اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتیاں کی ہیں تم خدا تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہ بخش دے گا۔ واقعی وہ بڑا بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔

منقول ہے کہ جب جبرئیل علیہ السلام کو خلعتِ وجود عنایت ہوا تو اول انہوں نے دوگانہ شکرانہ رب العزت کا ادا کیا، اس کے اختتام میں تیس ہزار سال کی مدت گزاری۔ جب فارغ ہوئے تو جنابِ احدیت میں عرض کیا کہ اے میرے رب! جس طرح میں نے تیری طاعت میں قیام کیا، کیا کسی دوسرے بندہ کو میسر ہو سکتا ہے؟ ارشاد ہوا کہ اے امین الوحی! آخر زمانہ میں ایسے لوگ پیدا کروں گا جن کی دو رکعت کہ بہ حصہ قلیل مدت چند نفوس میں باعیوب کثیرہ و خاطر پریشان با ہزاراں وسوسہ شیطانی و خیالات فاسد نفسانی و تعلقات دنیاوی وہ ادا کریں گے لیکن

وہ تیرے اس دوگانہ تیس ہزار سالہ سے فائق ہوگی۔ جبرئیل علیہ السلام نے نہایت تعجب وحیرت سے پوچھا کَیْفَ ذٰلِکَ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ (یعنی کس طرح یہ ہوگا اے پروردگارِ جہاں)؟ حکم ہوا "اے جبرئیل! تجھے محض طاعت کے واسطے جوہر واحد نورِ مجرد سے پیدا کیا اور جملہ خواہشِ نفسانی و علائقِ جسمانی و تلاشِ معاش و دغدغۂ معاد و حُبِّ زن و فرزند اور موت کے گزند سے بَری کیا۔ لیکن وہ مسکین اگر ایک ساعت بھی اپنی روحِ مجرد کو مائل بطاعت کریں گے تو اُن کا نفس درپے مخالفت، شیطان آمادۂ مخاصمت، شہواتِ نفسانی سببِ غفلت، حُبِّ مال و منال باعثِ حرص اور کسلِ خلقی جسمِ خاکی مانعِ عملِ خیر ہوگا۔ باوجود ان سب موانع کے جو دُو رکعت نماز وہ محض بخوف و یقین، نفس و شیطان سے معارضہ و مقابلہ کرکے ادا کریں گے، ان کی ایسی نماز جو نفسِ سرکش کے مقابلہ میں جہادِ اکبر ہے بھلا اُس کے مقابلہ میں تیری نماز کب مقاومت کر سکتی ہے۔"

چنانچہ حضرت شیخ الاسرار شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

مشو اے عاصیٔ بے چارہ نومید	اے عاجز گنہگار (بندے) مایوس نہ ہو۔
کہ چوں پیدا شود اشراقِ خورشید	کیونکہ سورج کی روشنی جب پھیلتی ہے
اگر افتد بقصرِ بادشاہی	تو اگر وہ قصرِ بادشاہی پر پڑتی ہے۔
ہم افتد نیز بر کنجِ گدائی	تو (اسی طرح) فقیر کی جھونپڑی پر بھی پڑتی ہے۔
کسے کو برہنہ ست امروز در راہ	اگر کوئی آج راہ میں (لباس سے محروم) برہنہ پڑا ہے
بروبر تابد ایں خورشید درگاہ	تو اس پر بھی یہ خورشید جہانتاب اپنی روشنی ڈالتا ہے۔
چو کارِ مفلساں آمد خطرناک	مفلسوں کا کام ہوشیاری سے نکلتا ہے۔
گنہگاراں برند ایں گوئے چالاک	گنہگار اس گیند کو چالاکی و ہوشیاری سے لے جاتے ہیں اور سبقت پا جاتے ہیں
نہ زیبد مردِ خودبیں بادشا را	بادشاہ کو مردِ خود بین و مغرور ہونا زیب نہیں دیتا۔
امین المذنبیں باید خدا را	کیونکہ خدا تو گنہگاروں کا امین و محافظ ہے۔

دریں رہ نیست خود بینی خجستہ	اس راہ میں خود بینی اچھا اور مبارک طریقہ نہیں ہے۔
تنِ لاغر دلے باید شکستہ	بلکہ بدن کمزور اور دل منکسر المزاج ہونا چاہیئے۔

الحمد للہ علیٰ احسانہ کہ بعد اختتام شرح کریما خدا نے اس رسالہ کے تالیف کرنے کی توفیق عنایت کی اور بحسن و خوبی تمام ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۰ھ انجام کو پہنچایا دعا ہے کہ بھائی مسلمان اس سے فائدہ اٹھائیں اور مؤلف کو دعائے خیر سے یاد کریں۔

○ تخلیقِ کائنات اور اس کا حیرت انگیز نظام

○ حیاتِ انسانی کے لئے خالق کی نعمتوں اور حکمتوں کا بیان

○ قیامت کا ظہور اور جنت و جہنم کے احوال

تالیف

مولانا کمال الدین المسترشد

خادم الاحادیث النبویۃ۔ جامعہ مخزن العلوم

قدیمی کتب خانہ۔ مقابل آرام باغ۔ کراچی ۱

راہِ معرفت

رازِ حیات

آدابُ المعاشرت

فتوح الغیب